بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثواب و عتاب

مرتب

الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ

بلقیس اظہر

جماعت عائشہؓ

ایڈیشن - I

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثواب وعتاب

مرتب:
الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ
بلقیس اظہر
جماعت عائشہؓ

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے پر ثواب وعتاب	4
2	گناہ اور سزائے آخرت	13
3	کس گناہ پر کیا عذاب ہے؟	15
4	گناہ اور نافرمانی سے دنیا کے نقصانات	33
5	گناہ اور نافرمانی سے آخرت کے نقصانات	38
6	عبادت وطاعت واعمال صالحہ سے دنیا کا نفع	41
7	عبادت وطاعت واعمال صالحہ سے آخرت کا نفع	45
8	گناہوں پر جرأت	48
9	قبر کے احکام	55
10	ثواب وعتاب (سچے واقعات)	57
11	مومن کی موت	67
12	کفار، مشرکین، منافقین اور دہریے وغیرہ کی موت کا منظر	70
13	قبر کی زندگی (برزخ کی زندگی)	72
14	عذاب قبر سے مراد	74
	☆ قبر کا عذاب برحق ہے	76
15	قبر کے سوال وجواب	77
16	قبر میں نیک لوگوں کو کیا کیا راحتیں میسر آئیں گی	80
17	قبر میں عذاب کن کن لوگوں کو ہوگا؟	82
18	قبر میں عذاب کن کن لوگوں کو نہیں ہوگا؟	82
19	قبر کے سوالات اور جوابات	83
20	گناہوں کا کفارہ	84

حصہ دوم

(گناہ کبیرہ اور کفر تک پہنچانے والے گناہ)

21 بخل 90
22 تکبر 94
23 جاہ و ریا 101
24 حسد 107
25 سحر (جادو) 112

نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے پر ثواب وعتاب

نماز پڑھنے پر ثواب:

آیاتِ قرآنیہ: (نماز کی اہمیت اور فضیلت)

1- قرآن پاک سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 45 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "جو کتاب آپ (خاتم النبیین ﷺ) پر وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کیجئے، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے"۔

یعنی نماز میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت وتاثیر رکھی ہے کہ وہ نمازی کو گناہوں اور برائیوں سے روک دیتی ہے مگر ضروری ہے کہ اس پر پابندی سے عمل کیا جائے اور نماز کو اُن شرائط وآداب کے ساتھ پڑھا جائے جو نماز کی قبولیت کے لئے ضروری ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا "فلاں شخص راتوں کو نماز پڑھتا ہے مگر دن میں چوری کرتا ہے"۔ تو نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اس کی نماز عنقریب اُس کو اس برے کام سے روک دے گی"۔ (مسند احمد، صحیح ابن حبان، بزاز)

2- قرآن پاک سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 153 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

یعنی جب بھی کوئی پریشانی یا مصیبت سامنے آئے تو مسلمان کو چاہئے کہ وہ اُس پر صبر کرے اور نماز کا خاص اہتمام کرکے اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرے۔ حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ بھی ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں "نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا، آپ خاتم النبیین ﷺ فوراً نماز کا اہتمام فرماتے"۔ (ابوداود ومسند احمد)

نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ پانچ فرض نمازوں کے علاوہ نمازِ تہجد، نمازِ اشراق، نمازِ چاشت، تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔ اور پھر خاص خاص مواقع پر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار کے لئے نماز ہی کو ذریعہ بناتے۔ سورج گرہن یا چاند گرہن ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے۔ زلزلہ، آندھی یا طوفان حتی کہ تیز ہوا بھی چلتی تو مسجد تشریف لے جا کر نماز میں مشغول ہوجاتے۔ فاقہ کی نوبت آتی یا کوئی دوسری پریشانی یا تکلیف پہنچتی تو مسجد تشریف لے جاتے۔ سفر سے واپسی ہوتی تو پہلے مسجد تشریف لے جا کر نماز ادا فرماتے یعنی شکرانے کے نوافل ادا فرماتے۔

اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ نماز کا خاص اہتمام کریں۔

3- قرآن پاک سورۃ المائدہ، آیت نمبر 12 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے"۔

یعنی نماز کی پابندی کرنے سے بندہ اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ قریب ہوجاتا ہے جیسا کہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "بندہ کو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب سجدے کی حالت میں حاصل ہوتا ہے"۔ غرض اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجالانے، خاص کر نماز کا اہتمام کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ ہوجاتا ہے۔

4- قرآن پاک سورۃ المؤمنون، آیت نمبر 11-1 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "یقیناً ان ایمان والوں نے فلاح (کامیابی) پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ اور جو بیہودہ باتوں سے (ہر وقت) کنارہ کش رہتے ہیں، اور جو (ہمیشہ) زکوٰۃ ادا (کرکے اپنی جان ومال کو پاک) کرتے رہتے ہیں، اور جو (دائماً) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے رہتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں کے یا ان باندیوں کے جو ان کے ہاتھوں کی مملوک ہیں، بیشک (احکامِ شریعت کے مطابق ان کے پاس جانے سے) ان پر کوئی ملامت نہیں، پھر جو شخص ان (حلال عورتوں) کے سوا کسی اور کا خواہش مند ہوا تو ایسے لوگ ہی حد سے تجاوز کرنے والے (سرکش) ہیں، اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں، اور جو اپنی نمازوں کی (مداومت کے ساتھ) حفاظت کرنے والے ہیں، یہی وہ وارث ہیں جو (جنت) الفردوس کے وارث ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے"۔

یعنی ان آیات میں کامیابی پانے والے مؤمنین کی چھ صفات بیان کی گئی ہیں: پہلی صفت خشوع وخضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرنا، دوسری صفت بیہودہ باتوں سے ہر وقت

کنارہ کش رہنا، تیسری صفت ہمیشہ زکوٰۃ ادا کر کے اپنی جان و مال کو پاک کرتے رہنا، چوتھی صفت ہمیشہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے رہنا، پانچویں صفت اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنا اور آخری صفت نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرنا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کا اللہ تعالیٰ کے پاس کیا درجہ ہے اور کس قدر مہتم بالشان چیز ہے کہ مؤمنین کی صفات کو نماز سے شروع کر کے نماز ہی پر ختم فرمایا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو جنت کے وارث یعنی حق دار ہوں گے، جنت بھی جنت الفردوس' جو جنت کا اعلیٰ حصہ ہے جہاں سے جنت کی نہریں جاری ہوئی ہیں۔غرض جنت الفردوس کو حاصل کرنے کے لئے نماز کا اہتمام بے حد ضروری ہے۔

5- قرآن پاک سورۃ المعارج، آیت نمبر 35-19 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "بیشک انسان بڑے کچے دل والا بنایا گیا ہے جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو ہڑبڑا اٹھتا ہے اور جب راحت ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے، مگر وہ نمازی جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ اور وہ (ایثار کرنے والے) لوگ جن کے اَموال میں حصہ مقرر ہے، مانگنے والے اور نہ مانگنے والے محتاج کا، اور وہ لوگ جو روزِ جزا کی تصدیق کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں، بے شک ان کے رب کا عذاب ایسا نہیں جس سے بے خوف ہوا جائے، اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی منکوحہ بیویوں کے یا اپنی مملوکہ کنیزوں کے، سو (اِس میں) اُن پر کوئی ملامت نہیں، سو جو ان کے علاوہ طلب کرے تو وہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں، اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی نگہداشت کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ جنتوں میں عزت والے ہوں گے"۔

یعنی ان آیات میں جنتیوں کی آٹھ صفات بیان کی گئی ہیں جن کو نماز سے شروع اور نماز ہی پر ختم کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز اللہ کی نظر میں کس قدر مہتم بالشان عبادت ہے۔

احادیث نبویہ: (نماز کی اہمیت اور فضیلت)

1- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائیگا۔ اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا، اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور خسارہ میں ہوگا"۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابوداؤد، مسند احمد)

2- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز اچھی ہوئی تو باقی اعمال بھی اچھے ہوں گے، اور اگر نماز خراب ہوئی تو باقی اعمال بھی خراب ہوں گے"۔ (طبرانی)

3- حدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے دریافت کیا "اللہ کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا" نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا"۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا" اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے"؟ تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" والدین کی فرمانبرداری"۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا" اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے"؟ تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا"۔ (بخاری، مسلم)

4- حدیث:

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے بیعت نہیں کرتے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے تین مرتبہ اسکو کہا، تو ہم نے اپنے ہاتھ بیعت کے لئے بڑھا دیئے اور بیعت کی۔ ہم نے کہا" اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! ہم نے کس چیز پر بیعت کی"؟ تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" صرف اللہ کی عبادت کرو، اس

کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور نمازوں کی پابندی کرو"۔ اس کے بعد آہستہ آواز میں کہا "لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرو"۔ (نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مسند احمد)

5- حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے پاس ایک شخص نے آکر کہا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! مجھ سے ایک ایسا جرم ہوگیا ہے جس پر حد ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ مجھ پر حد جاری فرمادیں"، اتنے میں نماز کا وقت آگیا۔ اس نے حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب اس نے نماز پڑھ لی تو عرض کی " یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! میں نے حد لگنے والا کام کیا ہے۔ آپ کتاب اللہ کے مطابق حد قائم کیجئے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے"؟ اس نے عرض کی "جی ہاں!" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہوں کو (اس نماز کے صدقے) معاف کردیا ہے۔'' (مسلم)

6- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:" نماز نور ہے، صدقہ دلیل ہے، صبر کرنا روشنی ہے اور قرآن تمہارے حق میں دلیل ہے یا تمہارے خلاف دلیل ہے"۔ (مسلم)

یعنی اگر اسکی تلاوت کی اور اس پر عمل کیا تو یہ تمہاری نجات کا ذریعہ ہوگا، ورنہ تمہاری پکڑ کا ذریعہ ہوگا۔

7- حدیث:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ تھا۔ ایک دن میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے قریب تھا، ہم سب چل رہے تھے۔ میں نے کہا:" اے اللہ کے پیغمبر! آپ خاتم النبیین ﷺ مجھے ایسا عمل بتادیجئے جسکی بدولت میں جنت میں داخل ہوجاؤں اور جہنم سے دور ہوجاؤں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" تم نے بڑی بات پوچھی ہے۔ لیکن اللہ جس کے لئے آسان کردے اس کے لئے آسان ہے۔ اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور اللہ کے گھر کا حج کرو"۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" میں تمہیں اس معاملہ کی اصل، اس کا ستون اور اسکی عظمت نہ بتادوں"؟ میں نے کہا" ضرور"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" معاملہ کی اصل اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اسکی عظمت اللہ کی راہ میں جہاد ہے"۔ (ابن ماجہ، ترمذی، مسند احمد)

8- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:" اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو ان نمازوں کو اس طرح لیکر آئے کہ ان میں لاپرواہی سے کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے تو حق تعالیٰ شانہ کا عہد ہے کہ اس کو جنت میں ضرور داخل فرمائیں گے۔ اور جو شخص ایسا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد اس سے نہیں، چاہے اسکو عذاب دیں چاہے جنت میں داخل کردیں"۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو ان نمازوں کو (قیامت کے دن) اس طرح لیکر آئے کہ ان میں لاپرواہی سے کسی قسم کی کوتاہی نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے سے عہد کرکے اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور جو ان نمازوں کو اس طرح لیکر آئے کہ ان میں لاپرواہیوں سے کوتاہیاں کی ہیں تو اللہ کا اس سے کوئی عہد نہیں چاہے اسکو عذاب دیں، چاہے معاف فرمادیں"۔ (مؤطا مالک، ابن ماجہ)

یعنی نماز کی پابندی پر جس میں زیادہ مشقت بھی نہیں ہے، مالک الملک دو جہاں کا بادشاہ جنت میں داخل کرنے کا عہد کرتا ہے پھر بھی ہم اس اہم عبادت سے لاپرواہی کرتے ہیں۔

9- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:" جو شخص پانچوں نمازوں کی اس طرح پابندی کرے کہ وضو اور اوقات کا اہتمام کرے، رکوع اور سجدہ اچھی طرح کرے اور اس طرح نماز پڑھنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف

سے اپنے ذمہ ضروری سمجھے تو اس آدمی کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیا گیا"۔(مسند احمد)

10- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "جنت کی کنجی نماز ہے، اور نماز کی کنجی پاکی (وضو) ہے"۔(ترمذی، مسند احمد)

11- حدیث:

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کے پاس (آپکی خدمت کیلئے) رات گزارتا تھا، ایک رات میں نے آپ کے لئے وضو کا پانی اور ضرورت کی چیزیں پیش کیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" کچھ سوال کرنا چاہتے ہو تو کرو"؟ میں نے کہا" میں چاہتا ہوں کہ جنت میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ رہوں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اس کے علاوہ کچھ اور"؟ میں نے کہا" بس یہی"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لئے زیادہ سے زیادہ سجدے کر کے میری مدد کرو"۔(مسلم)

یعنی نماز کے اہتمام سے یہ خواہش پوری ہوگی۔ خوش نصیب ہیں اللہ کے وہ بندے جو اِس دنیاوی زندگی میں نمازوں کا اہتمام کر کے جنت الفردوس میں تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفی خاتم النبیین ﷺ کی مرافقت پائیں گے۔

12- حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے"۔(نسائی، بیہقی، مسند احمد)

13- حدیث:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی زبانِ مبارک سے آخری کلام جو نکلا "نماز، نماز اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو" تھا۔(ابوداؤد، مسند احمد)

14- حدیث:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے آخری وصیت یہ ارشاد فرمائی" نماز، نماز۔ اپنے غلاموں اور ماتحت لوگوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو"، یعنی ان کے حقوق ادا کرو۔ جس وقت آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہ وصیت فرمائی آپ خاتم النبیین ﷺ کی زبانِ مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے۔(مسند احمد)

15- حدیث:

حضرت عمرو اپنے والد اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:" اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم کرو۔ دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو، اور اس عمر میں علیحدہ علیحدہ بستروں پر سلاؤ"۔(ابوداؤد)

یعنی والدین کو حکم دیا گیا کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسکی نماز کی نگرانی کریں، دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر پٹائی بھی کریں تا کہ بلوغ سے قبل نماز کا پابند ہو جائے، اور بالغ ہونے کے بعد اس کی ایک نماز بھی فوت نہ ہو کیونکہ ایک وقت کی نماز جان بوجھ کر چھوڑنے پر احادیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، بلکہ بعض علماء کی رائے کے مطابق وہ ملتِ اسلامیہ سے نکل جاتا ہے۔

16- حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شبِ معراج میں نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں، پھر کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں۔ آخر میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اعلان کیا گیا" اے محمد! میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی، لہذا پانچ نمازوں کے بدلے پچاس ہی کا ثواب ملے گا"۔(ترمذی)

یہاں پر یاد رکھنے کی خاص بات یہ ہے کہ صرف نماز ہی دینِ اسلام کا ایک ایسا عظیم رُکن ہے جسکی فرضیت کا اعلان زمین پر نہیں بلکہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بلند و اعلیٰ مقام

پر معراج کی رات ہوا۔نیز اس کا حکم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ تک نہیں پہنچا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرضیت نماز کا تحفہ بذات خود اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کو عطا فرمایا۔

17- حدیث:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے مجھے یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں،لہذا سب سے پہلے ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جب اس بات کو مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے روزانہ پانچ نمازیں ان پر (ہر مسلمان پر) فرض کی ہیں"۔(بخاری،مسلم)

18- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "سات قسم کے آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنی (رحمت کے) سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔اُن سات لوگوں میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو"۔(یعنی وقت پر نماز ادا کرتا ہو) (بخاری،مسلم)

19- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "تم میں سے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اللہ سے مناجات (سرگوشی) کرتا ہے"۔(بخاری)

20- حدیث:

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "جس نے دو ٹھنڈی (نمازیں) پڑھی وہ جنت میں داخل ہوگا"۔(دو ٹھنڈی نمازوں سے مراد نماز فجر اور نماز عصر ہے) (متفق علیہ)

نماز نہ پڑھنے پر عتاب:

نماز جیسی اہم عبادت کے سلسلہ میں آج کل بہت سستی بلکہ مجرمانہ تغافل کا رویہ اپنایا جا رہا ہے اور نوجوان نسل انتہائی غفلت کا شکار ہے۔کسی بھی قسم کی مصروفیت نہ ہونے کے باوجود اذان سن کر بھی لوگ ہوٹلوں میں بیٹھے خورد ونوش اور ٹی وی فلم بینی وغیرہ میں مگن رہتے ہیں یا پھر گھروں، حویلیوں اور ڈیروں میں کیرم یا دوسرے کھیل کھیلنے، موبائل انٹرنیٹ، فیس بک(facebook)، واٹ سیپ(whatsapp)، انسٹاگرام(instagram)، ٹک ٹاک(tik tok)، ایمو(imo)، ڈیلی موشن (dailimotion) یوٹیوب(youtube) اور لائیکی (Likee) وغیرہ میں وقت ضائع کر دیتے ہیں یا پھر اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں لیکن نماز کے لئے نہ مسجد جاتے ہیں نہ مصلیٰ بچھاتے ہیں۔

ایسے تمام لوگوں کی خدمت میں چند قرآنی آیات اور احادیثِ رسول خاتم النبیین ﷺ پیش کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنا اور اپنے جیسے دوسرے تارکینِ نماز کا انجام معلوم ہو جائے۔

آیاتِ قرآنیہ:

1- سورہ المدثر کی آیت 38 تا 48 میں ارشادِ الٰہی ہے:

ترجمہ: "ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے، مگر دائیں ہاتھ والے، وہ جنت میں ہوں گے اور سوال کرتے ہوں گے گناہگاروں سے " تمہیں دوزخ میں کیا چیز لے گئی"؟ وہ کہیں گے "ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور ہم محتاج اور فقیر کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، بیہودہ بکنے (اور بیہودہ چیزیں دیکھنے) والوں کے ساتھ ہم بھی شریک ہو جاتے تھے اور قیامت کے دن کو ہم جھوٹ سمجھتے تھے (پرواہ نہیں کرتے تھے)، یہاں تک کہ موت ہم پر آن پہنچی "۔

اِن آیات میں مجرمین کے جہنم میں جانے کے اسباب کا ذکر ہے۔ان میں سے سب سے پہلا سبب یہی مذکور ہوا ہے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔گویا یہاں بے نمازی کا انجام بتایا گیا ہے۔

2- سورہ المرسلات، آیت 46 اور 47 میں فرمایا:

كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ - وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ

ترجمہ: "تم دنیا میں کچھ کھا پی لو اور تھوڑا سا مزہ اٹھالو تم مجرم و گناہگار رہو، اُس دِن جھٹلانے والوں کے لئے سخت ہلاکت (ویل) ہے"۔ اس کے آگے آیت 48 اور 49 میں فرمایا:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ - وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ

ترجمہ: "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (نماز کے لئے) جھکو تو نہیں جھکتے (یعنی نماز نہیں پڑھتے) اس دِن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی (ویل) ہے"۔

یہاں نماز کے لئے بلائے جانے کے باد جود نماز نہ پڑھنے پر انہیں ویل وخرابی (تباہی) کی یہ وعید سنائی گئی ہے۔ (ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی شدید گرمی کی وجہ سے پگھل جائیں اور یہ وادی ان لوگوں کا مسکن ہے جو نمازوں میں سستی کرتے ہیں اور ان کو ان کے اوقات سے مؤخر کر کے پڑھتے ہیں۔) (مکاشفۃ القلوب)

3- سورہ التوبہ، آیت نمبر 11 میں مشرکین کی کارستانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

ترجمہ: "پھر اگر یہ لوگ (شرک وکفر اور عہد شکنی سے) توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں"۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ ان کی اخوت و بھائی چارگی کو نماز کے ساتھ معلق کر دیا تو گویا اگر وہ نماز نہ پڑھیں گے تو وہ مومنوں کے بھائی نہیں ہونگے نہ ہی مومن ہوں گے کیونکہ مومنوں کے بھائی تو صرف مومن ہی ہو سکتے ہیں۔ جو شخص تارکِ نماز ہو، اس کا دین اسلام اور اسلامی برادری سے کوئی تعلق نہیں۔

4- سورہ الروم، آیت نمبر 31 میں نماز نہ پڑھنے والوں کو مشرک کہا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

ترجمہ: "اُسی (ایک اللہ) کی طرف رجوع رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور درستی سے نماز ادا کرتے رہو اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ"۔

یہاں عدمِ رجوع الی اللہ، ترکِ تقویٰ اور ترکِ نماز کو مشرکین کا شیوہ قرار دیا گیا ہے۔

5- سورہ التوبہ، آیت نمبر 5 میں ارشادِ الٰہی ہے:

ترجمہ: "پھر حرمت والے مہینوں کے گزرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، انھیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرلو اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو، ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"۔

6- سورہ القیامہ، آیات 31 تا 35 میں ارشادِ الٰہی ہے:

ترجمہ: "اس نے نہ تو تصدیق کی نہ نماز ادا کی، بلکہ جھٹلایا اور روگردانی کی، پھر اپنے گھر والوں کے پاس اِتراتا ہوا گیا، افسوس ہے تجھ پر، حسرت ہے تجھ پر، وائے ہے اور خرابی ہے تیرے لئے"۔

مجاہدؒ، قتادہؒ اور ابن زیدؒ کہتے ہیں کہ یہ شخص ابوجہل تھا۔ آیت کے الفاظ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کوئی ایک شخص تھا جس نے سورہ قیامہ کی مذکورہ بالا آیات سننے کے بعد یہ طرزِ عمل اختیار کیا۔

اس آیت کے یہ الفاظ کہ اس نے نہ سچ مانا اور نہ نماز پڑھی خاص طور پر توجہ کے مستحق ہیں۔ ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ اور اس کی کتاب کی صداقت تسلیم کرنے کا اولین اور لازمی تقاضا یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھے، شریعت الٰہی کے دوسرے احکام کی تعمیل کی نوبت تو بعد ہی میں آتی ہے، لیکن ایمان کے اقرار کے بعد کچھ زیادہ مدت نہیں گزرتی کہ نماز کا وقت آجاتا ہے اور اسی وقت یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ آدمی نے زبان سے جس چیز کو ماننے کا اقرار کیا ہے (یعنی لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ کا اقرار) وہ واقعی اس کے دل کی آواز ہے یا محض ایک ہوا ہے جو اس نے چند الفاظ کی شکل میں منہ سے نکال دی ہے۔

7- سورہ مریم، آیت نمبر 59 میں ارشادِ الٰہی ہے:

ترجمہ: "پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انھوں نے نماز ضائع کردی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، وہ غیّ میں ڈالے جائیں گے"۔

نماز نہ پڑھنے والوں کو جہنم کی انتہائی گہری اور شدید گرم وادی غیّ میں ڈالا جائے گا، جہاں خون اور پیپ بہتا ہے۔

8- سورہ المدثر، آیت نمبر 44-42 میں ارشادِ الٰہی ہے:

ترجمہ:" تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے، نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے تھے"۔

اہل جنت، جنت کے بالا خانوں میں بیٹھے جہنمیوں سے سوال کریں گے کہ کس وجہ سے تمہیں جہنم میں ڈالا گیا؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم دنیا میں نہ نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔۔۔۔غور فرمائیں کہ جہنمی لوگوں نے جہنم میں ڈالے جانے کی سب سے پہلی وجہ نماز نہ پڑھنا بتلایا کیونکہ نماز ایمان کے بعد اسلام کا اہم اور بنیادی رکن ہے جو ہر مسلمان کے ذمہ ہے۔

9- سورہ الماعون، آیت نمبر 5-4 میں ارشادِ الٰہی ہے:

ترجمہ:" ان نمازیوں کے لئے خرابی ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں"۔

اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو نماز یا تو پڑھتے ہی نہیں، یا پہلے پڑھتے رہے ہیں پھر سست ہو گئے یا جب جی چاہتا ہے پڑھ لیتے ہیں یا تاخیر سے پڑھنے کو معمول بنا لیتے ہیں یہ سارے مفہوم اس میں آجاتے ہیں اس لئے نماز کی مذکورہ ساری کوتاہیوں سے بچنا چاہئے۔

10- سورہ التوبہ، آیت نمبر 54 میں ارشادِ الٰہی ہے:

ترجمہ:" وہ (منافقین) کاہلی سے ہی نماز کو آتے ہیں اور بُرے دل سے ہی خرچ کرتے ہیں"۔

معلوم ہوا کہ نماز کو کاہلی یا سستی سے ادا کرنا منافقین کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

احادیث شریفہ:

1- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:" ہمارے (اہل ایمان) اور ان کے (اہل کفر) درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے، لہذا جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا"۔ (مسند احمد، ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

2- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:" نماز کا چھوڑنا مسلمان کو کفر وشرک تک پہنچانے والا ہے"۔ (صحیح مسلم)

3- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:" جان کر نماز نہ چھوڑو، جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے"۔ (طبرانی)

4- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:" اسلام میں اس شخص کا کوئی بھی حصہ نہیں جو نماز نہیں پڑھتا"۔ (بزار)

5- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:" جو شخص قرآن پاک یاد کر کے بھلا دیتا ہے اور جو فرض نماز چھوڑ کر سوتا رہتا ہے اس کا سر (قیامت کے دن) پتھر سے کچلا جائیگا"۔ (بخاری)

6- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:"میں چاہتا ہوں کہ کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر جمعہ نہ پڑھنے والوں کو ان کے گھروں سمیت جلا ڈالوں"۔(مسلم)

7- حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:"جس شخص نے تین جمعہ غفلت کی وجہ سے چھوڑ دئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں"۔(نسائی، ترمذی)

8- حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:"جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی، اس (کے پورے ایماندار ہونے) کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہوگی۔اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا، نہ اس (کے پورے ایماندار ہونے) کی کوئی دلیل ہوگی، نہ عذاب سے بچنے کا کوئی ذریعہ ہوگا۔اور وہ قیامت کے دن فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا"۔(صحیح ابن حبان، طبرانی، بیہقی، مسند احمد)

علامہ ابن قیمؒ نے (کتاب الصلاۃ) میں ذکر کیا ہے کہ ان کے ساتھ حشر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر ان ہی باتوں کی وجہ سے نماز میں سستی ہوتی ہے جو ان لوگوں میں پائی جاتی تھیں۔پس اگر اسکی وجہ مال ودولت کی کثرت ہے تو قارون کے ساتھ حشر ہوگا اور اگر حکومت وسلطنت ہے تو فرعون کے ساتھ اور وزارت (یا ملازمت) ہے تو ہامان کے ساتھ اور تجارت ہے تو ابی بن خلف کے ساتھ حشر ہوگا۔جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے باوجود بالکل نماز ہی نہیں پڑھتے یا کبھی کبھی پڑھ لیتے ہیں، وہ غور کریں کہ ان کا انجام کیا ہوگا؟

یا اللہ! اس انجامِ بد سے ہماری حفاظت فرما۔(آمین)

9- حدیث:

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

ترجمہ:"ہمارے اور ان (کفار ومشرکین) کے مابین جو عہد ہے وہ نماز ہے، جس نے اسے ترک کردیا اس نے کفر کیا"۔(سنن اربعہ، ابن حبان، متدرک حاکم، مسند احمد)

10- حدیث:

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابوالاحوص سلام بن سلیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے منصور بن معتمر نے ابووائل سے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر آیا کہ وہ صبح تک پڑا سوتا رہا اور فرض نماز کے لیے بھی نہیں اٹھا۔اس پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کردیا ہے"۔(صحیح بخاری، کتاب التہجد)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا موقف:

بعض اکابر صحابہؓ کے نزدیک بے نمازی کافر ہے۔اس کا دین سے کوئی تعلق باقی نہیں رہ جاتا۔ان صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

1۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا"لا حظ فی الإسلام لمن لا صلاۃ له""اس آدمی کا اسلام میں کچھ بھی حصہ نہیں، جس کے پاس نماز نہیں"۔

2- اسی طرح ان کا ایک قول ہے"لا إیمان لمن لا صلاۃ له""اس کے پاس ایمان ہی نہیں، جس کے پاس نماز نہیں"۔

3- حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے گورنروں کو یہ حکم جاری فرمایا" میرے نزدیک تمہارے امور میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے۔جس نے نمازوں کی پابندی کرکے اسکی حفاظت کی، اس نے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ نماز کے علاوہ دین کے دیگر ارکان کو اور زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا"-(مؤطا امام مالک)

حضرت عمر فاروقؓ کے اس ارشاد سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جو شخص نماز میں کوتاہی کرتا ہے، وہ یقیناً دین کے دوسرے کاموں میں بھی سستی کرنے والا ہوگا۔اور جس نے وقت پر خشوع وخضوع کے ساتھ نمازوں کا اہتمام کرلیا، وہ یقیناً پورے دین کی حفاظت کرنے والا ہوگا۔

4۔ابن مسعودؓ نے فرمایا:"من لم یصل فلا دین له""جو نماز نہیں پڑھتا، اس کے پاس دین ہی نہیں"۔

یہ سب اقوال "تعظیم قدر الصلاۃ لمحمد بن نصر المروزی" میں مروی ہیں۔

صحابہ کرامؓ قرآن وسنت کے اوّلین اور بزبان رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ دین کے معتبر شارحین ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ نماز کی بابت ارشاد باری تعالیٰ اور فرمان نبوی خاتم النبیین ﷺ کی تشریح ہی میں صحابہ نے ترک نماز پر مذکورہ حکم لگایا ہے۔

1- سیدنا عبداللہ بن شقیق ؒ کہتے ہیں:

"نبی خاتم النبیین ﷺ کے صحابہ کرامؓ نماز کے علاوہ کسی بھی عمل کو کفر نہیں سمجھتے تھے"-اسے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے-

2- اسی طرح مشہور امام اسحاق بن راہویہ ؒ کہتے ہیں کہ:

"نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے، یہی رائے نبی خاتم النبیین ﷺ سے لیکر آج تک اہل علم کی رہی ہے کہ اگر نماز جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے کوئی چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ اس کا وقت ختم ہوجاتا ہے تو وہ کافر ہے"-

3- ابن حزم ؒ نے ذکر کیا ہے کہ:

"حضرت سیدنا عمرؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہی موقف مروی ہے"، ابن حزم نے مزید کہا" ہمیں اس مسئلے میں صحابہ کرامؓ کے مابین کوئی مخالف نظر نہیں آیا"-ان کی یہ بات امام منذری ؒ نے الترغیب والترہیب میں نقل کی ہے، اور امام منذری ؒ مزید صحابہ کرامؓ کے نام آگے لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ اور حضرت ابو درداءؓ سے بھی یہی منقول ہے"- پھر انہوں نے کہا ہے کہ:" صحابہ کرامؓ کے علاوہ امام احمد بن حنبل ؒ، اسحاق بن راہویہ ؒ، عبداللہ بن مبارک ؒ، نخعی ؒ، حکم بن عتیبہ ؒ، ایوب سختیانی ؒ، ابوداود طیالسی ؒ، ابوبکر بن ابی شیبہ ؒ، زہیر بن حرب ؒ ودیگر آئمہ کرام ؒ کا بھی یہی موقف ہے اہل ایمان اور اہل کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے"-(انتہی)

آئمہ اکرام رحمۃ اللہ کا موقف:

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔شریعت اسلامیہ میں زنا کرنے، چوری کرنے اور شراب پینے سے بھی بڑا گناہ نماز کا ترک کرنا ہے۔نماز بالکلیہ نہ پڑھنے والوں یا صرف جمعہ وعیدین یا کبھی کبھی پڑھنے والوں کا قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی حکم کیا ہے۔اس سلسلہ میں فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین ؒ نے اپنی کتاب (رسالۃ فی حکم تارک الصلاۃ) میں علماء کی مختلف رائیں تحریر کی ہیں، جوحسب ذیل ہیں:

1- حضرت امام احمد ابن حنبل ؒ فرماتے ہیں"ایسا شخص کافر ہے اور ملتِ اسلامیہ سے نکل جاتا ہے۔اسکی سزا یہ ہے کہ اگر توبہ کر کے نماز کی پابندی نہ کرے تو اسکو قتل کر دیا جائے"۔

2- حضرت امام مالک ؒ اور حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں"نمازوں کو چھوڑنے والا کافر تو نہیں، البتہ اسکو قتل کیا جائیگا"۔

3-حضرت امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں"اسکو قتل نہیں کیا جائیگا، البتہ حاکم وقت اسکو جیل میں ڈال دے گا۔اور وہ جیل ہی میں رہے گا یہاں تک کہ توبہ کر کے نماز شروع کر دے یا پھر وہیں مرجائے"۔

ایک آدمی جنگل میں سفر کر رہا تھا۔ایک دن شیطان بھی اس کے ساتھ ہو گیا اور سفر کرنے لگا۔وہ آدمی سفر کرتا رہا اور نمازیں چھوڑتا رہا یہاں تک کہ اس نے فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں سے ایک بھی نماز ادا نہ کی۔جب سونے کا وقت ہوا تو سونے کی تیاری کرنے لگا تو شیطان اس کے پاس سے بھاگنے لگا۔اس مسافر نے بھاگتے ہوئے شخص سے پوچھا" بھائی خیریت تو ہے۔۔!دن بھر تم نے میرے ساتھ سفر کیا اور اس وقت جب کہ تمہیں آرام کرنا چاہئے تم مجھے چھوڑ کر کیوں بھاگ رہے ہو"؟ اس نے جواب دیا" میں شیطان ہوں۔۔۔۔ میں نے زندگی میں ایک بار اللہ کی نافرمانی کی تو راندۂ درگاہ اور ملعون ہو گیا۔اے ابنِ آدم!تم نے تو ایک دن میں پانچ بار اللہ کی نافرمانی کی۔نمازوں کو ترک کر دیا اور اسے کوئی اہمیت نہ دی۔مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ تیری نافرمانیوں کہ سبب تجھ پر کہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب نہ آجائے اور تیرے ساتھ رہنے کے سبب کہیں میں بھی مزید عذاب میں مبتلا نہ کر دیا جاؤں۔۔۔!اسی لئے میں تمہارے پاس سے بھاگ رہا ہوں"۔(ملخص از درۃ الناصحین)

****

گناہ اور سزائے آخرت

گناہ کیا ہے؟

گناہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔

کتاب وسنت سے معلوم ہوتا ہے اس عالم دنیا کے علاوہ دو عالم اور بھی ہیں۔ایک کو برزخ اور دوسرے کو عالم غیب کہتے ہیں اور آخرت سے مراد ''برزخ اور عالم غیب دونوں'' کے ہی ہیں جب انسان کوئی عمل کرتا ہے تو وہ فوراً ہی برزخ میں منعکس ہو کر چھپ جاتا ہے اور اس انسان کے وجود پر اس کے کچھ آثار بھی مرتب ہو جاتے ہیں۔اس عالم یعنی برزخ کا مطلب پردہ ہے اور اس عالم کا نام قبر بھی ہے۔پھر انہی اعمال کا ایک وقت میں کامل ظہور ہوگا۔جس کو یوم حشر نشر کہتے ہیں۔اس لیے ہر عمل کے وجود میں آنے کے لحاظ سے تین درجے ہیں۔

(1)صدور　　(2)ظہور مثالی　　(3)ظہور حقیقی

اس بات کو ٹیپ ریکارڈ سے سمجھنا چاہیے۔جب انسان کوئی بات کرتا ہے تو اس کے تین مرتبے ہوتے ہیں۔ایک مرتبہ یہ کہ بات منہ سے نکلی، دوسرا مرتبہ یہ کہ فوراً ہی ٹیپ ریکارڈ میں وہ بات بند ہوگئی، تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ جب اس سے ہم آواز نکالنا چاہیں گے وہی آواز اسی طرح پیدا ہو جائے گی۔اس لیے منہ سے نکلنا عالم دنیا کی مثال ہے، ٹیپ ریکارڈ میں بند ہونا عالم برزخ کی مثال ہے۔پھر اس سے نکلنا عالم غیب کی مثال ہے۔اس لیے جیسے کوئی عقلمند اس بات میں شک نہیں کرتا کہ الفاظ منہ سے نکلتے ہی ٹیپ ریکارڈ میں بند ہو جاتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کرتا کہ ٹیپ ریکارڈ سے نکالنے کے وقت وہی بات نکلے گی جو اول وقت میں منہ سے نکلی تھی اس کے علاوہ کچھ نہ نکلے گا۔ اس طرح مومن کو اس بات میں بھی شک نہیں ہونا چاہیے کہ جس وقت بھی کوئی عمل صادر ہوتا ہے تو فوراً وہ عالم مثال میں منعکس ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس کا ظہور ہوگا۔

اس لیے یہ یقین ہونا چاہیے کہ آخرت کا سلسلہ بالکل ہماری اختیاری حالت پر مبنی ہوگا۔اس لیے جس طرح ٹیپ ریکارڈ کے آن ہونے کی صورت میں یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ میرے منہ سے کیا نکل رہا ہے یا میرے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے جس کا اظہار میں اس شخص کے روبرو پسند نہیں کرتا جس کے سامنے یہ ٹیپ ریکارڈ بعد میں کھولا جائے گا اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس وقت انکار کی گنجائش نہ ہوگی کیونکہ اس آلہ کی یہ خاصیت نہیں ہے کہ کہا کچھ اور ریکارڈ کچھ اور ہو گیا۔اسی طرح اعمال کرتے وقت بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو کچھ کر رہے ہیں یا کہہ رہے ہیں یہ کہیں جمع ہو جاتا ہے اور بِلا کسی کمی یا زیادتی کے ایک دن سب کچھ ظاہر ہو جائے گا اور اس وقت کوئی عذر یا کوئی حیلہ کمی بیشی کا نہ چل سکے گا اگر یہ خیال غالب آ جائے تو گناہ کرنے سے ایسا ہی خوف رہے جیسے کہ ٹیپ ریکارڈ کے سامنے گالیاں دینے سے جب کہ یقین ہو کہ یہ بادشاہ کے روبرو کھولا جائے گا اور میں بھی اس وقت حاضر ہوں گا۔

صراط مستقیم کی شکل مثل پل صراط کے ہے:

امام غزالیؒ نے اپنے رسالے ''حلِ مسائل'' میں ارشاد فرمایا ہے کہ پلِ صراط پر ایمان لانا برحق ہے یہ جو کہا جاتا ہے کہ پلِ صراط باریکی میں بال کی مانند ہے تو یہ اس کے وصف میں ظلم ہے بلکہ وہ تو بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔اس میں اور بال میں کچھ مناسبت نہیں۔مراد یہ ہے کہ جیسے فضول خرچی اور بخل کے درمیان وسط حقیقی، سخاوت ہے۔اسراف اور تنگی کے درمیان وسط حقیقی، میانہ روی ہے۔تکبر اور ذلت کے درمیان وسط حقیقی، تواضع ہے۔شہوت اور خواہش نفس کے درمیان وسط حقیقی، عفت ہے۔مندرجہ بالا صفتوں کی دو طرفیں ہیں ایک زیادتی دوسری کمی اور دونوں مذموم (قابل مذمت) ہیں ہر شخص سے پلِ صراط پر استقامت کا مطالبہ ہوگا۔پس جس شخص نے دنیا میں صراط مستقیم پر استقامت کی اور افراط وتفریط یعنی زیادتی یا کمی کی دونوں جانبوں میں سے کسی جانب میلان نہ کیا۔وہ اس پلِ صراط سے برابر گزر جائے گا اور کسی ایک طرف کو نہ جھکے گا کیونکہ ایسے شخص کی عادت دنیا میں میلان سے بچنے کی تھی اس لیے یہ اس کا وصف طبعی بن گیا اور عادت طبیعت خاصہ یہی ہے سو پلِ صراط پر سے آرام سے گزر جائے گا۔ پس ان دلائل سے معلوم ہو گیا کہ کارخانہ آخرت غیر منظم نہیں ہے کہ جس کو چاہا پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا۔یا جس کو چاہا جنت میں بھیج دیا۔یوں تو مالک حقیقی کو سب اختیار ہے مگر عادت اور وعدہ یہ ہے ''کہ جیسا کرو گے ویسا ہی پاؤ گے''۔

قرآن پاک کی سورۃ آل عمران، آیت نمبر 117 میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ انسان خود اپنے　　آپ پر ظلم کرتا ہے''۔

ایک اور جگہ (سورۃ الحدید، آیت نمبر 21) میں فرمایا کہ:

ترجمہ: ''اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف بڑھ کر چلو اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کے برابر ہے''۔

اس لئے اگر جنت میں داخل ہونا بالکل غیر اختیاری ہے تو اس کی طرف دوڑنے کا حکم کیسے فرمایا گیا؟ یعنی اس کے اسباب اختیار میں دیئے ہیں جن پر دخول جنت حسب وعدہ آیت مرتب ہوجاتی ہے۔ محققین نے فرمایا ہے کہ ہر بری خصلت کو ایک جانور کے ساتھ خصوصیت خاصہ ہے۔ جس شخص میں وہ خصلت غالب ہوجاتی ہے عالم مثال میں اس شخص کی شکل اس جانور کی سی ہوجاتی ہے۔ سابقہ امتوں میں اس عالم میں بھی ظاہر ہوجاتی تھیں۔ امت محمدی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں رسوا ہونے سے محفوظ رکھا ہے کہ ان کے چہرے اس عالم میں مسخ نہیں ہوتے لیکن کچھ لوگوں کے قلوب مسخ ہوجاتے ہیں اور جن کے قلوب مسخ ہوجاتے ہیں ان کو توبہ کی توفیق نہیں رہتی لیکن دوسرے عالم میں وہ شکل بن جاتی ہے۔ قیامت کے روز وہ ان شکلوں میں اٹھیں گے لیکن اہل مکاشفہ، اہل کشف کو یہاں ہی مکشوف ہوجاتی ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ جب باہر نکلتے تو اپنے سر پر پڑے ہوئے کپڑے کو اور نیچے کر لیتے۔ ان کے ایک شاگرد نے کہا ''حضرت آپؒ یہ کپڑا اس قدر نیچے کیوں کر لیتے ہیں؟ ایسے تو گرنے کا ڈر بھی ہوتا ہے اور ویسے بھی اگر پردہ کے طور پر آپؒ ایسا کرتے ہیں تو پردہ عورتوں کے لیے ہے''۔ آپؒ نے مختصر سا جواب دیا ''مجھ سے لوگ دیکھے نہیں جاتے''۔ شاگرد نے حیرت سے پوچھا ''حضرت کون لوگ''؟۔ آپؒ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ شاگرد نے دوبارہ سوال کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے سر پر پڑا ہوا رومال شاگرد کے سر پر رکھا اور گھر سے کچھ لانے کے لیے فرمایا، شاگرد جب واپس آئے تو امام صاحبؒ نے سوال کیا ''آج بازار میں کون لوگ دیکھے؟''۔ شاگرد نے کہا ''حضرت آج تو بازار میں کوئی انسان تھا ہی نہیں، سب جانور ہی تھے۔ گدھے تھے، بیل تھے، کتے تھے، اونٹ تھے۔'' امام صاحب نے کہا بس بس یہی تو وہ لوگ ہیں جو مجھ سے دیکھے نہیں جاتے''۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں ''بعض درندوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں، بعض کتوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں، بعض پلید ہوتے ہیں، بعض مثل گدھے کے، بعض خود پرور ہوتے ہیں، مثل مرغی کے، بعض مکھی کے مشابہ ہوتے ہیں۔ بعض مشابہ لومڑی کے، بعض کینہ پرور ہوتے ہیں مثل اونٹ کے، بعض بناؤ سنگھار کر کے طاؤس کے مشابہ بنتے ہیں''۔

جب تمام اعمال کی صورت مثالیہ معلوم ہوگئیں تو اب تمام جزا اور سزا ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ جنت میں باغات ہمارے حصے میں آئیں تو ''سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' خوب پڑھا کریں۔ اگر چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم سایے میں رہیں تو سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کی تلاوت کیا کریں کہ یہ سورتیں روز محشر سائبان کی شکل میں ہوں گی اگر جنت میں چشمہ چاہتے ہیں تو خیرات جاری کیا کریں، اگر جنت میں اچھے اچھے لباس چاہییں تو تقویٰ اختیار کریں اگر جنت میں دودھ کا چشمہ چاہتے ہیں یا حوض کوثر سے خوب سیراب ہونا چاہتے ہیں تو علم دین حاصل کریں اور اسے پھیلائیں۔ اگر پل صراط سے پلک جھپکنے میں گزرنا چاہتے ہیں تو شریعت پر استقامت رکھیں، اگر روز محشر اپنے پاس نور چاہتے ہیں تو نماز کا خوب اہتمام کریں، اگر جنت میں محل چاہتے ہیں تو سورہ اخلاص کا ورد کریں اس طرح جو نعمت چاہیے اس کے اسباب اختیار کریں، وہی اسباب ان نعمتوں کی شکل میں روز محشر ہم کو مل جائیں گے۔ (انشاءاللہ)

****

کس گناہ پر کیا عذاب ہے؟

(1) نمازی کے آگے سے گزرنے کی سزا:۔

نمازی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے۔

حدیث:

حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ:''اس میں جو کچھ گناہ ہے اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس برس تک کھڑا رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا''۔راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ چالیس دن کہے یا چالیس برس۔''(صحیح بخاری، حدیث نمبر 510-سنن نسائی، حدیث نمبر 757)

حدیث:

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ:''اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے سے نماز میں گزرنے میں کیا گناہ ہے تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر جانتا''۔(جامع ترمذی، حدیث نمبر 336)

حدیث:

سیدنا امام مالکؒ نے روایت کیا ہے کہ سیدنا کعب احبارؒ فرماتے ہیں:

ترجمہ:''نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا''۔(مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 788)

نمازی کے آگے''سُترہ''ہو یعنی ایسی چیز جس سے آڑ ہو جائے تو سُترہ کے بعد گزرنے میں کوئی حرج نہیں ۔سُترہ کم سے کم ڈیڑھ ہاتھ اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو۔

حدیث:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ:''جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لے تو نماز پڑھتا رہے اور اس سے آگے سے گزرنے والے کی پروانہ کرے''۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 1111)

امام کا سُترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے یعنی امام کے آگے کوئی چیز بطور سترہ رکھ دی جائے مقتدیوں کی صف بنی ہوئی ہے اب امام کے سترہ کے آگے سے گزرنے میں حرج نہیں، اگرچہ مقتدیوں کی صف کے آگے سے گزرنا پڑے گا۔ دوران طواف گزر سکتے ہیں کعبے کا طواف کرنے کے دوران مسجد الحرام میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت ہے۔طواف کے علاوہ نہیں گزر سکتے۔

(2) جماعت ترک کرنے کی سزا:۔

اسلامی بھائیوں کو بغیر صحیح مجبوری کے نماز کی جماعت ترک کرنا گناہ ہے البتہ اسلامی بہنیں جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھیں تو حرج نہیں ہے۔

حدیث:

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض لوگوں کو جماعت میں نہ پایا۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ:''میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں۔ پھر خود میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز (باجماعت) سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان کے گھروں کو جلادوں''۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 644)

حدیث:

سرکار مدینہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ترجمہ:''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرا ارادہ ہوا کہ میں لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لیے اذان دینے کا، پھر کسی

سے کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اس کے بجائے ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے) اور انہیں ان کے گھروں سمیت جلا دوں''۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 7224)

جماعت فوت ہو جانے پر تعزیت

حضرت سیدنا حاتم عاصمؒ کا فرمان ہے کہ ایک بار میری باجماعت نماز رہ گئی تو صرف ابواسحاق بخاریؒ نے میری تعزیت کی اور اگر بالفرض میرا بیٹا فوت ہو جاتا تو شاید دس ہزار سے زائد لوگ میری تعزیت کرنے دوڑ پڑتے۔افسوس لوگوں کے نزدیک دنیا کی مصیبت سے زیادہ دین کی مصیبت آسان ہوگئی۔اللہ اکبر! اللہ عزوجل کے ولی سیدنا حاتمؒ کے نزدیک جماعت نکل جانے کا صدمہ اپنے سگے بیٹے کی موت سے بہت زیادہ سخت ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہؓ کا فرمان ہے''اگر ابن آدم کے کان پگھلے ہوئے سیسے سے بھر دیئے جائیں تو اس بات سے بہتر ہے کہ اذان سنے مگر مسجد میں نہ آئے (یعنی جماعت میں حاضر نہ ہو)''۔

مروی ہے کہ حضرت سیدنا میمون بن مہرانؒ ایک مرتبہ مسجد میں آئے ان سے کہا گیا کہ''لوگ جا چکے'' یہ سن کر آپ کی زبان پر''اناللہ وانا الیہ راجعون'' جاری ہو گیا پھر فرمایا''میرے نزدیک اس (باجماعت) نماز کی فضیلت عراق کی حکمرانی سے بہتر ہے''۔

مروی ہے کہ سلف صالحین کا یہ طریقہ تھا اگر ان کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تو تین دن تک افسوس کرتے اور اگر جماعت فوت ہو جاتی تو سات دن تک افسوس کرتے۔

بالوں کی آرائش کے سبب نماز میں تاخیر:

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کے والد سیدنا عبدالعزیزؒ مصر کے گورنر تھے انہوں نے اپنے لڑکے عمر بن عبدالعزیزؒ کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے لیے مدینہ منورہ میں حضرت صالحؒ کی نگرانی میں دے دیا۔یہ صالح بن کیسانؒ کا فیضان تربیت تھا کہ بنی امیہ کے خانوادے میں وہ فاروق ثانی پیدا ہوا جس نے خلافت راشدہ از سر نو زندہ کر دیا۔صالح بن کیسانؒ نے کس اہتمام سے ان کی تربیت کی اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے نماز میں دیر کر دی تو پوچھا''تم نے آج نماز میں کیوں تاخیر کر دی؟''۔''بال سنوار رہا تھا اس لیے ذرا دیر ہوگئی''۔شاگرد نے ادب سے جواب دیا۔''اچھا اب بالوں کی آرائش میں اتنا شغف ہو گیا ہے کہ اس کو نماز پر ترجیح دی جاتی ہے''۔شفیق استاد نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔اس کے بعد ان کے والد صاحب کو استاد محترم نے یہ واقعہ لکھ بھیجا۔عبدالعزیزؒ کو یہ معلوم ہوا تو اسی وقت ایک آدمی کو مصر سے مدینہ روانہ کیا جس نے آکر سب سے پہلے ان کے سر کے بال مونڈھے۔اس کے بعد کسی سے بات چیت کی، کیونکہ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کے والد محترم کا یہی حکم تھا۔حُسن تربیت کا یہی اہتمام تھا۔جس نے اموی خاندان کے ایک ناز پرور شہزادے کو فاروق ثانی بنا دیا جن کے متعلق حضرت سیدنا امام احمد بن حنبلؒ کی رائے ہے کہ وہ پہلی صدی کے مجدد تھے۔

(3) بے نمازی کی سزا:۔

بے نمازی کی پندرہ سزائیں

سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ خاتم النبیین ﷺ کا فرمان عالیشان ہے''جس نے نماز کے معاملے میں سستی برتی اللہ عزوجل اسے پندرہ قسم کی سزائیں دے گا۔ان میں سے چھ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلنے کے بعد دی جائیں گے۔

دنیا کی چھ سزائیں یہ ہیں

1۔ اللہ عزوجل اس کی عمر سے برکت زائل فرما دے گا۔
2۔ نیک بندوں کے چہروں کی سی چمک دمک اس سے چھین لے گا۔
3۔ اللہ عزوجل اسے کسی عمل کا اجر وثواب نہیں دے گا۔
4۔ اس کی کوئی دعا آسمان تک بلند نہ ہونے دے گا۔
5۔ دنیا میں لوگوں کے سامنے ذلیل وخوار ہوگا۔
6۔ اس کے لیے نیک لوگوں کی دعاؤں میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

موت کے وقت کی سزائیں یہ ہیں

1۔ ذلیل ہوکر مرے گا

2۔ بھوکا مرے گا

3۔ پیاسا مرے گا اگر ساری دنیا کے دریاؤں کا پانی بھی پلا دیا جائے گا تب بھی پیاس نہ بجھے گی۔

قبر میں ہونے والی سزائیں یہ ہیں

1۔ اللہ عزوجل اس کی قبر تنگ کردے گا اور قبر اس کو شدت سے بھینچے گی کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہوجائیں گی۔

2۔ اس کی قبر میں آگ جلائی جائے گی اور دن رات اس میں الٹ پلٹ کیا جاتا رہے گا۔

3۔ اللہ عزوجل قبر میں اس پر ایک اژدھا (خوفناک سانپ) مسلط کرے گا جس کا نام ''الشجاع الاقرع'' (یعنی گنجا سانپ) ہے اس کی آنکھ آگ کی اور ناخن لوہے کے۔ ہر ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی مانند ہوگی وہ اس سے کہے گا میں ''الشجاع الاقرع'' ہوں مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے نماز صبح ترک کرنے کی سزا میں صبح تا ظہر ماروں اور نماز ظہر کے ترک کرنے پر ظہر تا عصر، نماز عصر کے ترک کرنے پر عصر تا مغرب، نماز مغرب کے ترک کرنے پر مغرب تا عشاء اور نماز عشاء کے ترک کرنے پر عشاء سے فجر تک مارلگاؤں گا وہ جب بھی مارے گا تو مردہ بے نمازی ستر گز تک زمین میں دھنس جائے گا پھر اژدھا اپنے ناخنوں کو زمین میں داخل کرے گا اور اس کو نکالے گا قبر میں لائے گا بے نمازی کی یہ سزا قیامت تک جاری رہے گی۔

قبر سے نکلنے کے بعد کی سزائیں

i)۔ حساب کتاب سختی سے لیا جائے گا۔

ii)۔ حق تعالی اس پر غصّہ ہوگا۔

iii)۔ جہنم میں داخل کردیا جائے گا۔

iv)۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی:

پہلی سطر! او اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے۔

دوسری سطر! او اللہ کے غصّہ کے ساتھ مخصوص۔

تیسری سطر! جیسا کہ تو نے دنیا میں اللہ کے حق کو ضائع کیا آج تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ (فضائل اعمال، مولانا محمد زکریا - غنیۃ الطالبین)

(4) غصہ اور تکبر کی سزا:۔

کوئی بات اپنے نفس کو ناگوار گزرنے کی وجہ سے جو غصہ آئے وہ مذموم ہے اور جو غصہ حدود اسلام توڑنے والوں پر آئے وہ محمود ہے۔ قوی وہ نہیں جو پہلوان ہو، دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ قوی وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے۔

حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔'' (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 5118)

حدیث:

حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا اور جہنم میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا''۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 266 - جامع ترمذی، حدیث نمبر 1998 - سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 59)

حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''اللہ عزوجل فرماتے ہیں تکبر میری چادر ہے اور عزت میری ازار، جس نے ان دونوں میں سے کوئی ایک مجھ سے چھیننے کی کوشش کی میں اسے جہنم کی آگ میں ڈال دوں گا''۔(السلسۃ الصحیحۃ ،حدیث نمبر 149)

حدیث:

حضرت سیدنا عمرو بن شعیبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''تکبر کرنے والے قیامت کے دن میدان حشر میں چونٹیوں کے مثل لائے جائیں گے مگران کی صورتیں آدمی کی ہوں گی اور ہر طرف سے ان پر ذلت کا کھرا ہوگا اور گھسیٹ کر جہنم کے اس قید خانے میں ڈالے جائیں گے جس کا نام 'لوس' (ناامیدی کی جگہ) ہوگا ان کے اوپر جہنم کی آگ ہوگی جو' نار الانیار' کہلاتی ہے اور اسے جہنمیوں کے بدن کا پیپ پلایا جائے گا جس کا نام 'طینۃ الخبال' یعنی پیپ کا کیچڑ ہے''۔(مشکوۃ،حدیث نمبر 5112)

حدیث:

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے منبر پر فرمایا کہ ''اے لوگو تواضع کرو۔اس لیے کہ میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

ترجمہ:''جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرمادے گا اور وہ اپنی نظر میں چھوٹا ہوگا۔مگر لوگوں کی نظروں میں (یعنی نگاہوں) میں بہت بڑا ہوگا اور جو تکبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو پست کردے گا تو وہ اپنے نزدیک بڑا ہوگا اور لوگوں کی نگاہوں میں اتنا چھوٹا ہوگا کہ کتے اور خنزیر سے بھی کمتر ہوگا''۔(مشکوۃ:5119)

غصے کا علاج:

حدیث:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''تم میں بہتر وہ ہیں کہ دیر میں انہیں غصہ آئے اور جلد چلا جائے اور بدتر وہ ہیں جنہیں جلد غصہ آئے اور دیر میں جائے۔غصے سے بچو کہ وہ آدمی کے دل پر ایک انگارہ ہے۔دیکھتے نہیں ہو کہ گلے کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں جو شخص غصہ محسوس کرے لیٹ جائے اور زمین سے چپٹ جائے''۔(مشکوۃ:5145)

حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے ہی بجھائی جاتی ہے لہذا جب کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے''۔(سنن ابی داؤد،حدیث نمبر 4784)

معاف کرنے کی فضیلت

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ نے عرض کی "اے رب تعالیٰ کون سا بندہ تیرے نزدیک عزت والا ہے" فرمایا''وہ جو باوجود قدرت کے معاف کردے''۔

موسیٰ (علیہ السلام) نے کی عرض اے بار خدا
مقبول تیرا کون ہے ؟بندوں میں سوا
ارشاد ہوا '' بندہ ہمارا وہ ہے
جو لے سکے اور نہ لے بدی کا بدلہ

ایک شخص نے سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کو برا بھلا کہا آپؒ نے سر جھکالیا اور فرمایا کہ''تو نے تو یہی کوشش کی تھی کہ میں طیش میں آجاؤں اور شیطان سے مغلوب ہو کر آپے سے باہر ہو جاؤں اور تجھے اپنے غصے کا شکار بناؤں تا کہ کل قیامت کو تو میرا دامن پکڑ سکے۔بھائی مجھے ایسا کرنے کی کیا پڑی؟''یہ کہہ کر چپ ہو رہے اور چل دیئے۔

سیدنا ابن مسعودؓ کے یہاں چوری ہوگئی لوگ اس چور پر لعنت، ملامت کرنے لگے، آپؓ نے فرمایا" یا خدایا اگر وہ چیز چور اپنی کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے لے گیا ہے تو اسے وہ چیز مبارک ہو اور اگر اس کا یہ فعل لذت گناہ کی خاطر ہے تو میری دعا ہے کہ اس کا یہ گناہ آخری گناہ ہو-" (یعنی تو اسے راہ ہدایت دکھادے تاکہ وہ پھر کوئی گناہ نہ کرے)

فضیلؒ فرماتے ہیں "میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ محو طواف ہے اور زار و قطار رو رہا ہے کیونکہ اس کا مال چوری ہوگیا تھا"۔ میں نے اس سے پوچھا" کیا تجھے اپنے مال کے چوری ہونے کا صدمہ ہے جو یوں گریہ وزاری کر رہا ہے"؟ اس نے کہا" مجھے رونا اس بات کا نہیں ہے کہ میرا مال جاتا رہا بلکہ اس لیے روتا ہوں کہ کل قیامت کے دن جب وہ چور میرے ساتھ جواب دہی کے لیے کھڑا ہوگا اور اس سے کوئی عذر نہ بن پڑے گا تو اس کی حالت کتنی قابل رحم ہوگی پس اسی تصور میں بے اختیار مجھے رونا آ گیا ہے "۔

منقول ہے کہ ایک اوباش شخص جس کو بنی اسرائیل کا اوباش کہا جاتا تھا اس لیے کہ وہ بہت فسادی آدمی تھا ایک روز دوسرے آدمی کے پاس سے گزرا جس کو بنی اسرائیل کا عابد کہا جاتا تھا۔ عابد کے سر پر بادل سایہ کئے رہتا تھا۔ جب یہ اوباش وہاں سے گزرا تو اس (اوباش) نے اپنے دل میں کہا" میں بنی اسرائیل میں ایک اوباش آدمی ہوں اور یہ آدمی عبادت گزار ہے اگر میں اس کے پاس بیٹھ جاؤں تو شاید اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کردے"۔ وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ عابد نے کہا" میں بنی اسرائیل میں سے عابد ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا اوباش آدمی ہے۔ یہ میرے پاس کیسے بیٹھتا ہے"؟ اس نے اس سے نفرت کی اور کہا" مجھ سے دور ہو جاؤ"، اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے نبیؑ کی طرف وحی فرمائی۔"ان دونوں سے کہو کہ وہ دوبارہ آغاز عمل کریں۔ میں نے اس اوباش کو معاف کردیا اور عابد کا سارا عمل باطل کردیا"۔ (کیونکہ اس نے تکبر کیا)

(5)زکوٰۃ نہ دینے کی سزا:-

آیت:

قرآن پاک سورہ توبہ، آیت نمبر 35-34 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ:''اے ایمان والو! بیشک بہت پادری اور جوگی لوگوں کا مال ناحق کھاجاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں، اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی-جس دن تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا"-

آیت:

قرآن پاک سورہ حم السجدہ، آیت نمبر 7 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ:''وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے، وہ آخرت کے منکر ہیں"۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''جسے اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال نہایت زہریلے گنجے سانپ کی شکل اختیار کرلے گا۔ اس کی آنکھوں کے پاس دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ جیسے سانپ کے ہوتے ہیں' پھر وہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں سے اسے پکڑ لے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال اور خزانہ ہوں"۔ اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہ آیت (سورہ آل عمران، آیت نمبر 180) پڑھی"اور وہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے وہ اس پر بخل سے کام لیتے ہیں کہ ان کا مال ان کے لیے بہتر ہے۔ بلکہ وہ برا ہے جس مال کے معاملہ میں انہوں نے بخل کیا ہے۔ قیامت میں اس کا طوق بنا کر ان کی گردن میں ڈالا جائے گا"۔(صحیح بخاری شریف، حدیث نمبر 1403)

(6)روزہ رمضان ترک کرنے کی سزا:-

حدیث:

سرکار مدینہ خاتم النبیین ﷺ فرماتے ہیں:

ترجمہ:"میں سو رہا تھا، دو آدمی میرے پاس آئے اور میرے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ پر چڑھایا تو جب میں بیچ پہاڑ پر پہنچا تو وہاں زور زور سے

چلانے کی آوازیں آ رہی تھیں" تو میں نے کہا" یہ کیسی آوازیں ہیں"؟ تو لوگوں نے بتایا" یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں"۔ پھر مجھے اور آگے لے جایا گیا تو میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا کہ ان کو ان کے ٹخنوں کی رگوں سے باندھ کر لٹکایا گیا ہے اور ان کے گلپھڑے پھاڑ دیئے گئے تھے اور ان کے گلپھڑوں سے خون بہہ رہا تھا تو میں نے پوچھا" یہ کون لوگ ہیں"؟ تو کسی کہنے والے نے یہ کہا" یہ لوگ وقت سے پہلے روزہ افطار کرتے تھے۔ اور رمضان کے روزے بغیر وجہ کے چھوڑ دیتے تھے"۔ (علامہ البانی رحمۃ اللہ نے موارد الظان (1509) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ سے رمضان میں بغیر کسی عذر کے روزہ چھوڑنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

بغیر عذر کے رمضان کا روزہ چھوڑنا کبیرہ ترین گناہ ہے، اس عمل کی وجہ سے انسان فاسق ہوجاتا ہے، اس پر اللہ سے توبہ کرنا ضروری ہے، اور اس دن کی جلد از جلد قضا بھی دے"۔ (مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین 89/19)

(7) حج نہ کرنے کی سزا:-

حدیث:

امیر المومنین حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''جو شخص سواری اور اتنے توشے کا مالک ہو کہ وہ اسے بیت اللہ تک پہنچا دے اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو کچھ فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر''۔ (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 2535)

حدیث:

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں:

ترجمہ:" جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ حج کر سکے اور وہ حج نہ کرے یا اتنا مال ہو جس سے زکوٰۃ واجب ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ مرتے وقت دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرے گا-" (کنز)

حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا گیا ہے:

"جو شخص تندرست ہو اور پیسہ والا ہو کہ حج کو جا سکے اور بغیر حج کئے مرجائے تو قیامت میں اُس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہوگا"۔ (درمنثور)

(8) حسد کی سزا:-

حسد کی تعریف یہ ہے کہ کسی کی نعمتوں کو دیکھ کر کڑھنا اور اس پر زوال اور بربادی کی تمنا کرنا اور یہ آرزو کرنا کہ اس سے جاتی رہیں اور مجھے مل جائیں اگر یہ آرزو کی کہ میں بھی اس جیسا ہو جاؤں مجھے بھی وہ نعمت مل جائے یہ حسد نہیں یہ رشک ہے جب کہ اس نعمت کا حصول ممکنات میں سے ہو اس میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ اس کی نعمت کے زوال کی خواہش نہیں کی۔

حدیث:

حضرت سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو۔ اور اے اللہ عزوجل کے بندو تم آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کر رہو''۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 6530)

حدیث:

حضرت سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور نماز مومن کا نور ہے اور روزہ جہنم سے ڈھال ہے''۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 3524)

(9) چغلی کی سزا:-

جو اِدھر کی بات اُدھر کرکے لوگوں کو آپس میں لڑوا دے اسے چغل خور کہتے ہیں۔ یا اِدھر کی بات اُدھر کر کے دو لوگوں کو ایک دوسرے سے بدظن کردے۔

حدیث:

سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جو شخص دنیا میں دو رخا ہوگا قیامت کے دن آگ کی زبان اس کے لیے ہوگی۔'' ابوداؤد کی روایت ہے کہ اس کے لیے دوزبانیں آگ کی ہوں گی''۔(سنن ابو داؤد، حدیث نمبر 4873)

حدیث:

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''جنت میں چغل خور نہیں جائے گا''۔(صحیح مسلم، ،حدیث نمبر 290)-بخاری، حدیث نمبر 6056)-ابوداؤد، حدیث نمبر 4873)

حدیث:

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''اللہ عزوجل کے نیک بندے وہ ہیں کہ ان کو دیکھنے سے خداعزوجل یاد آجائے اور اللہ عزوجل کے برے بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں۔دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور جو شخص جرم سے بری ہے اس پر الزام ڈالنا چاہتے ہیں''۔(مسند احمد-شعب الایمان للبیہقی)

خوفناک حکایت

حضرت سیدنا عمرو بن دینارؓ سے مروی ہے "اہل مدینہ میں سے ایک آدمی کی بہن مدینہ منورہ کی طرف رہائش پذیر تھی وہ بیمار ہوگئی۔بھائی روزانہ اس کے پاس جا کر عیادت کرتا۔آخر کار وہ فوت ہوگئی اور اسے قبر میں دفن کر دیا گیا۔دفن کے بعد جب وہ واپس آیا تو اسے یاد آیا کہ اس کے پاس ایک تھیلی تھی کہ جو قبر میں رہ گئی ہے اس نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو ساتھ لیا اور دونوں قبر کے پاس آئے، قبر کو اکھاڑ کر تھیلی لی اس آدمی نے کہا ذرا ہٹ جانا کہ دیکھوں کہ بہن کس حال میں ہے؟۔اس نے لحد سے رکاوٹ اٹھائی تو دیکھا کہ قبر میں آگ جل رہی ہے وہ واپس آیا اور اپنی والدہ سے پوچھا کہ بتاؤ میری بہن کیا کرتی تھی؟ اس نے بتایا کہ تیری بہن پڑوسیوں کے دروازوں پر جاتی اور کان دھرتی، پھر بات سن کر چغلی کرتی اب پتہ چلا کہ اسے عذاب کیوں ہو رہا ہے "؟

(10)غیبت کی سزا

غیبت کی تعریف:

سرکار دو عالم خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا غیبت کیا ہے؟ عرض کیا گیا ''اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ بہتر جانتے ہیں''۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرو جسکو وہ ناپسند کرتا ہو''۔عرض کیا گیا ''اگر وہ بات اس میں موجود ہو تو؟'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' جو بات تم کہہ رہے ہو اگر وہ اس میں موجود ہو تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں (وہ بات) نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان باندھا''۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 6593)

آیت:

پارہ نمبر 26 سورۃ الحجرات آیت نمبر 12 میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمھیں گوارا نہ ہوگا''۔

حدیث:

ابوسعید اور جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''غیبت زنا سے بھی زیادہ سنگین ہے"-صحابہؓ نے عرض کیا:"اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! غیبت زنا سے کیسے زیادہ سنگین ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''بے شک آدمی زنا کرتا ہے تو وہ توبہ کرتا ہے اور اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔'' ایک دوسری روایت میں ہے:''وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ اسے بخش دیتا ہے۔جبکہ غیبت کرنے والے کو معاف نہیں کیا جاتا حتی کہ وہ شخص جس کی غیبت کی گئی ہے، وہ اسے معاف کر دے۔'' (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 4874)

حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا گزر دو نئی قبروں کے پاس سے ہوا،تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے،اور یہ عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے (کہ جس سے بچنا مشکل تھا)،ایک شخص تو پیشاب (کی چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا،اور دوسرا غیبت کیا کرتا تھا''۔(سنن ابن ماجہ،حدیث نمبر 347)

حدیث:

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں،مدنی تاجدار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''میں شبِ معراج ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے وہ اپنے منہ اور سینے کو نوچتے تھے میں نے کہا:''اے جبرائیل ؑ یہ کون لوگ ہیں''۔؟حضرت جبرائیل ؑ نے کہا''یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبرو ریزی کرتے تھے''۔(یعنی غیبت کرتے تھے)(مشکوۃ المصابیح،حدیث نمبر 5046-السلسلۃ الصحیحۃ،حدیث نمبر 384 - مسند احمد،حدیث نمبر 10580)

غیبت کا کفارہ

تاجدار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی اس کے لیے استغفار کرے یہ کہے ''الٰہی عزوجل ہمیں اور اس کو بخش دے''۔(مشکوۃ المصابیح،حدیث نمبر 4877)

یہ اس صورت میں کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اسے علم نہ ہُوا ہو-اگر پتہ چل گیا،تو اس وقت تک یہ گناہ معاف نہ ہوگا۔جب تک وہ معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

سیدنا ابوحفص کبیرؒ فرماتے ہیں "مجھے انسان کی غیبت کرنے سے ایک ماہ کے روزے رکھنا زیادہ پسند ہے "۔پھر فرمایا "جو کسی فقیہہ (یعنی عالم) کی غیبت کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کے چہرے پر لکھا ہوگا کہ''یہ شخص اللہ کی رحمت سے مایوس ہے''۔

کون سی غیبت گناہ نہیں؟

(1) جو علانیہ گناہ کرتا ہو مثلاً داڑھی منڈوانے یا شراب میں مست پھرتا ہے علی الاعلان سود کھاتا ہے اسے خود پرواہ ہی نہیں کہ لوگ کیا کہیں گے۔اس کی ان برائیوں کو پیچھے سے بیان کرنا غیبت نہیں۔

(2) جس نے خود حیاء کا پردہ اپنے چہرے سے اٹھا دیا اس کی کوئی غیبت نہیں۔البتہ جو گناہ اب بھی وہ چھپ کر کرتا ہے اس کو بیان کرنا غیبت ہے-

(3) جس کے عیوب سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے۔مثلاً ٹھگ ہے،موقع پا کر لوگوں کو دھوکہ دے دیا کرتا ہے،ایسے لوگوں کی برائی کو بیان کرنا کہ لوگ اس سے خبردار رہیں اور بچیں یہ بھی غیبت نہیں-

(11) <u>بغض وکینہ کی سزا:-</u>

حدیث:

ام المومنین حضرت سیدنا عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''شبِ برأت میں اللہ تعالیٰ تمام بخشش مانگنے والوں کی مغفرت فرما دیتا ہے اور رحمت طلب کرنے والوں پر رحمت نازل فرما دیتا ہے لیکن کینہ رکھنے والے کے معاملے کو موخر اور ملتوی فرما دیتا ہے''۔(جب تک وہ توبہ نہ کرلیں)(جامع شعب الایمان،جلد 7 ص 414-الترغیب والترہیب جلد 3 صفحہ 461)

حدیث:

حضرت سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''ہر پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ شرک کے سوا اپنے بندے کو بخش دیتا ہے مگر اس شخص کو نہیں بخشتا جو اپنے اسلامی بھائی سے بغض و کینہ رکھتا ہو بلکہ اس کے بارے میں یہ فرمان صادر فرماتا ہے کہ ابھی ان دونوں کو یوں ہی رہنے دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں''۔(صحیح مسلم،حدیث نمبر

6544-مسند احمد،حدیث نمبر 9782)

حدیث:

حضرت سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''یہ حلال نہیں ہے کہ مسلمان (بغض وکینہ کے سبب سے) تین دن سے زیادہ تعلق کاٹ کر اس کو چھوڑ دے جو تین دن سے زیادہ اس طرح تعلق چھوڑے رہے گا اور اسی حالت میں مرجائے گا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا''۔(مسند احمد،حدیث نمبر 9781)

(12) بدفعلی کی سزا:-

حدیث:

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''اللہ اس شخص کی طرف نظر(رحمت)نہیں فرمائے گا جو کسی مرد یا کسی عورت سے لواطت کرتا ہے''-(مشکوۃ المصابیح،حدیث نمبر 3195)

حدیث:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا،اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کی سرحدوں یا نشانات کو تبدیل کیا۔اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے نابینے آدمی کو راستے سے بھٹکایا۔اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے اپنے والدین کو گالی دی(اور ایک روایت میں ہے کہ نافرمانی کی)اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور کو اپنا یا ایک بنایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے کسی جانور سے بدکاری کی اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط کا عمل کیا،اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط کا عمل کیا،اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط کا عمل کیا''۔(السلسلۃ الصحیحۃ،حدیث نمبر 150-مسند احمد،حدیث نمبر 10105)

حدیث:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں،انہوں نے کہا،رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''تم جس شخص کو قوم لوط کا سا کام کرتے ہوئے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔''(مشکوۃ المصابیح،حدیث نمبر 3575)

(13) زانی کی سزا:-

حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''تین(قسم کے لوگ)ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک فرمائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے:بوڑھا زانی،جھوٹا حکمران اور تکبر کرنے والا عیال دار محتاج۔''(صحیح مسلم،حدیث نمبر 296)

حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:"(دین خاص طور پر زنا کے احکام)مجھ سے سیکھ لو،اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے راہ نکال دی ہے:شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ ملوث ہو تو سو کوڑوں اور رجم کی سزا ہے،اور کنوارا کنواری کے ساتھ زنا کا مرتکب ہو تو سو کوڑوں اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہے"-(جامع ترمذی،حدیث نمبر 1434)

حدیث:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:"تین افراد جنت میں داخل نہیں ہوں گے،شراب پر ہمیشگی کرنے والا،قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔اور جو آدمی شراب پر ہمیشگی والی حالت پر

مرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو غوطہ کی نہر سے پلائے گا‘‘۔ کسی نے کہا: ترجمہ:’’ غوطہ کی نہر سے کیا مراد ہے‘‘؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ترجمہ:’’ یہ زانی عورتوں کی شرمگاہوں سے نکلنے والی نہر ہوگی، ان کی شرمگاہوں کی بدبو جہنمیوں کو تکلیف دے گی‘‘۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 9983)

(14) شرابی کی سزا:-

حدیث:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:’’جو شراب پی لے گا چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی لیکن اگر اس نے توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا پھر اگر دوبارہ اس نے شراب پی لی تو پھر چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی لیکن اگر اس نے توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا پھر اگر چوتھی مرتبہ اس نے شراب پی لی تو پھر چالیس دنوں تک اس کی نماز مقبول نہیں ہوگی لیکن اس کے بعد اگر اس نے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور قیامت کے دن اس کو جہنم میں دوزخیوں کی پیپ کی نہر میں پہنچایا جائے گا‘‘ (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 3643)

حدیث:

حضرت سیدنا وائل حضرمیؓ سے روایت ہے کہ طارق بن سویدؓ نے شراب کے بارے میں دریافت کیا تو حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے ان کو منع فرمادیا تو انہوں نے کہا: "میں تو صرف دوائی کے لیے شراب بناتا ہوں-" تو حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "یہ دوا نہیں ہے بلکہ یہ ایک بہت بڑی بیماری ہے "۔(مسند احمد، حدیث نمبر 7577)

حدیث:

حضرت سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:’’جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ لائے تو اس کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے‘‘۔ (جامع ترمذی، حدیث نمبر 1865)

حدیث:

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:’’شراب کے پینے اور پلانے والے، اس کے بیچنے اور خریدنے والے، اس کے نچوڑنے اور نچوڑوانے والے، اسے لے جانے والے اور جس کے لیے لے جائی جائے سب پر اللہ کی لعنت ہو‘‘- (جامع ترمذی، حدیث نمبر 1865)

حدیث:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:’’تین افراد نہ جنت میں داخل ہوں گے اور نہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا: والدین کا نافرمان، شراب پر ہمیشگی کرنے والے، مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی خاتون اور دیوث اور اللہ تعالیٰ بروز قیامت تین افراد کی طرف نہیں دیکھے گا: والدین کا نافرمان، شراب پر ہمیشگی کرنے والا اور اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا‘‘۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 9976)

شراب اور باقی نشہ آور کا حکم

شراب اور تاڑی کا پینا اور اس کی تجارت اور اس کو کھانے یا لگانے کی دواؤں میں ملانا سب حرام ہے اور شراب وتاڑی دونوں ناپاک ہیں اگر یہ بدن اور کپڑوں پر لگ جائیں تو بدن اور کپڑا ناپاک ہوجائے گا اور اگر ایک قطرہ شراب یا تاڑی کا کنویں میں گرجائے تو کنواں ناپاک ہوجائے گا اور کنویں کا کل پانی نکال کر کنویں کو پاک کرنا ضروری ہے دنیا میں تاڑی شراب پینے والے کی سزا یہ ہے کہ اس کو اسی کوڑے مارے جائیں گے اور آخرت میں ان لوگوں کی سزا جہنم کا دردناک عذاب ہے۔

آگ کا جام پینا پڑے گا

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "بندہ جب شراب کا ایک گھونٹ پیتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہوجاتا ہے اور جب دوسری مرتبہ پیتا ہے تو اس سے ملک

الموت نفرت کے ساتھ بیزاری کرتے ہیں اور جب تیسری مرتبہ پیتا ہے تو اس سے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ بیزار ہوجاتے ہیں اور جب چوتھی مرتبہ پیتا ہے تو کراماً کاتبین اس سے بیزار ہوجاتے ہیں اور جب پانچویں مرتبہ پیتا ہے تو اس سے جبرائیلؑ بیزار ہوجاتے ہیں اور جب چھٹی مرتبہ پیتا ہے تو اس سے اسرافیلؑ بیزار ہوتے ہیں اور جب ساتویں مرتبہ پیتا ہے تو اس سے میکائیلؑ بیزار ہوجاتے ہیں اور جب آٹھویں مرتبہ پیتا ہے تو اس سے ساتوں آسمان بیزار ہوجاتے ہیں اور نویں مرتبہ پیتا ہے تو اس سے تمام اہل آسمان بیزار ہوجاتے ہیں اور جب دسویں مرتبہ پیتا ہے تو اس پر جنت کے تمام دروازے بند ہوجاتے ہیں اور جب گیارہویں مرتبہ پیتا ہے تو اس سے حاملین عرش بیزار ہوجاتے ہیں اور جب بارہویں اور تیرہویں مرتبہ پیتا ہے تو اس سے عرش وکرسی بیزار ہوجاتے ہیں اور جب چودھویں مرتبہ پیتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ بیزار ہوجاتا ہے اور جس سے تمام انبیاء وملائکہؑ بیزار ہوں اور اس سے رب عزوجل بھی بیزار ہو تو وہ بلاشبہ نافرمانوں کے ساتھ جہنم میں ہلاک ہوگا اور اللہ تعالیٰ جہنم میں اسے آگ کا پیالہ پلائے گا جس سے اس کی آنکھیں نکل پڑیں گی اور ہڈیوں سے تمام گوشت و پوست جھڑ جائے گا اور جب وہ اس پیالہ کو پیئے گا تو اس کے پیٹ کی تمام آنتیں کٹ کٹ کر اس کی شرمگاہ کی راہ نکل پڑیں گی۔ افسوس ہے شراب پینے والے پر کہ وہ کس طرح عذاب الٰہی عزوجل میں مبتلا ہوگا"۔ (ماخوذ صحیفہ فقہ اسلامی ص 30)

15۔ وعدہ خلافی اور منافقت کی سزا:

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ چار باتیں جس شخص میں ہوں وہ خالص منافق ہوگا:

1۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

2۔ جب امانت دی جائے تو خیانت کرے۔

3۔ جب کوئی معاہدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

4۔ جب جھگڑا کرے تو گالی بکے۔ (بخاری ومسلم)

حدیث:

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا قیامت میں میں خود مدعی بنوں گا۔ ایک تو وہ شخص جس نے میرے نام پہ عہد کیا، اور پھر وعدہ خلافی کی۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو مزدور کیا، پھر کام تو اس سے پورا لیا، لیکن اس کی مزدوری نہ دی"۔

16۔ جھوٹ بولنے کی سزا:

حدیث:

تاجدار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "ہلاکت ہے اس کے لیے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لیے ہلاکت ہے اس کے لیے ہلاکت ہے"۔ (مسند احمد، 9913)

حدیث:

حضور تاجدار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "جب بندہ جھوٹ بولتا ہے اس کی بدبو سے فرشتے ایک میل دور ہوجاتے ہیں"۔ (جامع ترمذی، حدیث نمبر 1972)

حدیث:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عامرؓ کہتے ہیں:

ترجمہ: "سرکار مدینہ خاتم النبیین ﷺ ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے، میری ماں نے مجھے بلایا کہ آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی، حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" کیا چیز دینے کا ارادہ ہے"، انہوں نے کہا" کھجوریں دوں گی" ارشاد فرمایا" اگر تم کچھ نہ دیتی تو یہ تمہارے ذمے جھوٹ لکھا جاتا"۔ (مشکوۃ، حدیث نمبر 4882)

17- جھوٹا خواب سنانے کی سزا:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''جو جھوٹا خواب گھڑ کر بیان کرے اس کو قیامت کے دن دو جوتوں کے درمیان گانٹھ لگانے کی سزا دی جائے گی اور وہ گانٹھ نہیں لگا سکے گا۔ عذاب اس وقت تک لگاتار جاری رہے گا یہاں تک کہ اس کے گناہوں کے برابر عذاب پورا ہوجائے گا پھر چونکہ وہ مسلمان ہے۔ اس لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم

سے نکال کر جنت میں داخل فرمائے گا"۔(بخاری ومسلم)

18۔دل دکھانے کی سزا:

حدیث:

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ سرور کائنات خاتم النبیین ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ:
ترجمہ:"اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب لوگوں میں بدتر وہ ہے جس کے شر سے بچنے کے لیے لوگوں نے اسے چھوڑ دیا ہو"۔(صحیح بخاری شریف،حدیث نمبر 6032)

حدیث:

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ نے عرض کیا،"اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ مجھے کچھ سکھایئے کہ جس سے میں فائدہ اٹھاؤں"؟،آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز (یعنی پتھر،کانٹا) دور کر دیا کرو"۔(السلسلۃ الصحیحۃ ،حدیث نمبر 426)

حضرت سیدنا مجاہدؒ کا فرمان ہے کہ دوزخیوں پر خارش مسلط کردی جائے گی وہ اس قدر خارش کریں گے کہ ان کے چمڑے اور گوشت اتر کر ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی پھر آواز آئے گی کیا تم کو اس سے تکلیف ہوتی ہے؟ وہ کہیں گے"ہاں" جواب ملے گا یہ اس کا بدلہ ہے جو تم مومنوں کو ایذا دیتے تھے۔
جس نے مسلمانوں کے راستے سے ایذا دینے والی چیز ہٹادی اللہ تعالیٰ اس کے لیے نیکی لکھ دے گا اور جس کے لیے نیکی لکھ دی گئی۔اس کے لیے جنت واجب کر دی گئی۔

19۔قتل کی سزا:

آیت:

سورہ الانعام آیت نمبر 151 میں ارشاد خداوندی ہے:
ترجمہ:"تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا: یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث،ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو"۔

حدیث:

حضرت سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ:
ترجمہ:"(قیامت کے دن) مقتول کی رگوں میں سے خون بہتا ہو گا اور وہ اپنے قاتل کے سر کا اگلا حصہ اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گا اے میرے پروردگار عزوجل اس نے مجھ کو قتل کیا، یہاں تک کہ وہ عرش کے قریب پہنچ کر خدا عزوجل کے دربار میں اپنا مقدمہ پیش کرے گا"۔(مشکوۃ شریف،حدیث نمبر 3465)

حضرت سیدنا ابو سعدؓ سے روایت ہے"اگر تمام آسمان وزمین والے ایک مسلمان کا خون کرنے میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو منہ کے بل اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا"۔

20۔ظلم کی سزا:

حدیث:

حضور تاجدار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ:
ترجمہ:"تم لوگ ظلم کرنے سے بچتے رہو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے میں رہنے کا سبب ہے اور بخیلی سے بھی بچتے رہو اس لیے کہ بخیلی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے اور ان کی بخیلی ہی نے ان کو اس بات پر ابھارا تھا کہ انہوں نے اپنوں کے خونوں کو بہایا اور حرام چیزوں کو حلال ٹھہرایا"۔(صحیح مسلم،حدیث نمبر 6576)

حدیث:

امیر المومنین حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ:
ترجمہ:"تم اپنے آپ کو مظلوم کی بد دعا سے بچاؤ۔اس کے لیے وہ اللہ تعالیٰ سے حق کا سوال کرے گا اور اللہ تعالیٰ کسی حق والے کے حق کو روکتا نہیں ہے"۔(مشکوۃ شریف،حدیث نمبر 5134)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "جو شخص کسی مقدمے میں کسی ظالم کی مدد کرے تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہے گا

یہاں تک کہ اس سے الگ ہو جائے"۔

21۔خودکشی کی سزا:

حدیث:

رسول پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ:''جو پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے گا وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں پہاڑ سے گر کر خودکشی کرتا رہے گا، جو زہر پی کر خودکشی کرے اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا، ہمیشہ جہنم میں اس کا گھونٹ گھونٹ پیئے گا۔اور جو کسی ہتھیار سے خودکشی کرے وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ ہمیشہ جہنم میں اپنے جسم میں گھونپے گا''۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 300)

حدیث:

رسول پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ:''جو اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرے گا وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹے گا اور جو برچھی (نیزہ) وغیرہ گھونپ کر خودکشی کرے وہ جہنم میں برچھی وغیرہ گھونپے گا''۔(مسند احمد، حدیث نمبر 6471)

حدیث:

رسول پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ:''گزشتہ لوگوں میں ایک شخص کے ایک زخم تھا اس سے بے قرار ہوا چاقو سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا، خون بند نہ ہوا حتیٰ کے مر گیا۔خدا تعالیٰ نے فرمایا''میرے بندے نے اپنی جان لینے میں مجھ سے جلدی کی پس میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا''۔(صحیح بخاری شریف، حدیث نمبر 1364)

22۔جوا کھیلنے کی سزا:

جوا کھیلنا گناہ ہے اور جوا کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی حرام ہے۔

آیت:

سورہ المائدہ آیت نمبر 90 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ:''اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ''۔

حدیث:

حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا کہ:

ترجمہ:''اے سعدؓ اپنا کھانا عمدہ حلال رکھنا، تمہاری دعائیں قبول ہوں گی اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے ایک آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا ایک نوالہ ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ جس بندے کا گوشت حرام سے پیدا ہوا ہے تو آگ اس کی زیادہ حقدار ہے''۔(طبرانی شریف)

حضرت سیّد حسنؓ سے روایت ہے''وہ بدن جنت میں داخل نہ ہوگا۔ جسے حرام کی غذا دی گئی ہو''۔

جوا کھیلنے کے تمام آلات وسامان مثلاً، تاش، لڈو، شطرنج وغیرہ کی خرید وفروخت بھی ناجائز ہے۔ جیسے آجکل بانڈ رز نمبر اور لاٹری وغیرہ کا بہت زور ہے یہ سب جوا کی قسمیں ہیں اور اس پر انعام کے نام پر جو رقم دی جاتی ہے یہ بھی حرام ہے۔صرف تفریح کے لیے شطرنج کھیلنا ناجائز اور وقت گزارنے کے لیے بھی تاش کھیلنا حرام ہے کہ اس میں جانداروں کی تصویر بنی ہوتی ہے۔اور لڈو بھی بچوں کو نہ کھیلنے دیں اور ویڈیو گیمز جو آج کل چل پڑی ہیں یہ بھی اپنے بچوں کو نہ کھیلنے دو۔گھوڑا گاڑی، گدھا گاڑی کی ریس میں شرط لگائی جاتی ہے یہ بھی حرام ہے۔

یکطرفہ شرطیں جائز ہیں مثلاً، ایک نے دوسرے سے کہا آ دَوڑ لگاتے ہیں تو جیت گیا تو میں انعام دوں گا اگر میں جیتا تو تم مجھے انعام مت دینا یہ جائز ہے۔

23۔بھیک مانگنے کی سزا:

بطور پیشہ بھیک مانگنا حرام ہے۔

حدیث:

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

ترجمہ:''جو شخص اپنا مال بڑھانے کے لیے بھیک مانگتا ہے وہ جہنم کے انگاروں کو مانگ رہا ہے تو اس کو کم مانگے یا زیادہ اس کو سمجھ لینا چاہیے''۔(مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 1838)

حدیث:

حضرت زبیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ :

ترجمہ:''تم میں سے کوئی اپنی رسی لے کر جائے اور لکڑیوں کا ایک گٹھا اپنے پیٹھ پر لاد کر لائے اور اس کو بیچ کر اپنی ذات کا گزارہ کرنا اس سے بہت اچھا ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے کہ وہ اسے دے یا نہ دیں''۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 1471)

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے عطا فرماتے تو میں عرض کرتا" کسی ایسے کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو"۔ ارشاد فرمایا" اسے لو اور اپنی ملکیت کرلو اور خیرات کر دو، جو مال تمہارے پاس بے مانگے اور بے طمع آجائے اسے لے لو اور جو نہ آئے تو اس کے پیچھے اپنے نفس کو مت ڈالو"۔

سوال اس کے لیے حلال ہے جس کے پاس ایک دن کا بھی کھانے کو نہ ہو تو وہ کھانا مانگ سکتا ہے اسی طرح جس کے پاس پہننے کے لیے نہ ہو، وہ پردے کے لیے سوال کرسکتا ہے۔ اگر ایک دن کھانے کے لیے پیسے موجود ہیں تو سوال نہیں کرسکتا۔ **مسجد میں سوال کرنا حرام ہے۔** مستحق بھی مسجد میں سوال نہیں کرسکتا کہ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مسجد کے سائل یعنی سوال کرنے والے کو اگر ایک پیسہ بھی دیا تو ستر پیسے خیرات کرے کہ اس ایک پیسے کا کفارہ ہے۔ دینی مدارس، مسجد وغیرہ کے لیے مسجد میں مانگنے میں حرج نہیں ہے۔ اگرچہ مستحق بھی ہو، ہرگز اس طرح سوال نہ کرے کہ اللہ کے نام پر مجھے دو اسطرح سوال کرنے والے پر لعنت کی وعید ہے۔

24۔چوری کی سزا:

حدیث:

سرکار مدینہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ:

ترجمہ:''چور جس وقت چوری کرتا ہے اس وقت مومن نہیں رہتا"۔(بخاری شریف، حدیث نمبر 5578)

چوری اور خیانت جس چیز میں کی ہوگی وہی آلہ تعذیب ہوجائے گی۔

حدیث:

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ:''ایک شخص نے حضرت سرور عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطے ایک غلام ہدیہ میں بھیجا۔ اس کا نام مدعم تھا وہ مدعم حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کچھ اسباب اتار رہا تھا کہ دفعتہ اس کو ایک تیر آکر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا۔ لوگوں نے کہا" بہشت اس کو مبارک ہو"۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا" ہرگز ایسا مت کہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ جو کمبلی اس نے یوم خیبر میں لے لی تھی تقسیم نہ ہونے پائی تھی وہ آگ بن کر اس پر مشتعل ہو رہی ہے"۔ جب لوگوں نے یہ مضمون سنا ایک شخص جو ایک یا دو تسمے واپس کرنے کو لایا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا" اب کیا ہوتا ہے؟ یہ ایک تسمہ یا دو تسمہ تو آگ کا ہے"۔(بخاری)

چور نے اگر دس درہم یا اس سے زیادہ مالیت کی چوری کی تو اس کا داہنا ہاتھ گٹے سے کاٹ لیا جائے گا اور اس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو اس کی

گردن میں لٹکا کر شہر میں گشت کرایا جائے گا تا کہ عبرت حاصل ہو۔ پھر اگر دوبارہ چوری کی تو اس کا بایاں پاؤں ٹخنے سے کاٹا جائے گا۔ جو شخص چوری کا مال خریدے اور وہ جانتا ہو کہ یہ چوری کا مال ہے تو وہ بھی اس گناہ میں شریک ہوگا۔

25۔رشوت کے لین دین کی سزا:

حدیث:

تاجدار مدینہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے اور ان دونوں کے درمیان دلالی کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔(جامع الترمذی، جلد2 حدیث نمبر 1336 - سنن ابی داؤد، جلد 3، حدیث نمبر 3580)

حدیث:

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''جس قوم میں سود عام ہو جائے، اس کو قحط سالی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہو جائے، اس پر دوسروں کا رعب مسلط کر دیا جاتا ہے"۔(مسند احمد، جلد 6، حدیث نمبر 5961)

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''حرام کے دو دروازے ایسے ہیں کہ لوگ ان دونوں دروازوں سے کھاتے ہیں ایک رشوت دوسرے زانیہ کی کمائی''۔

اگر جان مال آبرو کا اندیشہ ہے ان کے بچانے کے لیے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمے اپنا حق ہو جو بغیر رشوت دیئے وصول نہیں ہوگا رشوت اس لیے دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جائے یہ جائز ہے۔ یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا گنہگار رہے۔ اس کو لینا جائز نہیں۔

26۔سود خوری کی سزا:

آیت:

سورہ البقرہ، آیت نمبر 279-278 میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو- پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو''-

حدیث:

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

ترجمہ: ''رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا: (گناہ میں) یہ سب برابر ہیں''۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 4093)

حدیث:

آنحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''سود کا ایک درہم جو انسان کھائے اور وہ اسے جانتا ہے تو یہ 36 بار زنا سے شدید ہے''۔(مشکوۃ، حدیث نمبر 2825)

حدیث:

سرکار مدینہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''معراج کی رات جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اوپر دیکھا تو گرج بجلیاں، شدید آندھیاں تھیں پھر ہم اس قوم کے پاس آئے جن کے پیٹ کمروں کی طرح بڑے بڑے تھے ان میں سانپ بچھو تھے جو ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آتے تھے میں نے پوچھا ''اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون ہیں''؟ تو انہوں نے بتایا ''یہ سود خور ہیں''۔(سنن ابن ماجہ، جلد 3، حدیث نمبر 2273)

حدیث:

طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ:

ترجمہ: ”قیامت سے پہلے سود، شراب عام ہوگا۔ لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ ان میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا کہ سود نہ کھائے جو براہ راست نہ کھائے گا اسے اس کا غبار پہنچے گا“۔ (طبرانی)

حضرت عبداللہؓ کا فرمان ہے ”سود کے 72 گناہ ہیں سب سے کمتر گناہ یہ ہے کہ جیسے کوئی اسلام کی حالت میں اپنی ماں سے بدکاری کرے“۔

جس قوم میں سود عام ہوجائے ان پر دشمن کا خوف اور عام قحط سالی آجاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہوجائے ان پر خوف اور قحط مسلط کردیا جاتا ہے چاہے بارش ہو یا نہ ہو۔

27۔ مال حرام کی سزا:

حدیث:

حضرت سیدنا جابرؓ سے مروی ہے کہ تاجدار مدینہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ”وہ گوشت جنت میں داخل نہیں ہوگا جو حرام غذا سے بنا ہوگا اور وہ گوشت جو حرام غذا سے بنا ہو جہنم کا زیادہ حقدار ہے“۔ (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 2775)

حدیث:

حضرت سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

ترجمہ: ”لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے جو مال حاصل کیا ہے وہ حرام ہے یا حلال“۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 2059)

حدیث:

حضرت سیدنا ابوذرؓ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ”(شدت غضب سے) اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے کلام نہ فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کو بہت سخت اور درد ناک عذاب دے گا وہ تین آدمی یہ ہیں۔

1۔ ٹخنوں کے نیچے تہبند یا پاجامہ لٹکانے والا

2۔ احسان جتانے والا

3۔ جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے والا“۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 4087)۔ (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 2795)۔ (سنن نسائی، حدیث نمبر 5335)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ”بندہ جو حرام مال کمائے گا اگر اس کو صدقہ کرے گا تو وہ مقبول نہ ہوگا اور اگر خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہ ہوگی اور اگر اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑ کر مرجائے گا تو وہ اس کے لیے توشۂ جہنم بن جائے گا“۔

حرام کے ذریعوں سے کمائے ہوئے مال کو کھانا، پینا، پہننا کسی اور کام میں استعمال کرنا حرام وگناہ ہے اس کی سزا دنیا میں مال کی قلت وذلت اور بے برکتی ہے اور آخرت میں اس کی سزا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ اور عذاب عظیم ہے۔

28۔ کم تولنے والے کی سزا:

قرآن مجید میں شدید ترین بیان کے ساتھ ناپ تول میں کمی کرنے کا سخت عذاب مذکور ہوا ہے۔ کا ایک سورۂ پورا اسی موضوع سے مخصوص ہے۔

آیت:

قرآن مجید سورۂ المطففین، آیات نمبر 9-1 ارشاد خداوندی ہے کہ:

ترجمہ: ”ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے وَیل ہو (وَیل، دوزخ کے ایک کنویں کا نام ہے، یعنی تمام قسم کے عذاب وعتاب ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے ہیں۔) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب دوسروں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں، لیکن جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں خیال کرتے کہ ایک بڑے سخت دن قیامت میں ان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ جس دن تمام لوگ سارے جہاں کے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ انکو ڈرتے

رہنا چاہیئے کہ بدکاروں کے نامہ اعمال سجین میں ہیں۔اور تم کو کیا معلوم کہ سجین کیا چیز ہے؟ ایک لکھا ہوا دفتر (رجسٹر) ہے''۔

وہ لوگ جنہوں نے کم تولا اور ڈنڈی ماری، قیامت کے دن سیاہ زبان نکلی ہوئی، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی، ان کی گردن میں آگ کا ترازو لٹکا ہوا لایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا یہاں سے یہاں تک وزن کرو، وہ ایسا نہ کرسکیں گے تو انہیں دو آگ کے پہاڑوں کے درمیان پچاس ہزار سال تک عذاب دیا جائے گا۔

حضرت سیدنا حارث محاسبیؒ فرماتے ہیں "ایک شخص کیال (غلہ تولنے والا) تھا۔اس نے اس کام کو چھوڑا اور عبادت الٰہی (عزوجل) میں مشغول ہوا جب وہ مر گیا تو اس کے بعض احباب نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا "اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا"؟ اس نے جواب دیا "میرے ناپنے کا برتن جس سے میں غلہ ناپتا تھا اس میں کچھ مٹی سی بیٹھ گئی تھی جس کا میں نے کچھ خیال نہ کیا تو ہر ٹو پا ناپتے وقت بقدر مٹی کے غلہ کم ہو جاتا تھا تو میں اس قصور کے سبب عتاب میں پھنسا ہوا ہوں"۔

ایک شخص اپنی ترازو کو مٹی وغیرہ سے صاف نہیں کرتا تھا اسی طرح چیز تول دیتا تھا جب وہ مر گیا تو اس کی قبر میں عذاب شروع ہو گیا یہاں تک کے لوگوں نے اس کی قبر میں سے چیخنے چلانے کی آواز سنی تو صالحین نے اس کے لیے دعائے مغفرت کی تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے عذاب کو دفع کر دیا۔

29۔ ریاکاری کی سزا:

ریا یا دکھاوے کے لیے کام کرنا یعنی اس لیے کام کرنا کہ لوگ سن لیں گے اور اچھا جانیں گے یہ دونوں چیزیں بہت بری ہیں ان کی وجہ سے عبادت کا ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور یہ شخص مستحق عذاب ہوتا ہے۔

آیت:

قرآن مجید میں (سورۃ البقرہ ،آیت نمبر 264) میں ارشاد ہوا:

ترجمہ:''اے ایمان والو اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت دے کر باطل نہ کرو اس شخص کی طرح جو دکھاوے کے لیے مال خرچ کرتا ہے''۔

حدیث:

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ:

ترجمہ:'' اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے احوال کی طرف نظر نہیں فرماتا وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے''۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4143)

حدیث:

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:''سب سے پہلے قیامت کے دن ایک شخص کا فیصلہ ہوگا جو شہید ہوا ہے وہ حاضر کیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا اور اقرار کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا "ان نعمتوں کے مقابل تو نے کیا عمل کیا ہے"؟ وہ کہے گا "میں نے تیری راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ شہید ہوا"، اللہ تعالیٰ فرمائے گا" تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے قتال کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں سو کہہ دیا گیا حکم ہوگا کہ اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو" اور ایک وہ شخص ہے جس نے علم پڑھا اور پڑھایا ہوگا اور قرآن پڑھا وہ حاضر کیا جائے گا اس سے اپنی نعمتوں کو دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا "ان نعمتوں کے بالمقابل تو نے کیا عمل کیا"؟ وہ کہے گا "میں نے تیرے لیے علم سیکھا یا علم سکھایا اور قرآن پڑھا"۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا" تو جھوٹا ہے تو نے علم اس لیے پڑھا کہ تجھے عالم کہا جائے، اور قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے کہہ دیا گیا پھر حکم ہوگا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے"۔ پھر تیسرا شخص بلایا جائے گا جسے خدا عزوجل نے وسعت دی اور ہر قسم کا مال دیا اس سے اپنی نعمتوں کو دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا" تو نے ان کے مقابل میں کیا عمل کیا"؟ عرض کرے گا "میں نے ایسا کوئی راستہ نہیں چھوڑا جس پر خرچ کرنا تجھے محبوب ہے مگر میں نے اس میں تیرے لیے خرچ کیا"۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا" تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے خرچ کیا کہ تجھے سخی کہا جائے۔سو کہہ دیا گیا۔اس کے متعلق بھی حکم ہوگا کہ منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو''۔(جامع الترمذی، حدیث نمبر 2382)

حدیث:

حضرت سیدنا ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ:

ترجمہ:"سرکار مدینہ خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا گیا کہ فرمائیے کہ آدمی اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں (یہ ریا ہے یا نہیں) فرمایا یہ مومن کے لیے دنیا میں بشارت ہے"۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 6721)

حدیث:

حضرت جندبؓ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:"جو شہرت کے لیے عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیبوں کو مشہور کرے گا جو ریا کاری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ریاکاری کا اسے بدلہ دے گا"۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4207)

حدیث:

حضرت سیدنا ابوسعید بن ابوفضالہؓ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:"جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کو جمع فرمائے گا ایک منادی یہ اعلان کرے گا جس نے اپنے عمل میں جو اللہ تعالیٰ کے لیے کیا ہے کسی دوسرے کو شریک کرلیا تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا ثواب اللہ کے غیر سے طلب کرے"۔(مشکوۃ شریف، حدیث نمبر 5318)

30۔تہمت لگانے کی سزا:

حدیث:

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، میں نے ابوالقاسم خاتم النبیین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ترجمہ:"جس نے اپنے مملوک پر بہتان باندھا جبکہ وہ اس سے بری ہو جو اس نے کہا تو روزِ قیامت اسے کوڑے ماریں جائیں گے مگر یہ کہ وہ ویسے ہی ہو جیسے اس نے کہا"۔(مشکوۃ شریف، حدیث نمبر 3351)

امیر المومنین حضرت مولا علیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا" کسی بے قصور پر بہتان لگانا یہ آسمانوں سے بھی زیادہ بھاری گناہ ہے"۔

حضرت سیدنا حذیفہؓ سے مروی ہے" کسی پاک دامن عورت پر زنا کا بہتان (تہمت) لگانا ایک سو برس کے اعمال صالحہ کو غارت و برباد کر دیتا ہے"۔

31۔ماں باپ کو ستانے کی سزا:

حدیث:

سرکار مدینہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:"ہر گناہ کی سزا اللہ تعالیٰ مؤخر کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے قیامت کے دن تک سوائے ظلم اور والدین کی نافرمانی کے یا رشتہ توڑنے کے کیونکہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ موت سے پہلے گناہگار کی زندگی میں ہی دے دیتا ہے"۔(صحیح الادب المفرد:459)

حدیث:

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے:

ترجمہ:"دو ایسے گناہ ہیں جن کی سزا دنیا ہی میں دی جاتی ہے، وہ ظلم اور والدین کی نافرمانی ہے"۔(مستدرک حاکم)

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:"جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنے والدین کا مطیع و فرماں بردار ہو تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اگر والدین میں سے کوئی ایک (حیات) ہو (اور وہ اس کا مطیع ہو) تو ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔اور جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان ہو تو اس کے لیے صبح کے وقت جہنم کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اگر والدین میں سے کسی ایک کا نافرمان ہو تو ایک دروازہ جہنم کا کھول دیا جاتا ہے۔ایک شخص نے سوال کیا: اگرچہ والدین ظلم کریں؟ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں، اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں، اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں"(بیہقی فی شعب الایمان)

گناہ اور نافرمانی سے دنیا کے نقصانات

قرآن مجید میں جو جا بجا نافرمانوں کے قصے اور اس کے ساتھ اس کی سزائیں مذکور ہیں کس کو معلوم نہیں؟؟

1۔ وہ کیا چیز ہے؟ جس نے ابلیس کو آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا جس کی بدولت ملعون ہوا، صورت بگاڑ دی گئی، باطن تباہ ہوگیا، بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی، قُرب کے عوض دوری حصہ میں آئی، تسبیح وتقدیس کی جگہ کفر وشرک، جھوٹ وفحش انعام میں ملا۔

2۔ وہ کیا چیز ہے؟ جس نے نوح علیہ السلام کے زمانے میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کر دیا۔

3۔ وہ کون سی چیز ہے؟ جس سے قوم ثمود پر چیخ آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور وہ ہلاک ہو گئے۔

4۔ وہ کون سی چیز ہے؟ جس سے قوم لوط کی بستیاں آسمان تک لیجا کر الٹی گرائی گئیں اور آسمان سے پتھر گرائے گئے۔

5۔ وہ کون سی چیز ہے؟ جس سے قوم فرعون بحر قلزم میں غرق کی گئی۔

6۔ وہ کون سی چیز ہے؟ جس سے قارون زمین میں دھنسایا گیا۔

7۔ وہ کون سی چیز ہے؟ جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا جو سخت لڑائی والی تھی اور وہ ان کے گھروں میں گھس گئے اور ان کو زیروزبر کر ڈالا پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا پھر بنا بنایا کارخانہ برباد ہوا۔

8۔ وہ کون سی چیز تھی؟ جس نے انہیں (بنی اسرائیل کو طرح طرح) کی مصیبت وبلا میں گرفتار کیا، کبھی قتل ہوئے، کبھی قید ہوئے، کبھی گھر اجاڑے گئے، کبھی ظالم بادشاہ مسلط ہوئے۔

وہ تھی نافرمانی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں۔ ''اگر یہ نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا''؟۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان قصوں کا جابجا ذکر فرما کر اس کی وجہ ارشاد فرمائی ہے سورۃ الروم آیت نمبر 9 میں فرمایا اور کہا

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ الروم-آیت نمبر-9)

ترجمہ: ''یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے''

''ابن ماجہ'' میں عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا ''اے مہاجرین کی جماعت پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان میں مبتلا ہو جاؤ اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تم ان میں مبتلا ہوئے تو بڑی آفات میں پھنس جاؤ گے:۔

1۔ فحش بدکاری جس قوم میں بھی کھلم کھلا علی الاعلان ہونے لگے تو اس میں ایسی نئی نئی بیماریاں پیدا ہونگی جو پہلے کبھی سننے میں نہ آئیں ہوں گی-

2۔ جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگیں گے، ان پر قحط اور مشقت اور بادشاہ کا ظلم مسلط ہو جائے گا۔

3۔ اور جو قوم زکوٰۃ کو روک لے گی ان پر بارش روک دی جائے گی اور جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ بھی بارش نہ ہو (جانور چونکہ اللہ کی مخلوق ہیں اور بے قصور ہیں انکی وجہ سے تھوڑی بارش ہوگی)۔

4۔ اور جو لوگ معاہدوں کی خلاف ورزی کریں گے ان پر دوسری قوموں کا تسلط ہو جائے گا اور وہ ان کے مال ومتاع لوٹ لیں گے۔

5۔ اور جو لوگ اللہ کے قانون کے خلاف حکم جاری کریں گے ان میں خانہ جنگی ہو جائے گی''۔(ابن ماجہ)

ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سبب زلزلہ کا دریافت کیا "زلزلے کیوں آتے ہیں"؟ انہوں نے فرمایا" جب لوگ زنا کو امر مباح کی طرح بیباکی سے کرنے لگتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور ناچ گانا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے زمین کو حکم فرماتے ہیں "ان کو ہلا ڈال"-

عمرؒ بن عبدالعزیز نے جابجا شہر میں حکم نامے بھیجے جن کا مضمون یہ ہے تھا کہ ''زلزلہ زمین پر عتاب الٰہی ہے''۔

ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے کہ ''جب اللہ عزوجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں تو بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں''۔

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کتب حکمت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ’’میں اللہ ہوں، بادشاہوں کا مالک ہوں، ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے‘‘۔ پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں ان بادشاہوں کو اس پر مہربان کر دیتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں انہی بادشاہوں کو اس شخص پر عقوبت کے طور پر مقرر کر دیتا ہوں۔ تم بادشاہوں کو برا کہنے میں مشغول مت ہو، میری طرف رجوع کرو، میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا‘‘۔ امام احمد بن حنبلؒ نے وہبؒ سے نقل کیا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ ’’جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی تو غضبناک ہوتا ہوں۔ لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے‘‘۔

اور امام احمد وکیعؒ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا کہ ’’جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود ہجو کرنے لگتا ہے یعنی برائیاں کرنے لگتا ہے‘‘۔

گناہوں (معاصی) کے اثرات :

1۔　ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے کیونکہ علم ایک باطنی نور ہے اور معصیت سے نور باطن بجھ جاتا ہے ’’امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کو وصیت فرمائی تھی ’’میں دیکھتا ہوں کہ اللہ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے سو تم اس کو تاریکی ٔ معصیت سے مت بجھا دینا‘‘

2۔　ایک گناہ کا اثر دنیا میں یہ ہے کہ رزق کم ہو جاتا ہے۔

3۔　ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو خدا تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو تو سمجھ سکتا ہے یعنی انسان کا دل عبادت کی طرف راغب ہی نہیں ہوتا۔

4۔　ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نیک آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے، خصوصاً متقی لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دور اور ان کی برکات سے محروم ہوتا جاتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب مجھ سے کبھی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو اس کا اثر اپنی بیوی اور جانوروں کے اخلاق میں پاتا ہوں کہ وہ میرے پوری طرح مطیع نہیں رہتے۔

5۔　ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو اکثر کاموں میں دشواری پیش آتی ہے جیسے تقویٰ اختیار کرنے سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں ایسے ہی ترک تقویٰ سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

6۔　ایک نقصان یہ ہے کہ قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے، ذرا بھی دل میں غور کیا جائے تو یہ ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے اس ظلمت کی قوت سے ایک حسرت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بدعت وضلالت و جہالت میں مبتلا ہو کر انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور اس ظلمت کا اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر چہرہ پر ہر شخص کو یہ سیاہی نظر آنے لگتی ہے۔ فاسق کیسا ہی حسین وجمیل ہو مگر اس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔ عرف عام میں ہم کہتے ہیں کہ اس کے چہرے پر پھٹکار برس رہی ہے‘‘۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ’’نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق، قلب میں نور، رزق میں وسعت، بدن میں قوت، لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بدی کرنے سے چہرہ بے رونق، قبر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق میں تنگی اور لوگوں کے دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے‘‘۔

7۔　ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ دل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ امور خیر کی ہمت گھٹتے گھٹتے بالکل نابود ہو جاتی ہے۔ رہ گئی بدن کی کمزوری سو بدن تو قلب کے تابع ہے جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہوگا۔ دیکھو کفارِ فارس، روم کیسے قوی اور مضبوط تھے مگر صحابہؓ کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے۔

8۔　ایک نقصان یہ ہے کہ آدمی اطاعت سے محروم ہو جاتا ہے، آج ایک طاعت گئی کل دوسری چھوٹ گئی، پرسوں تیسری رہ گئی، یوں ہی سلسلہ وار تمام نیکیاں اور نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں، جیسے کسی نے ایک ایسا لقمہ لذیذ کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

9۔　ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے عمر گھٹتی ہے اور اس کی برکت ٹلتی ہے کیونکہ نیکی سے عمر بڑھ جانا صحیح حدیث سے ثابت ہے تو فجور سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجئے۔

10۔　ایک نقصان یہ ہے کہ ایک معصیت دوسری معصیت کا سبب ہو جاتی ہے وہ تیسری کا اسی طرح ہوتے ہوتے معاصی کی کثرت ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ عام گناہوں میں گھر جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کرتے کرتے اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے پھر اس کو اس ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی

ہے اور پھر اس کمبخت میں لطف ولذت بھی بڑھتی رہتی ہے۔

11۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے توبہ کا ارادہ کمزور ہوجاتا ہے یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔

12۔ ایک نقصان یہ ہے کہ چندروز میں اس گناہ کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اس کو برا نہیں سمجھتا نہ اس بات کی پرواہ ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا۔خود تفاخر سے اس کا ذکر کرتا ہے ایسا شخص معافی سے دور ہوتا جاتا ہے۔

جیسا کہ حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کہ سب کے لیے معافی کی امید ہے مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں''۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 6069) اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاری فرمائی تھی مگر صبح کو خود شیخی بگھارنا شروع کیا کہ میاں فلاں ہم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا خود اپنی پردہ دری کی۔حالانکہ خدا تعالیٰ نے چھپالیا تھا اور کبھی گناہ کی برائی کم ہوتے ہوتے ہوئے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔اسی واسطے ایک بزرگ کا قول ہے کہ ''تم گناہوں سے ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے''

13۔ ایک نقصان یہ ہے کہ ہر معصیت دشمنان خدا میں سے کسی نہ کسی کی میراث ہے تو گویا یہ شخص ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے مثلاً ''لواطت'' قوم لوط علیہ السلام کی میراث ہے۔کم ناپنا تولنا قوم شعیبؑ کی میراث ہے،غُلو وفساد فرعون اور اس کی قوم کی میراث ہے،تکبر وتجبر قوم ہودؑ کی تو یہ عاصی ان لوگوں کی وضع وہیت بنائے ہوئے ہیں۔آخرت میں انہی کے ساتھ حشر ہوگا۔مسند احمد میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، ارشاد فرمایا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ''جو شخص کسی قوم کی وضع بنائے وہ انہیں میں شمار ہے''

14۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر وخوار ہوجاتا ہے او جب خالق کے نزدیک خوار وذلیل ہو گیا مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''جس بندہ عزیز نے اس کے دربار سے سر پھیرا، پھر جس کسی کے دروازہ پر بھی گیا ہو۔اسے کچھ عزت نہیں ملی اگر چہ بخوف اس کے ظلم وشرارت کے اس کی تعظیم کرتے ہوں مگر کسی کے دل میں عظمت نہیں رہتی''۔

15۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی نحوست جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے اسی طرح اس کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں گناہ کی سزا تو الگ ہوگی یہ لعنت اس پر طرہ ہے۔مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ''بہاھم (جانور) نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں جبکہ قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست ہے''۔

16۔ ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی لعنت میں داخل ہوجاتا ہے کیونکہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں ان پر تو بدرجہ اولیٰ استحقاق لعنت ہے مثلاً لعنت فرمائی ہے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس عورت پر جو گُودوائے اور گُودائے اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے اور جو دوسرے سے یہ کام لے۔اور لعنت فرمائی ہے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے سود لینے والے پر اور دینے والے پر اور اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہ پر لعنت فرمائی ہے، آپ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کیلئے حلالہ ہو یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھہرایا جائے۔اور لعنت فرمائی ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے نچوڑنے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس کے دام کھانے والے پر اور جو اس کو لاد کر لائے اور جس کیلئے لاد کر لائی جاوے۔اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو برا کہے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو جاندار چیز کو نشانہ بناوے اور لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات نکالے یا ایسے شخص کو پناہ دے۔اور لعنت فرمائی ہے تصویر بنانے والے پر۔اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے۔اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو جانور سے صحبت کرے۔اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو جانور کے چہرہ پر داغ لگائے۔اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو قبروں پر جاویں اور سجدہ کریں۔

17۔ جو عورت اپنے خاوند سے خفا ہو کر رات کو الگ رہے، صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملاوے اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کیطرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو صحابہؓ کو برا کہے اور لعنت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو زمین میں فساد مچاوے اور قطع رحمی کرے اور اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو ایذا دے۔اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو

احکام خداوندی کو چھپاوے۔اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو پارسا بیبیوں کو جن کو ان قصوں کی خبر تک نہیں ہے اور ایماندار ہیں زنا کی تہمت لگاوے،اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ٹھیک راہ پر بتاوے اور رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو رشوت دے اور جو لے اور جو درمیان میں پڑے اور بہت سے افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے۔

اگر گناہ میں اور بھی کوئی ضرر نہ ہوتا تو یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ اللہ ورسول خاتم النبیین ﷺ کی لعنت کا مستحق ہو گیا (نعوذ باللہ)

18۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ’’جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرد و پیش ہیں وہ تسبیح وتحمید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان والوں کیلئے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے‘‘۔(سورہ مومن، آیت نمبر 7)

دیکھئے اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے اُن مومنوں کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی راہ پر چلتے ہیں۔جس نے گناہ کر کے وہ راہ چھوڑ دی وہ اس دولت کا کہاں مستحق رہا؟۔

19۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں، پانی، ہوا، غلہ، پھل ناقص ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے سورۃ العنکبوت (آیت نمبر 40) میں فرمایا:

ترجمہ: ’’ہر ایک قوم کو ہم نے اس کے قصور ہی میں پکڑا ہے اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے‘‘۔

امام احمدؒ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی امیہ کے کسی خزانہ میں گیہوں کا دانہ، کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا جو ایک تھیلی میں تھا اور اس پر لکھا تھا کہ ’’یہ زمانہ عدل میں پیدا ہوا تھا‘‘، اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانے کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آئے گا چونکہ اس وقت طاعت کی کثرت ہو گی اور زمین گناہوں سے پاک ہو جائے گی پھر اس کی برکتیں ظاہر ہوں گی یہاں تک کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہو گا اور وہ اس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گے۔انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہو گا کہ ایک اونٹ پر رکھا ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری خطا اور گناہ کا ثمرہ ہے۔

20۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے حیا وغیرت جاتی رہتی ہے اور جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو کچھ کر گزرے تھوڑا ہے اس شخص کا کچھ اعتبار نہیں۔

21۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے بھلا اگر عظمتِ خداوندی اس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت کہاں ہو سکتی تھی؟۔جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی عزت نہیں رہتی پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔

22۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں اور بلاؤں اور مصیبتوں کا ہجوم ہوتا ہے۔حضرت علیؓ کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ ’’نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے اور نہیں دور ہوتی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے‘‘۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے’’جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں‘‘ اور ارشاد ہے ’’یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں‘‘۔اس سے معلوم ہوا کہ زوال نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے۔

23۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے مدح وشرف کے القاب سلب ہو کر مذمت اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں، مثلاً نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے۔’’مومن، مطیع، منیب، ولی اور جب برا کام کیا یہ خطاب ملے فاجر، فاسق، عاصی، مفسد، خبیث، جاہل، ملعون، وغیرہ۔

24۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہو جاتے ہیں کیونکہ طاعت ایک خداوندی قلعہ ہے۔جب قلعہ سے باہر نکلا دشمنوں نے گھیر لیا۔پھر وہ شیاطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کے قلب وزبان، دست وپا، چشم وگوش سب اعضاء کو معاصی میں غرق کر دیتے ہیں۔

25۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے، ہر بات پر پریشان سا ہو جاتا ہے، ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہو جائے۔کہیں عزت میں فرق نہ آ جائے۔کوئی بدلہ نہ لینے لگے۔

26۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرتے کرتے وہی دل میں بس جاتا ہے یہاں تک کہ مرتے وقت کلمہ تک منہ سے نہیں نکلتا بلکہ جو افعال حالت حیات میں غالب تھے وہی اس وقت بھی سرزد ہوتے ہیں۔ایک تاجر اپنے عزیز کی حکایت بیان کرتا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ یہ بک رہا تھا کہ یہ کپڑا بڑا نفیس ہے۔یہ خریدار بہت خوش معاملہ ہے۔آخر اسی حالت میں مرگیا،کسی سائل کی حکایت ہے کہ مرتے وقت کہتا ہے کہ اللہ کے واسطے ایک پیسہ،اللہ کے واسطے ایک پیسہ اسی حالت میں تمام ہوگیا۔اسی طرح ایک شخص کو نزع کے وقت کلمہ پڑھانے لگے، کہنے لگا آہ،آہ میرے منہ سے نہیں نکلتا اور بہت سے حالات اس وقت ان کے ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتے۔خدا جانے اور کیا گزرتی ہوگی۔خدا کی پناہ۔

27۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہوجاتی ہے۔اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے۔کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا لا الہ الا اللہ کہہ اس نے گانا شروع کیا۔آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہوا۔کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے۔بولا اس کلمہ سے کیا ہوگا؟ وہ بھی یوں ہی مرا کسی اور شخص سے کلمہ پڑھنے کو کہا۔کہنے لگا میں تو اس کلمہ کا منکر ہوں اور چل دیا۔ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کیسے پڑھوں؟ کوئی میری زبان پکڑ لیتا ہے۔**اللھم احفظنا**

****

گناہ اور نافرمانی سے آخرت کے نقصانات

(الف) کتاب وسنت اور کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس ظالم دنیا کے دو عالم اور ہیں ایک کو برزخ اور دوسرے کو عالم غیب کہتے ہیں اور ہماری مراد آخرت سے مفہوم عام ہے جو دونوں کو شامل ہے تو جس وقت آدمی کوئی عمل کرتا ہے وہ فوراً برزخ میں منعکس ہو کر چھپ جاتا ہے اور اس وجود پر کچھ آثار بھی مرتب ہوتے ہیں اس عالم کا نام قبر بھی ہے پھر انہیں اعمال کا ایک وقت میں کامل ظہور ہوگا جس کو یوم حشر نشر کہتے ہیں۔ سو ہر عمل کے مراتب وجود تین ہوئے۔

(1) صدور (2) ظہور مثالی (3) ظہور حقیقی

اس مضمون کو فوٹوفون سے سمجھنا چاہیے۔ جب آدمی کوئی بات کرتا ہے اس کے تین مرتبے ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ یہ کہ وہ بات منہ سے نکلی، دوسرا مرتبہ یہ کہ فوراً فوٹو فون میں وہ الفاظ بند ہو گئے، تیسرا مرتبہ جب اس سے آواز نکالنا چاہیں، وہی آواز بعینہ پیدا ہو جائے سو منہ سے نکلنا عالم دنیا کی مثال ہے۔ اس میں بند ہونا عالم برزخ کی پھر اس سے نکلنا عالم غیب کی۔ سو جیسا کوئی عاقل شک نہیں کرتا کہ الفاظ منہ سے نکلتے ہی فوٹوفون میں بند ہو جاتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کرتا کہ نکالنے کے وقت وہی بات نکلے گی جو اول منہ سے نکلی تھی اس کے خلاف نہ نکلے گی۔ اس طرح مومن کو اس میں شک نہ ہونا چاہیے کہ جس وقت کوئی عمل اس سے صادر ہوتا ہے فوراً وہ عالم مثال میں منقش ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس کا ظہور ہوگا اس بنا پر یقین ہو گیا کہ آخرت کا سلسلہ بالکل ہماری اختیاری حالت پر مبنی ہے کوئی وجہ مجبوری کی نہیں سو جیسے فوٹوفون کے قریب بات کرتے وقت ایک ایک بات کا خیال رہتا ہے کہ میرے منہ سے کیا نکل رہا ہے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے جس کا اظہار میں اس شخص کے روبرو پسند نہیں کرتا جس کے سامنے یہ فوٹوفون بعد میں کھولا جائے گا اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس وقت مجال انکار نہ ہوگا کیونکہ اس آلہ کا یقینی خاصہ ہے کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کہا کچھ اور بن گیا اور کچھ اس طرح صدور اعمال کے وقت اس امر کا خیال رہنا چاہیے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں یہ کہیں جمع ہو جاتا ہے اور بنا کمی وبیشی ایک روز کھل پڑے گا اور اس وقت کوئی عذر وحیلہ احتمال کمی بیشی کا نہ چل سکے گا اگر یہ خیال غالب ہو جائے تو گناہ کرنے سے ایسا ہی اندیشہ ہو جیسا فوٹوفون روبرو گالیاں دینے سے جبکہ یقین ہو کہ بادشاہ کے روبرو کھولا جائے گا اور میں بھی اس وقت حاضر ہوں گا۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ ''گیہوں سے گیہوں اور جو سے جو برآمد ہوتا ہے۔ لہٰذا خبردار پاداش عمل سے غافل نہ ہونا''اب ہم بعض اعمال کے ثمرات جو موت کے بعد پیش آئیں گے خواہ برزخ میں یا آخرت میں ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ کارخانہ بعد الموت ابتدائی کارخانہ نہیں بلکہ اسی کارخانہ پر مُرتّب ومُسبَّب ہے۔ اس کے بعد بعض اہل معانی کے اقوال سے بعض اعمال وثمرات کی مناسبت کو تمثیلاً ذکر کریں گے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہاں جو کچھ ہے یہاں کا ظہور اور تمثیل ہے اور یہ ارشادات سمجھ میں آجائیں۔

1۔ امام بخاریؒ نے بروایت سمرہ بن جندبؓ صحابی سے نقل کیا ہے کہ حضور سرور عالم خاتم النبیین ﷺ اکثر صحابہؓ سے دریافت فرماتے کہ "تم نے شب کو کوئی خواب تو نہیں دیکھا" جو شخص کوئی خواب عرض کرتا آپ خاتم النبیین ﷺ اس کی تعبیر ارشاد فرماتے۔ اسی طرح حسب معمول ایک روز صبح کے وقت ارشاد فرمایا "آج رات ہم نے ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے مجھ کو اٹھا کر کہا چلو میں ان کے ساتھ چلا ایک شخص پر ہمارا گزر ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس ایک پتھر لیے کھڑا ہے اور اس کے سر پر زور سے مارتا ہے اور یہ ابھی لوٹنے نہیں پاتا کہ اس کا سر اچھا ہو جاتا ہے جیسا پہلے تھا وہ آکر پھر اسی طرح کرتا ہے میں نے ان دونوں شخصوں سے تعجب سے کہا ''یہ دونوں کون ہیں''؟ انہوں نے کہا "چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک شخص پر گزرا ہو جو چت لیٹا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا زنبور لیے کھڑا ہے اور اس لیٹے ہوئے شخص کے منہ کے ایک جانب آکر اس کا گلا اور نتھنا اور آنکھ گدی تک چیرتا ہے پھر دوسری طرف آکر اسی طرح کرتا ہے اور اس جانب سے فارغ نہیں ہونے پاتا کہ پہلی جانب اچھی ہو جاتی ہے۔ پھر اُس طرف جا کر اسی طرح کرتا ہے۔ میں نے کہا "یہ دونوں کون ہیں"؟ کہنے لگے "چلو چلو، ہم آگے چلے"۔ ایک تندور پر پہنچے اس میں بڑا شور وغل ہو رہا ہے۔ ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں بہت سے مرد وعورت ننگے ہیں اور ان کے نیچے سے ایک شعلہ آتا ہے جب وہ ان کے پاس پہنچتا ہے اس کی قوت سے یہ بھی اونچے اٹھ جاتے ہیں میں نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ وہ دونوں بولے "چلو چلو"۔ ہم آگے چلے ایک نہر پر پہنچے کہ خون کی طرح لال تھی اور اس نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا ہے اور نہر کے کنارہ پر ایک اور شخص ہے اس نے بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں وہ شخص تیرتا ہوا ادھر کو آتا ہے یہ شخص اس کے منہ پر ایک پتھر کھینچ کر مارتا ہے جس کے صدمہ سے پھر وہ اپنی جگہ پر پہنچ جاتا ہے پھر وہ تیر کر نکلتا ہے یہ شخص پھر اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا"

یہ دونوں کون ہیں"؟ کہنے لگے "چلو چلو" ہم آگے چلے۔ایک شخص پر گزر ہوا کہ بڑا ہی بدشکل ہے کہ کبھی ایسا کوئی نظر سے نہ گزرا ہوگا اور اس کے سامنے آگ ہے۔وہ آگ کو جلا رہا ہے اور آگ اس کے گرد پھر رہی ہے۔میں نے پوچھا" یہ کون شخص ہے"؟ کہنے لگے "چلو چلو" ہم آگے چلے۔ایک گنجان باغ میں پہنچے جس میں ہر قسم کے بہاری (موسم بہار کے) شگوفے تھے اور اس باغ کے درمیان ایک شخص نہایت دراز قد جن کا سر اونچائی کے سبب دکھائی نہیں پڑتا بیٹھے ہیں اور ان کے پاس بڑی کثرت سے بچے جمع ہیں۔میں نے پوچھا" یہ باغ کیا ہے؟ اور یہ کون لوگ ہیں"؟ کہنے لگے "چلو چلو، "ہم آگے چلے۔ایک عظیم الشان درخت پر پہنچے کہ اس سے بڑا اور خوبصورت درخت کبھی میں نے نہیں دیکھا ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا"اس پر چڑھو" ہم اس پر چڑھے تو ایک شہر ملا کہ اس کی عمارت میں ایک ایک اینٹ سونے کی، ایک ایک اینٹ چاندی کی لگی ہے۔ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور اس کو کھلوایا وہ کھول دیا گیا ہم اس کے اندر گئے، ہم کو چند آدمی ملے جن کا آدھا بدن ایک طرف کا تو نہایت خوبصورت اور آدھا بدن نہایت بدصورت تھا وہ دونوں شخص ان لوگوں سے بولے جاؤ اس نہر میں گر پڑو اور وہاں ایک چوڑی نہر جاری ہے پانی ایسا سفید ہے جیسا دودھ ہوتا ہے۔وہ لوگ جا کر اس میں گر گئے پھر ہمارے پاس آئے تو وہ بدصورتی بالکل جاتی رہی۔پھر ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا" یہ جنت عدن ہے اور دیکھو تمہارا گھر وہ رہا"۔میری نظر جو اوپر بلند ہوئی تو ایک محل ہے جیسا سفید بادل کہنے لگے "یہی تمہارا گھر ہے"-میں نے ان دونوں سے کہا"اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے مجھ کو چھوڑ دو میں اس کے اندر چلا جاؤں"۔کہنے لگے "ابھی نہیں بعد میں جاؤ گے"۔میں نے ان سے کہا" آج رات بھر بہت عجیب عجیب تماشے دیکھے آخر یہ کیا چیزیں تھیں"؟ وہ بولے "ابھی بتلاتے ہیں۔وہ شخص جس کا سر پتھر سے کچلتا دیکھا وہ ایسا شخص ہے جو قرآن مجید حاصل کر کے اس کو چھوڑ کر فرض نماز سے غافل ہو کر سو رہتا تھا۔اور جس شخص کے گلا اور نتھنے اور آنکھ گدی چیرتے دیکھا یہ ایک شخص ہے کہ صبح کو گھر سے نکلتا اور جھوٹی باتیں کیا کرتا تھا جو دور دور پہنچ جاتیں۔اور وہ جو شخص نہر میں تیرتا تھا اور اس کے منہ میں پتھر بھرے جاتے تھے یہ سود خور ہے اور جو وہ بدشکل آدمی آگ جلاتا ہوا اور اس کے گرد دوڑتا ہوا دیکھا وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے اور وہ جو دراز قامت شخص باغ میں دیکھے وہ حضرت ابراہیمؑ ہیں اور جو بچے ان کے آس پاس دیکھے یہ وہ بچے ہیں جن کو فطرت پر موت آگئی۔کسی مسلمان نے دریافت کیا" یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مشرکین کے بچے بھی"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"ہاں مشرکین کے بچے بھی۔اور وہ جو لوگ تھے جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدن بدصورت تھا یہ وہ لوگ ہیں کہ کچھ عمل نیک کئے تھے اور کچھ بد تو ان کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا"۔

1۔　اس حدیث سے ان اعمال کے آثار واضح ہوئے اور مناسبتیں گو خفی ہیں مگر ذرا سے تامل سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔مثلاً جھوٹ بولنے اور گال چیرے جانے میں مناسبت ظاہر ہے اور زنا کرنے سے جو آتش شہوت تمام بدن میں پھیل جاتی ہے اس میں اور آتش عقوبت کے محیط ہو جانے میں مناسبت ظاہر ہے علیٰ ہذا القیاس سب اعمال کو اسی طرح سوچ لینا چاہیے۔

2۔　جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ سانپ کی شکل بن کر اس کے گلے میں بطور طوق کے ڈالا جائے گا۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نہیں ہے کوئی شخص جو نہ دیتا ہو زکوٰۃ اپنے مال کی مگر یہ کہ ڈال دیں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ایک اژدہا''۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 1403)

3-　بدعہدی بشکل جھنڈے کے متمثل ہو کر قیامت کے دن موجب رسوائی ہوگی۔عمروؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے جو شخص پناہ دے کسی شخص کو اس کی جان پر پھر اس کو قتل کر دیا جائے گا اس کو جھنڈا اس کی پشت پر گاڑھ کر پکارا جائے گا یہ فلاں شخص کی بدعہدی ہے۔

4۔　چوری اور خیانت جس چیز میں کی ہوگی وہی آلہ تعذیب ہو جائے گی۔ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سرور عالم خاتم النبیین ﷺ کے واسطے ایک غلام ہدیہ میں بھیجا۔اس کا نام مدعم تھا وہ مدعم حضور خاتم النبیین ﷺ کا کچھ اسباب اتار رہا تھا کہ دفعتہً اس کو ایک تیر آکر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا۔لوگوں نے کہا کہ بہشت اس کو مبارک ہو۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"ہرگز ایسا مت کہو،قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ جو کملی اس نے یوم خیبر میں لے لی تھی تقسیم نہ ہونے پائی تھی وہ آگ بن کر اس پر مشتعل ہو رہی ہے"۔جب لوگوں نے یہ مضمون سنا ایک شخص جو ایک یا دو تسمے واپس کرنے کو لایا، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"اب کیا ہوتا ہے؟ یہ ایک تسمہ یا دو تسمہ تو آگ کا ہے"۔(بخاری)

5۔　غیبت کرنے کی صورت مثالی مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ الحجرات، آیت نمبر 12 میں فرمایا کہ:

ترجمہ:''نہ غیبت کرے کوئی تم میں کسی کی، کیا پسند کرتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جبکہ وہ مرا ہو؟ ضرور اس کو تو ناپسند کرو گے''۔

فقط اسی وجہ سے غیبت خواب میں اسی شکل میں نظر آتی ہے۔

6۔ اہل معانی کے اقوال سے بعض چیزوں کی صورت مثالیہ کے بیان میں محققین نے فرمایا ہے کہ ہر خصلت ذمیمہ کو ایک جانور کے ساتھ خصوصیت خاصہ ہے جس شخص میں وہ خصلت غالب ہوجاتی ہے عالم مثال میں اس شخص کی شکل اس جانور کی سی ہوجاتی ہے امم سابقہ میں وہ شکل اسی عالم میں ظاہر ہوجاتی تھی۔ امت محمدی کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں رسوا ہونے سے محفوظ رکھا لیکن دوسرے عالم میں وہ شکل بن جاتی ہے۔ قیامت کے روز اس کا ظہور ہوگا اور اہل کشف پر تو یہاں ہی مکشوف ہوجاتی ہے۔ سفیان بن عنیبہؒ نے اس آیت کی یہی تفسیر فرمائی

وَمَامِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ط (سورۃ الانعام۔آیت نمبر 38)

ترجمہ: ’’اور نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے مگر وہ سب جماعتیں ہیں مثل تمہارے‘‘۔

سفیانؒ فرماتے ہیں کہ "بعض لوگ درندوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں، بعض کتوں کے اور بعض سوروں اور گدھوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں۔ بعض بناؤ سنگار کر کے طاؤس کے مشابہ بنتے ہیں۔ بعض پلید ہوتے ہیں مثل گدھے کے۔ بعض خود پرور ہوتے ہیں مثل مرغی کے، بعض کینہ پرور ہوتے ہیں مثل اونٹ کے، بعض مشابہ مکھی کے ہوتے ہیں بعض مشابہ لومڑی کے"۔

آیات واحادیث واقوال مذکورہ سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ آدمی جو کچھ عمل کرتا ہے اس کا وجود باقی رہتا ہے اور وہ ایک روز کھلنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (سورۃ زلزال آیت نمبر 8-7)

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○

ترجمہ: ’’جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے بھی دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا اسے بھی دیکھ لے گا"۔

پس جنت و دوزخ اپنے ہاتھوں آدمی لیتا ہے اور یہ تحقیق مسئلہ تقدیر کے مخالف نہیں ہے کیونکہ مسئلہ تقدیر میں یہ بات نہیں بتلائی گئی کہ کوئی شے بلاسبب ہوجاتی ہے ہرگز ایسا نہیں بلکہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کے اسباب اول جمع ہوتے ہیں پھر وہ امر واقع ہوجاتا ہے۔ یعنی یہ کہ جیسا یہاں کریں گے، برزخ اور قیامت میں اس سے پردہ اٹھ جائے گا

یاالٰہی ہم لوگوں کو فہم صحیح عطا فرمایئے اور اس قدر تفکر نصیب کردیجئے کہ گناہ کے وقت اس کی سزا پیش نظر ہوجایا کرے پھر اس سے بچنے کی بھی توفیق عطا ہو۔ (آمین یارب العالمین)

****

عبادت وطاعت واعمال صالحہ سے دنیا کا نفع

1۔ اس بیان میں کہ طاعت سے رزق بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن میں سورہ المائدہ آیت نمبر 66 میں فرماتا ہے۔

ترجمہ:''اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل اور جو کچھ ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے اترا تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اور نیچے سے۔''

اوپر سے کھانا یہ کہ بارش ہوتی اور نیچے سے یہ کہ غلہ اگتا۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ احکام الٰہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔

2۔ اس بیان میں کہ طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ سورہ الاعراف آیت نمبر 96 میں فرماتا ہے کہ

ترجمہ''اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے البتہ کھول دیتے ہم ان پر پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے اور لیکن انہوں نے جھٹلایا پس پکڑ لیا ہم نے ان کو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے''۔

3۔ اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ طلاق آیت نمبر 3-2 میں فرماتا ہے کہ

ترجمہ:'جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کر دیتے ہیں اس کیلئے نکلنے کی راہ (یعنی ہر قسم کی دشواری و تنگی سے ان کو نجات ملتی ہے) اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتا اور جو بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر وہ اس کو کافی ہو جاتا ہے'

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بابرکت تقویٰ سے ہر قسم کی دشواری سے نجات ہوتی ہے۔

4۔ اس بیان میں کہ طاعت سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے۔سورۃ طلاق کی آیت نمبر 3 اور 2 یں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:'جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کر دیتے ہیں اس کیلئے نکلنے کی راہ (یعنی ہر قسم کی دشواری و تنگی سے ان کو نجات ملتی ہے) اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتا اور جو بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر وہ اس کو کافی ہو جاتا ہے''۔

5۔ اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی مزیدار ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ النحل آیت نمبر 97 میں فرماتا ہے کہ

''جو شخص عمل کرتا ہے نیک خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہو پس البتہ زندگانی دیں گے ہم ان کو زندگی ستھری''۔(یعنی بالطف ولذت) فی الواقع کھلی آنکھوں یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے لوگوں کا سا لطف و راحت بادشاہوں کو بھی میسر نہیں۔

6۔ اس بیان میں کہ طاعت سے بارش ہوتی ہے، مال بڑھتا ہے اولاد ہوتی ہے، باغ پھلتا ہے، نہروں کا پانی زیادہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ نوح آیت نمبر 12,11,10 میں فرماتا ہے کہ

ترجمہ:''تم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے تحقیق وہ بڑا بخشنے والا ہے، بھیجے گا بارش تم پر برستی ہوئی اور زیادہ کریں گا تمہارے اموال اور اولاد کو اور بنائے گا تمہارے لیے باغ اور بنائے گا تمہارے لیے نہریں''۔

7۔ اس بیان میں کہ ایمان لانے سے خیر و برکت نصیب ہوتی ہیں، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا، اللہ تعالیٰ سورہ الحج آیت نمبر 38 میں فرماتا ہے کہ

ترجمہ:''تحقیق اللہ تعالیٰ دفع کر دیتے ہیں (یعنی تمام آفات و شر کو) ان لوگوں سے جو ایمان لائے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورۃ البقرۃ آیت نمبر 257

ترجمہ:''اللہ ایمان والوں کا دوست بن جاتا ہے۔''

فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں کو قوی رکھو۔سورۃ الانفال آیت نمبر 12 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:''جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے''۔

اسی طرح ایک اور جگہ سورۃ المنافقون، آیت نمبر 8 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

ترجمہ ’’اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے عزت اور ان کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کیلئے اور ایمان والوں کیلئے‘‘۔

اللہ تعالیٰ سورہ مریم، آیت نمبر 96 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ’’بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے بہت جلد پیدا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی محبت‘‘۔

اور ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں اول فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں شخص سے محبت کرو پھر دنیا میں منادی کی جاتی ہے۔

’’یعنی مقرر کی جاتی ہے اس کے لیے قبولت دنیا میں‘ اس کی قبولیت کا بھی یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ حیوانات و جمادات تک اس شخص کی اطاعت کرنے لگتے ہیں۔

قرآن مجید کا اس کے حق میں شفا ہونا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سورۃ حم السجدہ، آیت نمبر 44

ترجمہ ’’وہ قرآن ایمان والوں کیلئے ہدایت اور شفاء ہے‘‘ اسی طرح ایمان سے تمام بھلائیاں اور نعمتیں میسر ہوتی ہیں۔

8۔ اس بیان میں طاعت کرنے سے مالی نقصان کا مدارک ہوجاتا ہے اور نعم البدل مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ الانفال آیت نمبر 70 میں فرماتا ہے کہ

ترجمہ: ’’اے نبی (خاتم النبیین ﷺ) کہہ دیجئے ان قیدیوں سے جو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے قبضہ میں ہیں اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان معلوم کریں گے تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کر دیں گے اور تمہیں بخش دیں گے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بڑا مہربان ہے‘‘۔

یہ آیت بدر کے قیدیوں کے حق میں اتری جن سے بطور فدیہ کے کچھ مال لیا گیا تھا ان سے وعدہ ٹھہرا کہ اگر تم سچے دل سے ایمان لاؤ گے تو تم کو پہلے سے بہت زیادہ مل جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

9۔ اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے روز بروز نعمتوں کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ (سورۃ ابراہیم- آیت نمبر-7) میں فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: ’’اگر تم شکر کرو گے البتہ زیادہ دوں گا تم کو‘‘

10۔ اس بیان میں کہ طاعت میں مال خرچ کرنے سے مال بہت بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ الروم آیت نمبر 39 میں فرماتا ہے کہ

ترجمہ ’’اور جو کچھ تم زکوٰۃ دیتے ہو (جس سے محض) اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہو پس یہ لوگ دوگنا کرنے والے ہیں" (’یعنی مال کو دنیا میں اور اجر کو آخرت میں)‘

11۔ اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے قلب میں ایک راحت واطمینان پیدا ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الرعد آیت نمبر 28 میں فرماتے ہیں:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

ترجمہ: ’’آگاہ ہوجاؤ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل‘‘۔

12۔ اس بیان میں کہ طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد تک کو نفع پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ الکھف، آیت نمبر 82 میں فرماتا ہے کہ:

ترجمہ: ’’(حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا) کہ میں نے جو وہ دیوار (بلا اجرت درست کردی) دو یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہتے ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان کا ایک خزانہ گڑا ہے اور ان کا باپ بزرگ آدمی تھا۔ پس آپ علیہ السلام کے رب نے چاہا کہ یہ دونوں اپنی جوانی پر پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں آپ کے رب کی رحمت سے‘‘۔

اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ان لڑکوں کے مال کی حفاظت کا حکم حضرت خضر علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ سبحان اللہ نیکوکاری کے آثار اگلی نسل میں بھی چلتے ہیں۔ آج کل لوگ اولاد کیلئے طرح طرح کے سامان، جائیداد اور روپیہ وغیرہ چھوڑ جانے کی فکر کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ کام کی جائیداد یہ ہے کہ خود نیک کام کریں کہ اس کی برکت سے اولاد سب بلاؤں سے محفوظ رہے۔

13۔ اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورہ یونس آیت نمبر 64-62 میں فرماتا ہے کہ

ترجمہ: ’’آگاہ ہوجاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ مغموم ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے۔ ان کیلئے

خوشخبری ہے۔اس دنیا میں اور آخرت میں''۔

حدیث شریف میں تفسیر وارد ہوتی ہے کہ بشریٰ سے مراد اچھا خواب ہے جس سے دل خوش ہو جائے۔مثلاً خواب میں دیکھا کہ میں بہشت میں چلا گیا یا اللہ کی زیارت سے مشرف ہوا اس طرح کا اور خواب دیکھ لیا جس سے امید کو قوت اور قلب کو فرحت ہوگی۔

14۔ اس بیان میں کہ طاعت سے فرشتے مرتے وقت خوشخبری سناتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سورہ حم السجدہ آیت نمبر 30 تا 32 میں فرماتا ہے۔

ترجمہ''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہیں پھر وہ مستقیم رہے،اترتے ہیں ان لوگوں پر فرشتے (یعنی وقت مرنے کے جیسا مفسرین نے فرمایا) کہ تم نہ خوف کرو نہ غم کرو اور بشارت سنو بہشت کی جس کا تم سے وعدے کئے جاتے تھے۔ہم تمہارے حامی و مددگار ہیں زندگانی دنیا اور آخرت میں اور تمہارے لیے بہشت میں وہ چیزیں ہیں خواہش کریں گے تمہارے نفس اور تمہارے لئے اس میں وہ چیزیں ہیں جو تم مانگو گے بطور مہمانی کے بخشنے والے مہربان کی طرف سے''

دیکھئے اس آیت میں حسب تفسیر محققین مذکورہ ہے کہ مرتے وقت فرشتے کیا کیا خوشی کی باتیں سناتے ہیں۔

15۔ اس بیان میں کہ بعض طاعات سے حاجت روائی میں مدد ملتی ہے۔اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ آیت نمبر 45 میں فرماتا ہے کہ

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط

ترجمہ''مدد چاہو (یعنی اپنے حوائج) میں صبر اور نماز سے''۔

16۔ بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے تمام مہمات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ فرما لیتے ہیں۔ترمذیؒ نے ابودرداؓ اور ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے فرمایا''اے ابن آدم میرے لیے شروع دن میں چار رکعت پڑھ لیا کر میں ختم دن تک تیرے سارے کام بنا دیا کروں گا''۔

17۔ بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے،حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا"اگر سچ بولیں تاجر اور خریدار اور ظاہر کر دیں اپنے اپنے مال کی حالت،برکت ہوتی ہے دونوں کیلئے ان کے معاملہ میں اور اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں،محو ہو جاتی ہے برکت دونوں کے معاملہ کی''۔(بخاری ومسلم)

18۔ دینداری سے بادشاہی باقی رہتی ہے۔

امام بخاریؒ نے حضرت معاویہؓ سے روایت کیا کہ سنا میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے کہ''یہ امر خلافت وسلطنت ہمیشہ قریش میں رہے گا جو شخص ان سے مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرا دے گا جب تک کہ وہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے''۔

19۔ بعض طاعات مالیہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بجھتا ہے اور بری حالت پر موت نہیں آتی۔ترمذیؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:''صدقہ بجھاتا ہے پروردگار کے غصہ کو اور دفع کرتا ہے بری موت کو یعنی جس میں خواری ہو یا خاتمہ برا ہو''۔(نعوذ باللہ)

20۔ دعا سے بلا ٹلتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر بڑھتی ہے۔

سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا''نہیں ہٹاتی قضا کو مگر دعا اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی''۔(ترمذی)

21۔ سورۃ یٰسین پڑھنے سے تمام کام بن جاتے ہیں۔

عطا بن ابی رباحؒ سے روایت ہے کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا''جو شخص سورۃ یٰسین پڑھے شروع دن میں پوری کی جاویں گی اس کی تمام حاجتیں''۔(سنن الدارمی)

22۔ سورۃ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا۔

حضرت ابن سعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا''جو شخص سورۃ واقعہ پڑھا کرے ہر شب میں نہ پہنچے اس کو فاقہ کبھی''۔(بیہقی)

یعنی جس نے سورہ واقعہ کو ہر شب پڑھا اس کو کبھی فاقہ نہ پہنچے گا۔

23۔ ایمان کی برکت سے تھوڑے کھانے میں آسودگی ہوجاتی ہے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ''ایک شخص کھانا بہت کھایا کرتا تھا پھر وہ مسلمان ہوگیا تو تھوڑا کھانے لگا۔حضور خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں"-(بخاری،حدیث نمبر 5379)

24۔ بعض دعاؤں کی یہ برکت ہے کہ بیماری لگنے یا بلا پہنچنے کا خوف نہیں رہتا۔

حضرت عمرؓ وابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جو شخص کسی مبتلائے غم یا مرض کو دیکھے تو مندرجہ ذیل یہ دعا پڑھے: ''سو وہ ہرگز اس شخص کو نہ پہنچے گی خواہ کچھ ہی ہو"۔ (ترمذی)

25۔ بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ فکریں زائل ہوجاتی ہیں اور قرض ادا ہوجاتا ہے۔حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ''ایک شخص نے عرض کیا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مجھ کو بہت سے افکار اور قرض نے گھیر لیا"، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" تجھ کو ایسا کلام بتلا دوں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تیری ساری فکریں دور کردے اور تیرا قرض بھی ادا کردے"۔اس شخص نے عرض کیا" بہت خوب" فرمایا" صبح وشام یہ کہا کر۔

اللھم انی اعوذبک مِنَ العَجزِ وَ الکَسَلِ وَ الجُبنِ وَ الھَرَمِ وَ المَغرَمِ وَ المَأثَمِ وَمِنَ الھَمِّ وَ الحُزنِ وَ البخلِ وَ غَلَبَتِہِ الرِّجالِ وَمِن اَن اُرَدَّااِلیٰ اَرذَلِ العُمُرِ

اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے یہی کیا سو میرے سارے غم وفکریں بھی جاتی رہیں اور قرض بھی ادا ہوگیا-(ابوداؤد)

****

عبادت وطاعت واعمال صالحہ سے آخرت کا نفع

1۔　سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ کی صورت مثالی درخت کی سی ہے۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "ملاقات کی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شبِ معراج میں۔ انہوں نے فرمایا کہ اے محمد خاتم النبیین ﷺ اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے اور خبر دیجئے کہ جنت ستھری مٹی والی، شیریں پانی والی ہے اور اصل میں وہ صاف میدان ہے اور اس کے درخت سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ہیں"۔ (ترمذی-مشکوۃ)

2۔　سورہ بقرہ اور آل عمران کی صورت مثالی ٹکڑیوں بادل یا پرندوں کے ہے۔نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے "لایا جائے گا قرآن مجید کو قیامت کے دن اور قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے آگے آگے ہوگی ان کے سورہ بقرہ اور آل عمران جیسے دو بدلیاں ہوں یا سیاہ سائبان ہوں ان کے بیچ میں ایک چمک ہوگی (بقول محققین یہ چمک بسم اللہ کی ہے) یا جیسے قطار باندھنے والے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہوں۔ حجت کریں گی دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کی جانب سے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے-(مسلم)

3۔　سورہ قل ھو اللہ احد کی صورت مثالی مثل قصر کے ہے۔مشکوٰۃ میں ہے سعید بن المسیبؒ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا" جو شخص قل ھو اللہ احد دس (10) مرتبہ پڑھے اس کیلئے جنت میں ایک محل تیار ہوتا ہے اور جو بیس مرتبہ پڑھے اس کیلئے دو محل تیار ہوتے ہیں اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کیلئے تین محل تیار ہوتے ہیں، جنت میں"۔حضرت عمرؓ بولے، "قسم خدا تعالیٰ کی یا رسول للہ خاتم النبیین ﷺ ت تو ہم اپنے بہت سے محل بنوالیں گے"، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا"اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ فراغت و گنجائش والے ہیں"۔(مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 2185)

4۔　عمل جاری کی صورت مثالی چشمہ کے مثل ہے۔اُمّ العلا انصاریہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان بن مظعونؓ کیلئے خواب میں ایک چشمہ جاری دیکھا اور یہ خواب حضور خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" یہ ان کا عمل ہے جو جاری ہوتا ہے ان کی لئے"-(بخاری)

5۔　دین کی شکل مثالی لباس کے ہے۔ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے کہ میں خواب میں تھا کہ لوگوں کو اپنے روبرو پیش ہوتے دیکھا کہ وہ کرتے پہنے ہیں۔کسی کا کرتہ تو سینے تک ہے کسی کا اس سے نیچے، حضرت عمرؓ جو پیش ہوئے تو ان کا کرتہ اتنا بڑا ہے کہ زمین پر گھسیٹتے چلتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا" یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" دین"-(مشکوۃ-صحیح بخاری)

6۔　علم کی شکل مثالی مثل دودھ کے ہے۔ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور خاتم النبیین ﷺ سے سنا کہ خواب میں میرے پاس ایک پیالہ دودھ کا لایا گیا ۔ میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ اس کی سیرابی کا اثر اپنے ناخنوں سے نکلتا پاتا۔پھر بچا ہوا حضرت عمرؓ کو دے دیا، لوگوں نے پوچھا" آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس کی کیا تعبیر لی"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"علم"-(مشکوٰۃ-صحیح بخاری)

7۔　نماز کی شکل مثالی مثل نور کے ہے، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ نے نماز کا ذکر فرمایا ارشاد ہوا" جو شخص محافظت کرے گا نماز پر وہ نماز اس کے لیے قیامت کے دن نور اور برہان اور نجات ہوگی"۔(مسند احمد، حدیث نمبر 10386)

8۔　صراط مستقیم کی شکل مثال پل صراط کے ہے۔امام غزالیؒ نے رسالہ حل مسائل غامضہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ ’’پل صراط پر ایمان لانا برحق ہے جو کہا جاتا ہے پل صراط باریکی میں بال کے مانند ہے یہ تو اس کے وصف میں ظلم ہے بلکہ وہ تو بال سے بھی باریک ہے اس میں اور بال میں کچھ مناسبت نہیں۔

پس جس شخص نے دنیا میں صراط مستقیم پر استقامت کی اور افراط وتفریط یعنی زیادتی و کمی کی دونوں جانبوں میں سے کسی جانب میلان نہ کیا وہ اس پل صراط پر برابر گزر جائے گا اور کسی طرف کو نہ جھکے گا۔کیونکہ اس شخص کی عادت دنیا میں میلان سے بچنے کی تھی تو یہ اس کا وصف طبعی بن گیا۔سو پل صراط پر برابر گزر جائے گا۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کارخانہ آخرت غیر منظم نہیں ہے کہ جس کو چاہا پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا اور جس کو چاہا جنت میں بھیج دیا۔ویسے تو مالک حقیقی کو یہ اختیار ہے لیکن عادت وعدہ یہی ہے کہ ’’جیسا کرو گے ویسا بھرو گے‘‘۔اس لیے قرآن پاک کے سورہ روم آیت نمبر 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: ’’اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا لیکن انسان خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے‘‘-

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر 133)

ترجمہ: ''دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کے برابر ہے جو پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے''۔

سو اگر جنت میں داخل ہونا بالکل غیر اختیاری ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی طرف دوڑنے کا حکم کیسے فرمارہے ہیں؟ یعنی اس کے اسباب اختیار میں دیئے ہیں جن پر دخول جنت حسب وعدہ آیت مرتب ہوجاتی ہے۔یعنی دخول جنت کی کچھ شرائط ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر 135-133)

ترجمہ: ''جنت ایسے پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے جو خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور جو پی جانے والے ہیں غصہ کو اور معاف کرنے والے ہیں لوگوں کو اور اللہ چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کر گزرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام، یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر فوراً یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور معافی مانگتے ہیں۔اپنے گناہوں کی اور اللہ ان کے گناہوں کو بخشتا ہے۔اور وہ لوگ اَڑتے نہیں۔اِس کام میں جو کیا انہوں نے اور وہ جانتے ہیں''۔

یہاں اللہ تعالیٰ صاف فرمارہے ہیں کہ جنت ان لوگوں کے لیے ہے جو ان اوصاف کے مالک ہیں۔سورۃ العمران، آیت 136 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُولٰئِکَ جَزَآؤُھُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ مِّنۡ رَّبِّھِمۡ وَجَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِھَا الۡاَنۡھٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَا وَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ o

ترجمہ: ''بے شک مغفرت ہے ان کے لیے ان کے رب کی طرف سے اور باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ان میں ہمیشہ رہیں گے۔یہ اجر ہے ان کے اعمال کا''۔

ایک مقام پر سورۃ البقرہ آیت نمبر 46-45 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: بے شک نماز گراں گزرتی ہے مگر ان لوگوں پر جو خشوع کرنے والے ہیں۔جن کو یہ یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرنے والے ہیں''۔

سو نماز کے آسان ہونے کے لیے یہ یقین معین ٹھہرا کہ ہمیں اپنے رب سے ملنا ہے۔

حدیث صحیح ہے کہ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور راحت ہے (یعنی نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے)۔

نیک مشورہ

جب اعمال کی صورت مثالیہ معلوم ہوچکی تو اب تمام جزا اور سزا ہمارے ہاتھ میں ہے۔

1۔ اگر چاہتے ہیں کہ جنت میں بہت درخت ہمارے حصہ میں رہیں تو سبحان اللہ و الحمد للہ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر خوب پڑھا کریں۔

2۔ اگر چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم سائے میں رہیں تو سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران تلاوت کیا کریں۔

3۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم کو جنت کا چشمہ ملے خیرات جاری کرو۔

4۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم کو آخرت میں لباس فاخرہ ملے تو تقویٰ و دین کو مضبوط پکڑو

5۔ اگر چاہتے ہو کہ جنت میں دودھ کا چشمہ ملے یا حوض کوثر سے خوب سیراب ہوں تو علم دین خوب حاصل کرو۔

6۔ اگر چاہتے ہو کہ پل صراط پر پل جھپکتے گزر جاؤ تو شریعت پر خوب مستقیم رہو۔

7۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم کو جنت میں بہت سے محل ملیں تو خوب قل ہو اللہ پڑھا کرو۔ (سورہ اخلاص زیادہ سے زیادہ پڑھا کرو)

یعنی جو نعمت چاہو اس کے اسباب اختیار کرو، وہی اسباب ان نعمتوں کی شکل بن کر ہم کو مل جاویں گے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ

ترجمہ: "بیشک اللہ وعدہ پورا کرنے والا ہے"۔ (سورہ آل عمران، آیت نمبر 9)

وَلَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

ترجمہ: "ہم نیکوں کا اَجر ضائع نہیں کرتے"۔ (یعنی پورا اجر دے گا) (سورہ یوسف، آیت نمبر 56)

اگر رب کو چاہتے ہو تو رب چاہی زندگی گزارنا سیکھ لو اور مندرجہ بالا تمام باتیں رب کے طریق ہیں اور یہ کہ جتنی طاعات ہیں سب ضروری ہیں اور جتنے سیات ہیں سب مضر۔لیکن بعض اعمال جو کہ بمنزلہ اصول کے ہیں زیادہ اہتمام کے قابل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ضروری اطاعات

(1)　علم دین کا حاصل کرنا: خواہ کتب سے حاصل کیا جائے یا صحبت سے بلکہ تحصیل کسب کے بعد بھی صحبت ضروری ہے اور صحبت ایسے لوگوں کی جو اپنے علم پر خوب عامل ہوں اور شریعت اور حقیقت کے جامع ہوں، اتباع سنت کے عاشق ہوں، توسط پسند ہوں، افراط اور تفریط سے بچتے ہوں، خلق خدا پر مہربان ہوں، تعصب اور عناد ان میں نہ ہو۔

(2)　نماز: پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھی جائے۔

(3) کم کھانا　(4) کم بولنا　(5) کم ملنا　(6) کم آنا جانا　(7) اپنا محاسبہ ہر وقت کرنا

(8) نظر ہر وقت خالق پر رہے مراقبہ　(9) توبہ استغفار کرتے رہیں۔

انشاء اللہ ان تمام امور کی پابندی سے فرمانبرداری اور اطاعت کا دروازہ کھل جائے گا۔

مغترسیات :

اب کچھ شبہات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا باعث جہل وغفلت ہے۔

1۔　ایک بڑی زبردست امید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے، کریم ہے، میرے گناہوں کی وہاں کیا حقیقت ہے؟۔اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا کے معاملے میں بھی رب کریم ہے پھر اس کے کرم کے معاملے میں بھروسہ کیوں نہیں کرتے۔ یہاں پر کسب کرنے کے بعد امید رکھتے ہیں اور آخرت کے معاملے میں کسب کے بغیر امید- یہ کیا بات ہوئی؟ جب کہ دنیا کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے محمد خاتم النبیین ﷺ ہم آپ سے روزی کموانا نہیں چاہتے۔ رزق تو ہم آپ کو دیں گے''۔(مفہوم-سورہ الذاریات، آیت نمبر 57) ہم کیا چاہتے ہیں۔وہ اس نے بتادیا ہے وما خلقت الجن و انس الا لیعبدون (سورہ الذاریات، آیت نمبر 56) یعنی دنیا میں ہم اعمال اور عبادت کے لیے آئے ہیں-توشہ تیار کرنے کے لیے آئے ہیں جبکہ آخرت کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو کچھ کہ اس نے کمایا''(مفہوم-سورہ نجم، آیت نمبر 39) اور یہ کہ ''جلد ہی انسان دیکھ لے گا کہ اس کے ہاتھوں نے کل کے لیے کیا بھیج رکھا ہے''۔(سورہ الحشر، آیت نمبر 18)

2۔　ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اتنی جلدی کیا ہے توبہ کرلیں گے۔اس جرأت پر روز روز توبہ کی توفیق کم ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ بغیر توبہ کئے مرجاتا ہے۔

3۔　حقوق العباد کی صورت میں توبہ کر لینا اللہ تعالیٰ کے روبرو کافی نہیں بلکہ صاحب حق سے معاف کروانے کی ضرورت ہے۔

4۔　ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں ہماری تقدیر ہی میں ایسا لکھا ہے۔ اگر تقدیر پر ایسا ہی بھروسہ ہے تو دنیا کے معاملات میں اس مسئلہ پر کیوں نہیں اعتماد رہتا۔ جب کوئی جان یا مال کا نقصان پہنچائے تو اس سے ہرگز عتاب نہ کریں تب بھی سمجھ لیا کریں کہ تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا۔ وہاں مسئلہ تقدیر کے منکر ہو جاتے ہیں۔

5۔　ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ قسمت میں جنت لکھی ہے تو جنت میں جائیں گے اور اگر دوزخ لکھی ہے تو دوزخ میں جائیں گے۔ محنت اور مشقت سب بے کار ہے۔ پھر ہم دنیا کے معاملہ میں کیوں تدابیر کرتے ہیں۔ ہل جوتتے ہیں، بیج بوتے ہیں، پانی ڈالتے ہیں، کاٹتے ہیں، پیستے ہیں، چھانتے ہیں، گوندھتے ہیں، پکاتے ہیں، لقمہ بنا کر منہ میں لے جاتے ہیں پھر نگلتے ہیں۔ کچھ بھی نہ کریں یعنی اگر اللہ نے زندہ رکھنا ہے تو آپ ہی آپ لقمہ بن کر پیٹ میں اتر جانا چاہیے۔ پھر کھیتی، نوکری کے کیا معنی؟

6۔　ایک دھوکا یہ ہوتا ہے کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد یا فلاں بزرگ کے مرید ہیں پس بخشنے کے لیے یہ نسبت کافی ہے۔ یاد رکھیں کہ اگر یہ نسبتیں کافی ہوتیں تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اپنی بیٹی فاطمہؓ کو یہ نہ فرماتے کہ ''فاطمہ اپنی جان کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ کفایت نہیں کرسکتا'' اور یہ کہ ''سجدوں کی کثرت کیا کرو'' ہاں ایمان اور تقویٰ کے ساتھ اگر نسبت بھی ہو تو سبحان اللہ یہ تو ''نور علیٰ نور'' ہوگا۔

7۔　کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری طاعت و اعمال کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کو تو ہماری عبادات کی ضرورت نہیں لیکن اس عبادت کی روز محشر ہمیں خود ضرورت ہوگی۔ یہ تو ایسا ہے کہ جیسے کوئی طبیب کسی مریض کو دوا بتائے اور مریض اپنی جان کا دشمن دوائی کو یہ کہہ کر ٹال دے کہ میرے دوائی پینے سے حکیم کو کیا فائدہ ہوگا؟ فائدہ تو ہمارا ہے۔ مرض سے صحت حاصل ہوجائے گی۔ اعمال صالحہ سے قرب الٰہی حاصل ہوجائے گا۔ جہنم سے نجات مل جائے گی۔

8۔　ایک شبہ بعض لوگوں کو یہ ہوتا ہے کہ ہم ریاضت اور مجاہدے سے مقام فنا تک پہنچ گئے ہیں اور اب ہمیں نماز، روزہ وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اس مقام پر ایک موٹی سی بات سمجھ لینی چاہیے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے بڑھ کر کوئی واصل ہوا نہ موحد۔ اور صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر نہ کسی نے دین کی تعلیم پائی اور نہ دین کو سمجھا۔ پس حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے خوف وخشیت وتوبہ واستغفار واجتہاد فی العمل اور اہتمام مخالفت نفس کو دیکھ کر ان شبہات کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

****

گناہوں پر جرأت

اللہ تعالیٰ نے نے قرآن مجید کی سورہ آل عمران، آیت نمبر- 31 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: ''(اے نبی خاتم النبیین ﷺ) کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا رحیم ہے''

''اللہ کی زمین فسق و فجور سے بھر چکی ہے، ہر سو گناہوں کا ایک طوفان ہے، جو تھمنے کا نام نہیں لیتا بالخصوص باغیانہ صورت، بے پردگی، بے حیائی اور فحاشی و عریانی کا سیلاب تو تمام بند توڑ چکا ہے، بہت سے گناہوں کو آج کے مسلمانوں نے گناہوں کی فہرست سے نکال ڈالا ہے، حالانکہ وہ شریعت کی نگاہ میں بہت بڑے گناہ ہیں، بڑے بھاری جرم ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے قبول کرنے اور نہ کرنے کا ایک معیار بتایا ہے، یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی کہ لوگ زبان سے ایمان کے دعوے بہت کریں گے، عشق اور محبت کے نعرے بہت لگائیں گے، مگر اُس کی بارگاہ میں کس کا ایمان قبول ہے اور کس کا دعویٰ معتبر ہے، اس لیے ایک معیار بیان فرمایا ہے، قبول کرنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ لہٰذا فیصلہ بھی اُسی کا معتبر ہوگا کہ کس کا ایمان قبول ہے اور کس کا ایمان قبول نہیں ہے؟ سو اس آیت میں قبول اور عدم قبول کا معیار بتاتے ہوئے بیان فرماتے ہیں اور اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کو حکم فرماتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ میرے بندوں میں اعلان فرما دیں اور انہیں دو ٹوک الفاظ میں سنا دیں کہ اگر تم لوگ مجھ پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہو اور مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اتباع محبوب کے بغیر کوئی ہزار دعوے ایمان کے کرے، ہزاروں بار عشق اور محبت کے دعوے کرے لیکن اُس کی بارگاہ میں یہ تمام دعوے جھوٹے ہیں۔ یہ نفاق ہے۔ معتبر صرف ایک ہی دعویٰ ہے جس کے ساتھ اتباع محبوب کی سند ہو۔ عقلی لحاظ سے دیکھیں کہ دنیا کا بھی یہ مسلمہ دستور ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان سے عشق و محبت کا دعویٰ کرے تو اس کا امتحان بھی اسی معیار سے لیا جاتا ہے کہ محبوب کا حکم مانتا ہے یا نہیں؟ اور اگر مانتا ہے تو دعوے عشق میں سچا ورنہ دنیا کا ہر عقلمند انسان اسے جھوٹا سمجھے گا اور اس کے خالی دعووں پر کوئی کان نہ دھرے گا۔ بعض اوقات دو محبوبوں کے حکم میں تصادم ہو جاتا ہے اب یہ جانچنے کے لیے کہ کس سے محبت زیادہ ہے اور کس سے کم؟ کس کی محبت غالب ہے اور کس کی مغلوب؟ یہی معیار سامنے رکھا جاتا ہے جس محبوب کی بات کو مقدم رکھے اس کی محبت میں سچا اور جس کی بات کو پیچھے رکھے اس کی محبت میں جھوٹا تصور کیا جائے گا۔ اس آیت کے مضمون پر رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے بہت سے ارشادات بھی شاہد ہیں لیکن صرف ایک حدیث کا مطلب بیان کرتے ہیں۔ رسول خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

''دنیا بھر کی محبتوں پر جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی محبت غالب نہیں آتی اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کا ایمان قبول نہیں ہوتا''۔ (صحیح بخاری)

مسلمان کا جائزہ

اب دیکھنا یہ ہے کہ آج کا مسلمان اپنے دعوائے اسلام میں کس حد تک اس معیار پر پورا اترتا ہے؟ آیا وہ دنیا بھر کی تمام محبتوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو غالب رکھتا ہے یا نہیں؟۔ اگر حقیقت کی نگاہ سے اس پہلو کو دیکھیں اور ذرا سی گہرائی میں اتر کر اس کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آئے گی کہ آج کا مسلمان نام کی حد تک یا دعووں اور نعروں کی حد تک مسلمان ہے۔ باقی رہی اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی سچی محبت اور ان کی خاطر قربانی کا جذبہ سو اس سے کوسوں دور ہے۔ کیونکہ سچی محبت کی دلیل محبوب خاتم النبیین ﷺ کا اتباع ہے اور اتباع علم کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے مسلمان پر یہ بنیادی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی کام میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس کا شرعی حکم معلوم کرے کہ اس بارے میں اللہ کا قانون کیا ہے؟۔ قانون معلوم کئے بغیر اس پر عمل کیونکر ممکن ہوگا؟۔ افسوس کہ آج کا مسلمان اپنے مالک کے قانون ہی سے نا آشنا ہے۔ اس کی زندگی کا کوئی بھی حصہ لے لیں اسے معلوم ہی نہیں کہ اس کے متعلق قرآن اور حدیث کی کیا ہدایات ہیں؟۔ جب علم ہی نہیں تو عمل کہاں سے آئے گا؟۔ قرب الٰہی کا پہلا زینہ ہی غائب ہے۔ تو آگے ترقی کے مدارج کیا خاک طے کرے گا۔ یاد رکھیے کسی قانون کی تعمیل پر ابھارنے والی چیزیں انسان کے لیے دو ہی ہوتی ہیں۔ ایک ''خوف'' دوسری ''محبت'' آج دنیا کے تمام ممالک میں برسر اقتدار حکومتوں کے قوانین نافذ ہیں اور ہر ملک کے باشندے اپنے ملکی قوانین پر سختی سے عمل پیرا ہیں کیوں؟ وہ اس لیے کہ حکومت کا ڈنڈا سر پر لہرا رہا ہے یقین ہے کہ گاڑی کہیں خلاف قانون لگا دی یا چلائی تو دھرے جائیں گے اور سخت سزا ہوگی۔ سو ڈنڈے کا خوف قانون پر عمل کرواتا ہے۔ تعمیل کا دوسرا سبب محبت ہے ہر انسان اپنے محبوب کی بات سنتا ہے اور مانتا ہے اس کی نافرمانی گوارہ نہیں کرتا۔ محبت وہ چیز

ہے جو ہر مشکل کو آسان اور ہر تلخ کو شیریں بنا دیتی ہے اور نکمے سے نکمے انسان کو بھی اٹھا کر آمادہ کار بنا دیتی ہے محبت کی یہ کرشمہ سازی صرف دین میں نہیں دنیا میں بھی پوری طرح کارفرما ہے۔ یہاں دنیا میں دیکھ لیں کوئی کسی کے عشق میں مبتلا ہے تو اس کے اشارہ ابرو کا منتظر رہتا ہے جان جوکھوں میں ڈال کر بھی اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اگر معشوق کا حکم نہ مانے یا اس کی تعمیل میں ذراسی پس وپیش کرے تو دنیا کا احمق سے احمق انسان بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ عاشق صادق نہیں اس کا دعویٰ نفاق اور خودغرضی پر مبنی ہے ورنہ بے غرض اور سچی محبت ہوتی تو محبوب کو ہر قیمت پر راضی رکھتا۔

اللہ کے خوف کا یہ مطلب نہیں کہ ظاہر میں لوگوں کے سروں پر کوئی موٹا سا ڈنڈا لہرا رہا ہو اور جو اللہ کی نافرمانی پر اتر آئے۔ قانون شکنی کرے فوراً وہ ڈنڈا حرکت میں آئے اور مجرم کے سر پر برسنا شروع کر دے۔ ایسا خودکار ڈنڈا ہو یا کسی فرشتے کی ذمہ داری لگا دی جائے کہ جونہی اللہ تعالیٰ کا قانون ٹوٹے مجرم کو پکڑ کر اس کی پٹائی شروع کر دے۔ یہ چیز تو دستور الٰہی کے خلاف ہے اس عالم میں اللہ کا یہ دستور نہیں۔ البتہ یہ حقیقت قرآن وحدیث کی نصوص سے ثابت ہے کہ ''نافرمان اور سرکش لوگ چین کی زندگی سے محروم رہتے ہیں'' اللہ تعالیٰ کی بے آواز لاٹھی ہر وقت برستی رہتی ہے اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ نے یہ حقیقت کھول کھول کر بیان کر دی ہے اور اعلان فرمایا ہے کہ نافرمان اور باغی کبھی دنیا میں سکون سے نہ رہیں گے۔ مختلف شکلوں میں عذاب کے کوڑے ان پر برستے رہیں گے اور لگاتار برسیں گے۔ جو اسے کسی وقت چین نہ لینے دیں گے ان کی زندگی کو تلخ بنا کر رکھیں گے۔ اس پر قرآن کے بے شمار نصوص موجود ہیں ترجمہ ہے: (سورۃ طہٰ، آیت نمبر 127-124)

''اور میری اس نصیحت سے جو اعراض کرے گا تو اس کے لیے تنگی کا جیا ہوگا۔ اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے قبر سے اٹھائیں گے۔ وہ تعجب سے کہے گا کہ اے میرے رب آپ نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا ہے؟۔ میں تو دنیا میں آنکھوں والا تھا۔ ارشاد ہوگا کہ تمہارے پاس ہمارے احکام پہنچتے تھے پھر تم نے ان کا خیال نہ کیا آج ایسا ہی تمہارا کچھ خیال نہ کیا جائے گا اور اسی طرح ہم ہر اس شخص کو سزا دیں گے جو حد اطاعت سے گزر گئے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے۔ اور واقعی آخرت کا عذاب بڑا سخت اور بڑا دیرپا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا دوٹوک فیصلہ سنا دیا کہ جو شخص میرا نافرمان ہوگا میرے احکام کی مخالفت کرے گا تو یقین کرلو کہ میں اس کی زندگی اس پر تنگ کر دوں گا اور سکون اس کے قریب نہ پھٹکنے دوں گا۔ مسلمان ہونے کے ناطے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے آگاہی ہمیں ہے لیکن اس دنیا نے ہمیں اپنے اندر پھنسا لیا ہے۔ ہم گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے نافرمان اور باغی لوگوں پر دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوڑے برس رہے ہیں مگر آنکھیں نہیں کھلتیں۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر کیا گزر رہی ہے؟ مصائب کے کیا کیا پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں؟ کس قدر ذلت اور رسوائی کا شکار ہیں۔ نافرمان لوگوں کے ذاتی حالات کا ایک نظر جائزہ لیجئے۔ گھر گھر میں لڑائی اور گلی گلی میں دنگا، فساد ہے، بھائی بہن، میاں بیوی، اولاد والدین باہم دست وگریباں ہیں کہیں چین واطمینان نہیں ہے۔ پوری دنیا گناہوں کی نحوست سے جہنم کدہ بن چکی ہے۔ نفسانفسی کا عالم ہے ہر شخص حیران وپریشان اور سرگرداں ہے۔

یاد رکھئے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز نہیں آجاتے اس سے محبت کا تعلق پیدا نہیں کر لیتے محبت بھی زبانی کلامی نہیں بلکہ ایسی جو اس کی نافرمانی چھڑوا دے ورنہ محبت نہیں دغا اور فریب ہے۔ جب تک ایسی محبت کا تعلق نہیں پیدا کر لیتے اس وقت تک دنیا میں کبھی بھی امن نہیں مل سکتا۔ کوئی شخص چین کا سانس نہیں لے سکتا۔ ہر طرف یونہی بدامنی، بے چینی اور بے سکونی ہی رہے گی۔ دل کا سکون درکار ہے تو اس کا نسخہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں۔ (سورۃ یونس۔ آیت نمبر-64-62)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

آیت کے شروع میں پہلا لفظ ہے اَلَا کا مطلب یہ ہے کہ گوش ہوش سے سن لو! ''خبردار'' بڑی اہم بات سنائی جارہی ہے دوسرا لفظ اِنَّ ہے۔ اِنَّ کے معنی ہیں یقینی بات۔ بے شک یعنی آگے جو بات بتائی جارہی ہے وہ یقینی اور حتمی بات ہے اس کے خلاف کبھی نہیں ہوسکتا۔ وہ بات یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے دوست ہیں یعنی اللہ کے نبی خاتم النبیین ﷺ کے سچے پیروکار ہیں۔ صرف زبان سے دوستی کا دم نہیں بھرتے بلکہ اپنے کردار اور عمل سے بھی دوست ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں محبوب کے ہر حکم پر مر مٹنے کو تیار بھی رہتے ہیں ایسے دوستوں کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ سنا رہے ہیں

لَا خَوْفٌ ''عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ''کہ یہ لوگ ہر قسم کے خوف وخطرہ سے محفوظ ہیں'' دنیا کا کوئی غم، صدمہ یا رنج وملال ان کے دلوں میں جگہ تو کیا بنائے اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ ان کے دل ہر حال میں شادومسرور اور پرسکون ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَ کَانُوْ یَتَّقُوْن اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں ’’میرے ان دوستوں کی نشانی یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد میری نافرمانی سے بچتے ہیں‘‘ کسی گناہ کے قریب بھی نہیں پھٹکتے گویا کلمہ پڑھ کر اللہ سے جو عہد و پیمان باندھ لیا اس کا پورا پورا پاس کرتے ہیں کسی قیمت پر اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ یہ ہیں سچے محب! دعوائے محبت انہی کو زیب دیتا ہے۔

لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں ’’میری طرف سے ان دوستوں کا انعام یہ ہے کہ انہیں دنیا میں بھی خوش وخرم رکھتا ہوں اور آخرت میں

بھی‘‘۔ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللہِ ’’اپنے ان دوستوں کے لیے جو ہم نے اعزاز واکرام کا یہ فیصلہ کیا ہے اس میں کبھی بھی تبدیلی نہیں آسکتی‘‘ یہ بالکل قطعی اور آخری فیصلہ ہے اس کے ساتھ ہی فرمایا۔ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہی ہے بہت بڑی کامیابی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مالک الملک فرمارہے ہیں سب سے بڑی اور حقیقی کامیابی صرف اور صرف یہی ہے۔ اس سے ہٹ کر نہ کہیں کامیابی ہے نہ ہی سکون۔

جس بندے کے دل میں اللہ کی سچی محبت جاگزیں ہو جس کی زندگی گناہوں سے پاک ہو اُسے بظاہر کوئی تکلیف بھی پہنچتی ہے تو وہ حقیقی تکلیف نہیں ہوتی۔ اس تکلیف میں بھی وہ ایک گونہ سکوں محسوس کرتا ہے۔

گناہوں پر جرأت

1۔ ڈاڑھی منڈوانا یا مٹھی سے کم کرنا یہ علانیہ بغاوت ہے۔

2۔ عورتوں کا شریعت کے مطابق پردہ نہ کرنا، آج کل اچھے خاصے دیندار لوگ بھی غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ نہیں کرتے۔

3۔ مردوں کا شلوار یا لنگی نیچے لٹکا کر ٹخنے ڈھانکنا۔

4۔ تصویر بنانا، بنوانا بلاضرورت اپنے پاس رکھنا یا اسے دیکھنا، تصویر والی مجلس میں جانا۔

5۔ ٹی وی میں ناچ گانے اور عریانی دیکھنا۔

6۔ گانا بجانا یہ صرف ایک گناہ نہیں، بہت سے گناہوں کا سرچشمہ ہے۔

7۔ سود کی لعنت، سود لینا دینا کسی بھی درجہ میں سودخوروں سے تعاون کرنا۔ سودی اداروں کو فائدہ پہنچانا، یہ سب کام قرآن و حدیث کی رو سے حرام اور موجب لعنت ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے سودخوروں کے لیے اعلان جنگ ہے۔

8۔ غیبت کرنا اور سننا یہ دونوں سخت ترین گناہ ہیں۔

بے پردگی کا سیلاب

چہرہ کا پردہ: اب ایک نئی بات سنی ’’بے شک عورتوں کو پردہ ضروری ہے مگر عورت کا چہرہ پردے میں داخل نہیں‘‘۔

سبحان اللہ! کیا کہنے اس انوکھی تحقیق کے بلکہ نئے انکشاف کے دل تو چاہتا ہے کہ شیطان کی ان سیہ کاریوں کا ایک ایک کرکے جواب دیا جائے۔ مگر بات ذرا مختصر کرنا ہے اس لیے ایک چھوٹی سی مثال لیں اور اس بات کو سمجھ لیں۔ یہ عام رواج ہے کہ جب رشتہ کرنے لگتے ہیں تو لڑکے والوں کو لڑکی کی تصویر بھیجتے ہیں، مثلاً لڑکی ٹورنٹو میں ہے اور لڑکا ہے کراچی میں تو یہاں سے لڑکی کی تصویر بھیج دیں گے سوایسے مواقع پر اگر لڑکی چہرہ کی بجائے باقی سارے جسم کی تصویر بھیج دے۔ تو بتایئے لڑکا یا اس کے والدین یہ رشتہ قبول کریں گے؟ کبھی نہیں وہ تو یہی کہیں گے۔ اصل دیکھنے کی چیز تو چہرہ ہے وہ تو ہم سے چھپالیا۔ اس تصویر کو ہم کیا کریں گے خواہ، ایسی سینکڑوں تصویریں ہوں ان کو رکھو اپنے پاس ہمیں تو چہرہ دیکھنا ہے۔ اور اگر چہرے کی تصویر تو بھیج دی باقی جسم کا کچھ بھی نہیں بھیجا تو کسی کو اعتراض نہ ہوگا، کہیں گے ہاں ٹھیک ہے ایسے ہی اگر لڑکے کی تصویر مانگی جائے مثلاً لڑکا لاہور یا اسلام آباد میں ہے اور بیگم صاحبہ ٹورنٹو میں ہے، دونوں کی شادی کرنا چاہتے ہیں لڑکے نے سر سے لے کر پاؤں تک پوری تصویر بھیج دی مگر چہرہ چھپالیا، تو لڑکی والے قطعاً قبول نہ کریں گے روبرو دیکھنے میں بھی چہرہ ہی دیکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو دنیا کی عقل تو ہے، دنیا کے معاملے میں بڑے ہوشیار ہیں لیکن دین کے معاملے میں یہ عقل کام نہیں دیتی۔ اسے ’’ریورس گیئر‘‘ لگ جاتا ہے۔ شادی کے لیے چہرہ کا دیکھنا ضروری ہے لیکن جب پردے کی بات آئے تو اب چہرہ کی کوئی اہمیت نہیں، کوئی عقل کا کورا بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا، کہ فتنہ کا مرکز چہرہ ہے اصنف کے لیے ساری کشش اور جاذبیت اسی چہرے میں ہے، سو یہ کہنا

''چہرے کا کوئی پردہ نہیں باقی سارے جسم کا پردہ ہے'' کتنی بڑی حماقت ہے، قرآن مجید میں جتنی آیات پردہ کے بارے میں آئی ہیں یہ سب کی سب چہرے سے متعلق ہیں، ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ یعنی رسول خاتم النبیین ﷺ کی پاکیزہ بیویاں جو درحقیقت پوری امت کی مائیں ہیں ان سے متعلق بھی صحابہ کرامؓ کو صاف صاف حکم ہے ''جب تم ان سے کوئی چیز پوچھنے آؤ تو پردہ کے پیچھے سے پوچھو، روبرو کھڑے ہو کر مت پوچھو''

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔ (سورۃ الاحزاب-آیت نمبر-53)

ترجمہ:۔''جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو تم پردے کے پیچھے سے طلب کرو''۔

اور ازواج مطہراتؓ سے فرمایا ''جب ضرورت کی بات کرو تو آواز میں نرمی مت پیدا کرو، کرخت لہجہ میں بات کرو''۔

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ (سورۃ الاحزاب-آیت نمبر-32) ترجمہ:۔''تو نرم لہجے سے بات نہ کرو''۔

ذرا سوچیں پوچھنے والے کون؟ صحابہ کرامؓ جن کا اتنا اونچا مقام کہ ان کے تقدس پر ملائکہ رشک کریں، اللہ کے ایسے مقبول اور برگزیدہ بندے کن سے پوچھ رہے ہیں؟۔

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی ازواج مطہراتؓ سے اور ان سے رشتہ کیا ہے؟ وہ پوری امت کی مائیں ہیں۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (سورۃ الاحزاب-آیت نمبر-6)

ترجمہ:۔"ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ نبی سے لگاؤ ہے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں''۔

''کیا پوچھ رہے ہیں؟ دین کی بات ان سب باتوں کے باوجود حکم ہوتا ہے کہ نرمی سے بات مت کرو''

یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے وہ یہ کہ کیا امہات المومنینؓ سے یہ احتمال تھا کہ نزاکت سے چبا چبا کر بات کریں گی؟ قطعاً نہیں؟ اس بات کا تو دور دور تک کوئی احتمال نہیں پھر یہ کیوں فرمایا کہ نرمی سے بات نہ کرو۔ انسان کو روکا تو اس چیز سے جاتا ہے جس کا کوئی احتمال ہو جس چیز کا احتمال ہی نہ ہو، اس سے روکنے کا کیا فائدہ؟ جواب یہ ہے کہ عورت کی آواز میں خلقۃً پیدائشی طور پر جو نرمی پائی جاتی ہے وہ بھی اختیار نہ کریں جب ضرورت سے بات کرنا پڑے تو آواز میں سختی پیدا کریں، الحمد اللہ ہمارے یہاں ایسی خواتین بھی ہیں جنہیں کبھی کسی غیر محرم سے بات کرنا پڑے تو ایسے سخت لہجے میں بات کرتی ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ عورت تو کوئی چڑیل ہے، ڈائن ہے، ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ عورت لڑ ہی نہ پڑے، غیر مردوں سے چڑیل بن کر بات کریں یہ جو حکم ہے کہ بات میں نرمی نہ اختیار کریں، اس کا مطلب یہ ہے کہ بات کرتے ہوئے آواز میں خشونت اور سختی کا لہجہ پیدا کریں۔

ایک بار مشہور نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے اس وقت امہات المومنین میں سے حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ اندر موجود تھیں، صحابی نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ان دونوں بیبیوں کو حکم فرمایا کہ ان سے پردہ کریں۔ حضرت ام سلمہؓ نے تعجب سے عرض کیا یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کیا یہ صحابی نابینا نہیں ان سے پردہ کے کیا معنی؟ تو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''کیا تم بھی نابینا ہو؟'' کیا تم انہیں نہیں دیکھ رہی ہو''۔(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 4112)

بے پردہ نظر آئیں جو کل چند بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جناب آپ کا پردہ وہ کیا ہوا ؟
کہنے لگیں کہ عقل پر مردوں کے پڑ گیا

مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا

یہ مرض بھی بہت عام ہے رسول خاتم النبیین ﷺ نے اس پر جہنم کی وعید سنائی ہے۔ یہ گناہ بھی عورتوں سے مشابہت اور نسوانیت کے شوق و رغبت سے کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد بنایا مگر ان کی عقلوں پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا یہ وبال پڑ گیا ہے کہ انہیں عورتیں بننے کا شوق ہے ایسے مردوں پر حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے۔

تصویر کی لعنت

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے میں نے طاق پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا۔ آپ خاتم النبیین

ﷺ نے جب اسے دیکھا تو پھاڑ دیا اور فرمایا'' روز قیامت سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو صفتِ خالقیت میں اللہ تعالیٰ کی نقل اتارتے ہیں''۔(صحیح مسلم، جلد 5 حدیث نمبر 5525)

جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں برکت، رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے تصویر والا تکیہ خریدا تو آپ خاتم النبیین ﷺ دروازہ پر رک گئے اندر تشریف نہ لائے میں نے عرض کیا مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی؟ میں اپنے گناہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا اس مقصد سے لیا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ لگائیں۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا روز قیامت ان تصویر سازوں کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ اپنی مخلوق تصاویر کو زندہ کر کے دکھاؤ اور بلاشبہ فرشتے ایسے مکان میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں''۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 3224)

آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا''جس شخص نے دنیا میں تصویر بنائی۔اسے روز قیامت مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے گا''۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 5541)

یہ وعیدیں ہر قسم کی تصویر سے متعلق ہیں خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی، کپڑے، کاغذ پر بنائی جائے یا درو دیوار پر۔ سکے پر نقش کی جائے یا نوٹوں پر چھاپی جائے بہر کیف یہ احادیث میں مذکورہ وعیدوں کا مصداق اور حرام ہے۔ جہاں رحمۃ العالمین خاتم النبیین ﷺ تشریف نہیں لے جاتے وہاں اللہ کی رحمت کہاں سے آئے گی؟

ٹی وی کی لعنت اور گانا بجانا

یہ ٹی وی کی لعنت جو آج گھر گھر پھیل گئی ہے۔یہ ٹی وی نہیں اصل میں ٹی بی ہے جسم و جان کے لیے بھی ٹی بی، دین و ایمان کے لیے بھی ٹی بی دنیا اور آخرت دونوں تباہ۔گانے بجانے اور سننے کے بارے میں حضرت فضیل بن عیاضؒ کا قول ہے۔'' گانا زنا کا منتر ہے'' یہ ایک گناہ نہیں بلکہ کئی گناہوں کا سرچشمہ ہے۔

سود کی لعنت

یہ بھی بہت بڑی بغاوت ہے سودی لین دین، بینک کے ذریعہ ہو یا انشورنش کمپنی کے ذریعہ، سود کھانے کھلانے کی جتنی صورتیں ہیں خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید سب کی سب قطعی حرام ہیں، جو لوگ اس گناہ میں براہ راست ملوث ہیں یا کسی بھی درجہ میں اس میں ملوث ہیں ان سب کے لیے اللہ و رسول خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے اعلان حکمَ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ آیت نمبر 278 اور 279 میں فرماتا ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

اس مقام میں پانچ مختلف انداز اختیار فرمائے۔

1۔ **اندازِ محبت:**

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو (سورۃ البقرہ۔آیت نمبر۔278)

ترجمہ:''اے ایمان والو!'' یعنی اگر ایمان دار ہو، محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو آگے مذکور حکم پر عمل کرنا پڑے گا۔

2۔ **تنبیہ:**

اِتَّقُو اللّٰہِ (سورۃ البقرہ۔آیت نمبر۔278)

ترجمہ:''ڈرو اللہ سے'' یعنی اگر دعوائے ایمان میں کچھ نقص ہے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو تو انشاء اللہ حکم پر عمل آسان ہو جائے گا۔

3۔ **حکم:**

وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا (سورۃ البقرہ۔آیت نمبر۔278)

ترجمہ''اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو''

4۔ **اندازِ محبت:**

اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ　(سورۃ البقرہ-آیت نمبر- 278اور 91)

ترجمہ:''اگر تم سچ سچ ایمان والے ہو''

حکم کو آسان کرنے کے لیے ایک بار پھر یہ بات سوچ لو کہ تم نے ایمان کا دعویٰ کیا ہے۔

5۔ **دھمکی:**

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ　(سورۃ البقرہ-آیت نمبر-279)

ترجمہ:''پس اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ سے اور اس کے رسول سے جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ''

یوں اللہ تعالیٰ نے کسی بھی بڑے سے بڑے گناہ پر اعلان جنگ نہیں فرمایا، جنگ تو صرف کافر سے ہوتی ہے۔مسلمان سے نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے سود خور مسلمان سے بھی وہی اعلان فرمایا جو کافروں کے لیے کہ اس گناہ سے باز آجاؤ، سود کھانا چھوڑ دو، ہمارے بندے بن جاؤ، ورنہ آخرت کا وبال تو ہے ہی دنیا میں بھی تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں تم سے اللہ اور اس کے رسول کا صاف صاف اعلان جنگ ہے۔

رسول خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔''سود کا ایک درہم چھتیس (36) مرتبہ زنا کرنے سے بھی بدتر ہے''-(مشکوۃ،حدیث نمبر 2825)

ایک درہم ساڑھے تین گرام چاندی کا ہوتا ہے اور فرمایا''سود میں بہتر (72) خرابیاں ہیں ان میں چھوٹی سے چھوٹی خرابی ایسی ہے جیسے کوئی اپنی سگی ماں سے بدکاری کرے''-(السلسلۃ الصحیحۃ،حدیث نمبر 1250)

غیبت کا عذاب :

غیبت کرنے اور سننے کا مشغلہ بھی ان گناہوں میں سرفہرست ہے جنہیں آج کے مسلمان نے گناہوں کی فہرست سے نکال دیا ہے، آج بدقسمتی سے یہ گناہ ہماری مجلسوں کا لازمی جز بن چکا ہے۔غیبت کے بغیر گویا محفلیں بے رونق اور پھیکی ہیں اس لیے جہاں بھی دو شخص مل کر بیٹھیں گے کسی تیسرے کی غیبت شروع کر دیں گے اور مزے لے کر کریں گے اس طرف خیال تک نہیں جاتا کہ کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں ایک تو اعلانیہ گناہ دوسرے اس کے گناہ ہونے کا احساس تک نہیں۔ گناہوں کی فہرست سے ہی اسے نکال ڈالا، اللہ تعالیٰ کا صاف صاف ارشاد ہے کہ غیبت کرنے والا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے ایک تو کسی عام انسان کا گوشت کھانا کتنا بدترین حرام ہے، پھر اپنے سگے بھائی کا گوشت اور وہ بھی مردہ بھائی۔ذرا تصور تو کریں کسی کا بھائی مر گیا، ماتم بپا ہے، گھر بھر میں کہرام مچا ہے مگر یہ درندہ چھری لے کر مردہ بھائی کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہے یہ ہے اس گناہ کی حقیقت۔

غیبت زنا سے بھی بدتر ہے :

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے **الغیبۃ اشد من الزنا** (ویلیمی) ترجمہ''غیبت زنا سے بھی بدتر ہے''۔(مشکوۃ المصابیح،حدیث نمبر 4874)

عقلی لحاظ سے غیبت کے زنا سے بدتر ہونے کی کئی وجوہات ہیں۔

1۔ غیبت حُب جاہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور زنا حُب باہ کی وجہ سے اور حُب جاہ حب باہ سے کئی گنا زیادہ مہلک ہے کیونکہ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے وہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے اور کبر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔کبریائی تو صرف اللہ کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَلَهُ الْكِبْرِيَاۗءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ　(سورۃ الجاثیہ - نمبر-37)

ترجمہ:''اور بڑائی تو صرف اسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین میں''۔

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''جنت میں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی کبر ہو'' غیبت کرنے والوں کی نظر دوسروں کے عیوب پر ہوتی ہے اسے اپنے عیوب کی طرف توجہ نہیں رہتی اس لیے ان کی اصلاح کی فکر ہی نہیں رہتی جس کی اپنے عیوب پر نظر رہتی ہے اور ان کی اصلاح کی فکر رہتی ہے وہ تو ہر وقت اسی فکر میں گھلتا رہتا ہے اور ڈوبا رہتا ہے کہ معلوم نہیں کل قیامت میں میرا کیا بنے گا؟ میرا کیا حال ہوگا اس کے دل میں تو دوسرے کا خیال آ ہی نہیں سکتا۔

دوسروں کی عیب جوئی کے ایک مریض نے ایک بار حکومت کے عہدہ داروں کے بارے میں یہ مصرع پڑھا۔

ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے۔۔۔انجام گلستاں کیا ہوگا

ہر شخص سیاسی مبصر بنا بیٹھا ہے دوسروں کے عیوب پر نظر رہتی ہے اپنے عیوب کی طرف کوئی توجہ نہیں اگر ہر شخص اپنے بارے میں یہ سوچ لیا کرے کہ میں بھی ایک شاخ کا الو ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کرلیا کرے۔

یا اللہ! میرے حالات تو ہیں الو جیسے لیکن تیری رحمت بہت وسیع ہے میرے ان حالات کو اپنے بندوں کے حالات جیسے بنادے''

زنا اور بدکاری کو ہر شخص برا سمجھتا ہے اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے لیے اس کا نام بھی سننا پسند نہیں کرتا تو غیبت جو زنا سے بھی بدتر ہے اسے کیوں برا نہیں سمجھا جاتا اور اس سے بچنے کا کیوں اہتمام نہیں کیا جاتا؟

آخرت کا مفلس

ایک بار رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا ''مفلس کون ہے؟'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ''جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو'' رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نہیں میں بتاتا ہوں کہ مفلس کون ہے؟ قیامت کے روز لوگ اس حال میں آئیں گے کہ ان کے اعمال نامے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، اشراق، چاشت، صدقہ، خیرات، غرضیکہ تمام عبادات سے بھرے ہوئے ہوں گے لیکن حساب وکتاب کا وقت شروع ہوگا تو ایک طرف سے ایک شخص کھڑا ہوگا اور کہے گا کہ یا اللہ اس نے میری حق تلفی کی ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس ظالم کی عبادات میں سے مظلوم کے نامہ اعمال میں داخل فرمادیں گے اس طرح ایک اور شخص کھڑا ہوگا اور کہے گا یا اللہ اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح اس دوسرے مظلوم کے نامہ اعمال میں بھی اسی ظالم کے اعمال صالحہ سے داخل فرمادیں گے، اس طرح بہت سے لوگ اپنے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں گے اللہ تعالیٰ ان سب کے حقوق کو اس ظالم کے اعمال اور عبادات سے پورا فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ اس کی تمام عبادات ختم ہوجائیں گی لیکن حقوق کے دعوے ختم نہیں ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو اس کے نامہ اعمال میں داخل فرمائیں گے جس کی وجہ سے وہ شخص جہنم میں داخل کیا جائے گا ''یہ ہے مفلس'' (مسلم)

حضرت لقمانؑ اپنے بیٹے کو نصیحت فرمارہے ہیں۔ ''بیٹا! نماز پڑھا کرو اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کرو اور برے کاموں سے منع کیا کرو اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کرو۔ یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے''۔ بیٹے کو تنبیہ بھی فرمادی کہ برائیوں سے روکنے پر لوگ دشمن ہوجائیں گے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں گے ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا ساتھ ہی صبر و تحمل کا نسخہ بھی بتادیا کہ اللہ کی راہ میں پہنچنے والی مصیبتیں برداشت کرنے کے لیے ہمت کو بلند کریں۔ (سورۃ العصر آیت نمبر 1-3)

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

ترجمہ: ''قسم ہے زمانے کی (یعنی زمانے کی تاریخ اور دنیا میں نیک و بد کے انجام کے واقعات شاہد ہیں) کہ انسان بڑے خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے''۔

حاصل یہ کہ دنیا و آخرت کے خسارہ و عذاب سے صرف وہی انسان بچ سکتا ہے جو چار کام کرے:

1۔ اپنے عقائد درست کرے۔

2۔ اپنے اعمال درست کرے ہر قسم کی نافرمانی سے بچے۔

3۔ دوسروں کو ترک منکرات کی تبلیغ کرے۔۔

4۔ اور اس پر جو مصائب پہنچیں ان پر صبر کرنے کی وصیت کرے۔

ایک جاہل سے جاہل مسلمان بھی جانتا ہے کہ سودخوری، شراب نوشی، غیبت، چغلخوری، موسیقی، تصویر سازی، رشوت خوری، بھتہ خوری، اور اس طرح کے دوسرے گناہ، گناہ ہیں۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ توبہ ان کی قبول ہوسکتی ہے جو نادانی میں گناہ کریں اور پھر اللہ سے رجوع کریں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آج کل مسلمان مندرجہ بالا تمام گناہ نادانی میں کرتے ہیں؟ ایک مسلمان ان گناہوں پر آگاہی رکھتا ہے کہ یہ گناہ ہیں لیکن اس کے باوجود گناہ کرتا ہے اب یہ گناہ نہیں کرتا بلکہ گناہ پر جرات کرتا ہے اور گناہ پر جرات کرنے والے کا عذاب دگنا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

قبر کے احکام

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''ہم نے مٹی سے تمہیں بنایا اور اس میں پھر سے لوٹائیں گے۔ اور قیامت کے دن اسی زمین سے دوبارہ نکال کھڑا کریں گے"۔ (سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 55)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی کہتے ہیں۔ سب سے پہلے ہابیل کی موت قابیل کے ہاتھوں ہوئی۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور اسے ایک حسلیٰ میدان میں چھوڑ دیا۔ اسے معلوم نہ تھا اس لاش کے ساتھ کیا کرے۔ اس لیے کہ دنیا میں ہابیل پہلا مردہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے دو کوئے بھیجے اور وہ قابیل کے سامنے لڑنے لگے۔ ایک کوئے نے دوسرے پر حملہ کر کے اسے مار دیا پھر اپنی چونچ سے ایک گڑھا کھودا اور مردہ کوئے کو اس میں ڈال کر گڑھے کو برابر کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک کوئے کے ذریعے انسان کو دفن کرنے کا طریقہ بتایا۔ پھر حضرت آدمؑ کی وفات تک کوئی نہ مرا۔ (کوئی فوت نہ ہوا)

حضرت آدمؑ کی وفات پر فرشتے (آدمیوں کی شکل) میں اولاد آدم کے پاس آئے۔ اور جنتی کافور اپنے ساتھ لائے اور ان کے سامنے حضرت آدمؑ کو غسل دیا اور جنتی کفن پہنایا اس کے بعد دفن کیا گیا۔ تا کہ اولاد آدم مردے کو نہلانے کفنانے اور دفنانے کا طریقہ سیکھ لے۔

قبر میں دفن کرنا مردے کے لیے اعزاز ہے:۔

1۔ قبر سے میت کی یاد باقی رہتی ہے۔ اور قبر میں دفن کرنا مسلمانوں کا اکرام ہے۔ ورنہ جانور مردے کی لاش کو گھسیٹا کرتے اور لاش ماری ماری پھرتی اور جب سڑتی اور گلتی تو لوگ اس کی بدبو سے تنگ آتے اور درندے اس کے اعضا کو گلی گلی کوچہ کوچہ لیے پھرتے اور پھر لوگ کوڑے میں پھینکواتے ناپاک جانور اور مردار خور جانوروں کی خوراک بنتے۔

2۔ دفن کرنے سے روح کا تعلق بدن سے رہتا ہے برخلاف جلا دینے کے کہ روح کا بدن سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔

3۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''بے شک آدمی کو آگ کی چنگاری پر بیٹھنا پڑے یہاں تک کہ وہ اس کے کپڑے جلا کر (کھال) تک توڑ دے اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھ جائے''۔ (مسلم شریف، صفحہ 383 حدیث نمبر 971)

شاید اس سے مراد یہ ہے کہ قبر والے کی روح اس سے اپنی توہین محسوس کرتی ہے۔

4۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے قبر پر بیٹھنے اس سے ٹیک لگانے اور قبرستان میں جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا ہے اور علماء نے اس خیال سے کہ قبروں پر پاؤں نہ آئیں قبرستان میں نیا راستہ بنانے سے بھی منع فرمایا ہے۔

5۔ قبروں پر اگنے والی تازہ گھاس نہ کاٹی جائے

6۔ جانوروں کو قبرستان میں نہ چھوڑا جائے قبرستان یا قبروں پر مکان بنا کر رہنا قبروں پر چلنا پھرنا بول و براز کرنا قبرستان میں جماع کرنا یا قبروں کو مسمار کر کے راستہ بنانا قبروں کو پاؤں سے روندتے ہوئے گزرنا سنگین جرم ہے ایسا کرنے والوں کو سخت عذاب ہوگا۔

قبر میں تمام جسم بوسیدہ نہیں ہوتے:۔

1۔ اولیاء اللہ 2۔ باعمل علماء 3۔ شہداء 4۔ اللہ کی رضا چاہنے والے طالب ثواب 5۔ مؤذن (جو صرف ثواب کی خاطر اذان دیتا ہو) 6۔ باعمل حافظ
7۔ سرحد کا محافظ 8۔ طاعون میں صبر کے ساتھ اجر چاہتے ہوئے مر جانے والا 9۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا

یہ وہ لوگ ہیں جن کے بدن قبر میں بگڑتے نہیں۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جب حافظ قرآن حفظ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھانا زمین عرض کرتی ہے کہ اے رب میں اس کا گوشت کیسے کھا سکتی ہوں؟ جب کہ تیرا کلام اس کے سینے میں ہے''۔ (کنز العمال، جلد اول، صفحہ 139)

ایصال ثواب کے لیے قبرستان جانا ضروری نہیں کیونکہ ثواب ہر جگہ سے پہنچ جاتا ہے۔ البتہ قبرستان جانے کے دوسرے فوائد ہیں مثلاً:

1۔ عام مومنین کی قبر پر جانے سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔

2۔ عزیز و اقارب کی قبر پر جانے سے عبرت کے ساتھ حق بھی ادا ہوتا ہے۔

3۔ بزرگوں کی قبر پر جانے سے برکات حاصل ہوتی ہیں۔

4۔ دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔اور آخرت کی یاد آتی ہے۔

5۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جو قبرستان میں گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر پورے قبرستان والوں کو بخشتا ہے۔تو پورے قبرستان والوں کو اس کا ثواب ہوگا۔

عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے:۔

1۔ حضرت عائشہؓ نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا ''یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ جب میں قبروں کی زیارت کروں تو کیا کہوں؟'' تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ جب تم قبروں کی زیارت کرو تو کہو اسلام علیک رحمۃ اللہ وبرکاتہ یا اہل القبور''۔(جامع ترمذی)

آپ خاتم النبیین ﷺ نے انہیں جانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ قبرستان حاضری کا ادب سکھایا۔

2۔حضرت فاطمہؓ ہر جمعہ کو اپنے چچا حضرت حمزہؓ کی قبر مبارک کی زیارت کیا کرتی تھیں۔

3۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر کی زیارت جمعہ کو کیا کرے تو اس کی مغفرت کی جائے گی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ایک دفعہ ایک قبر کے پاس سے گزرے ایک عورت وہاں بیٹھی رو رہی تھی۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا اس عورت سے ''اللہ سے ڈر اور صبر کر''۔ (بخاری شریف) یعنی اسے قبر کے پاس بیٹھنے سے منع نہیں فرمایا۔

قبر کے آداب:۔

1۔ قبر سے ٹیک نہ لگائیں۔
2۔ قبر کو تکیہ نہ بنائیں۔
3۔ قبر کے اوپر نہ چڑھیں۔
4۔ قبرستان میں راستہ نہ بنائیں۔
5۔ قبروں کو روندتے ہوئے نہ گزریں۔
6۔ قبر کو گندگی سے بچائیں۔
7۔ قبرستان میں جانور نہ چھوڑیں۔
8۔ دفن شدہ لاش کو قبر سے نہ نکالیں۔
9۔ کسی کی غضب کی ہوئی زمین میں قبر نہ بنائیں۔
10۔ قبر کے سرہانے نشانی کے لیے پتھر لگایا جا سکتا ہے۔
11۔ قبر والے سنتے ہیں پہچانتے ہیں۔سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔
12۔ قبرستان میں جانے کے بعد سب سے پہلے سلام کریں پھر کچھ قرآنی آیات تلاوت کریں پھر ایصال ثواب کریں۔

قبر کے معنی دفن کرنے کی جگہ ہے۔قبر کی زندگی برزخ کی زندگی کہلاتی ہے برزخ کے معنی پردے کے ہیں۔ یعنی مردہ نہ دنیا میں رہا اور نہ ابھی آخرت میں گیا پس پردے کی زندگی بسر کر رہا ہے۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:''میں نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تھی مجھے اس کی زیارت کی اجازت مل گئی پس تم لوگ بھی قبرستان جایا کرو اس لیے کہ یہ چیز موت کی یاد دلاتی ہے''۔(مشکوۃ،حدیث نمبر 1763 -سنن ابی داؤد،حدیث نمبر 3234 -مسند احمد،حدیث نمبر 3347)

قبروں کی زیارت سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا کرے۔(آمین)

****

ثواب وعتاب (سچے واقعات)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے" (جامع ترمذی، جلد 2، حدیث نمبر 2460)

قبر روزانہ انتہائی بھیانک آواز میں پکارتی ہے "اے آدم کی اولاد! کیا تو مجھے بھول گئی؟ میں تنہائی کا گھر ہوں، میں اجنبیت اور وحشت کا مقام ہوں، میں کیڑے مکوڑوں کا مکان ہوں، تنگی اور مصیبت کی جگہ ہوں۔ ان خوش نصیبوں کے علاوہ جن کے لئے خدا مجھ کو کشادہ اور وسیع کر دے، میں سارے انسانوں کے لئے ایسی ہی تکلیف دہ ہوں۔" (تجلیات-خواجہ شمس الدین عظیمی)

ایک بار حضرت علیؓ قبرستان میں تشریف لے گئے۔ان کے ساتھ حضرت کمیلؒ بھی تھے۔قبرستان پہنچ کر آپؓ نے ایک نظر قبروں پر ڈالی اور پھر قبر والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔"اے قبر میں بسنے والو!اے کھنڈروں میں رہنے والو!اے وحشت اور تنہائی میں رہنے والو! کہو تمہاری کیا خبر ہے؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ مال تقسیم کر لئے گئے، اولادیں یتیم ہو گئیں، بیویوں نے دوسرے خاوند کر لئے۔یہ تو ہمارا حال ہے۔اب تم بھی تو اپنی کچھ خبر سناؤ۔" پھر آپ کچھ دیر خاموش رہے،اس کے بعد حضرت کمیلؒ کی طرف دیکھا اور فرمایا "اے کمیل!اگر ان قبروں کے باشندوں کو بولنے کی اجازت ہوتی تو یہ کہتے کہ بہترین توشہ پرہیز گاری ہے۔" یہ کہہ کر حضرت علیؓ رونے لگے اور دیر تک روتے رہے۔پھر بولے۔"کمیل! قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت ہی یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔" (تجلیات-خواجہ شمس الدین عظیمی)

موجودہ زمانہ میں یہ بات عام ہوتی جارہی ہے کہ لوگ قبرستان میں سگریٹ پیتے ہیں۔لاپرواہی سے ہنسی مذاق کرتے ہیں، دنیا اور لوازمات دنیا کی باتیں کرتے ہیں جبکہ قبر آخرت کا دروازہ ہے۔اس دروازہ کو دیکھ کر آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔

انسانی زندگی مختلف واقعات اور تجربات کا مرقع ہے۔زندگی میں کوئی نہ کوئی واقعہ کوئی نیا تجربہ،کوئی بات پیش آتی ہی رہتی ہے۔کچھ واقعات تو عام ہوتے ہیں جو انسان بھول جاتا ہے۔لیکن کبھی کبھی انسان کے ساتھ ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں جو عام ڈگر سے ہٹ کر بڑے ہی عجیب وغریب اور پراسرار ہوتے ہیں۔ان واقعات میں مرنے کے بعد کی زندگی کے واقعات بھی ہیں۔انسانوں کی عبرت کے لیے اللہ تعالیٰ کبھی کبھی قبر میں ہونے والے واقعات عام لوگوں کو دکھا دیتا ہے۔

حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"تم میں عقلمند اور محتاط آدمی وہ ہے جو مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری کرے"۔(سنن ابن ماجہ،حدیث نمبر 4259)

عبرت اور موت سے پہلے تیاری کرنے کی غرض سے کچھ سچے واقعات پیش خدمت ہیں۔

1) ایدھی (ٹرسٹ) میں لاوارث لوگوں کے قبرستان میں ہونے والے تین واقعات:-

لاوارث لاشوں کو وہاں دفن کر دیا جاتا ہے۔کبھی کبھی کوئی وارث آکر میت منتقل کرنے کا اصرار کرتا ہے۔ورنہ نشاندہی کے بعد ورثا فاتحہ پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔میت کو دفنانے سے پہلے ان کی تصویر بنالی جاتی ہے تاکہ ورثہ کو دکھائی جاسکے۔

1۔ پہلا واقعہ یہ ہے کہ میت کو دفن ہوئے تین دن ہو گئے تھے ورثا نے میت کو اپنے ساتھ لے جانے پر اصرار کیا تو قبر کھودی گئی لیکن یہ دیکھ کر سب لوگ خوف زدہ ہو گئے کہ قبر کی پڑیاں اور قبر کی دیواریں تمام تندور کی طرح جل چکی تھیں۔کفن بھی جل چکا تھا- میت چونکہ جل چکی تھی اس لئے کسی نے ہاتھ لگانے کی کوشش نہ کی اور قبر دوبارہ بند کر دی گئی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے-(استغفر اللہ)

2۔ ایک قبر میں میت کو دفن کئے ہوئے غالباً 16 یا 17 دن ہو گئے تھے جب ان کے ورثاء نے میت ساتھ لے جانے کے لیے کہا اور قبر کھودی گئی تو لوگوں کو حیرت ہوئی کہ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسا کہ میت کو ابھی ابھی قبر میں دفن کیا گیا ہو(سبحان اللہ) ورثا میت کو اپنے ساتھ لے گئے۔

3۔ تیسرا واقعہ اسی قبرستان کا یہ ہے کہ ایک دن پہلے رات کو ایک نوجوان کی میت دفن کی گئی اور صبح اس کے وارث آگئے۔قبر کھودی گئی تو سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ میت پشت کے بل اوپر والی پڑیوں سے چپکی ہوئی تھی۔پڑیاں اٹھاتے ہی میت قبر میں گر گئی- پشت کی کھال اتر چکی تھی- ورثا نے قبر بند کروا دی- سب لوگوں نے دعا کی اور واپس چلے گئے-(استغفر اللہ)

2) بہاول پور کا واقعہ:-

منشی عبدالحمید قریشی بہاولپور کی معروف شخصیت تھے۔پابند صوم وصلوٰۃ اور صاحب کردار مسلمان تھے۔پاکستان بننے سے پہلے بہاول پور ریاست کے محکمہ

مالیات کے ہیڈ کلرک تھے۔ ایک سیاسی مسئلہ کے لیے ایک وفد کے ہمراہ وزیر داخلہ سے ملنے گئے۔ وزیر نے پہچان لیا اور کہا ''قریشی تم سرکاری ملازم ہوتے ہوئے سیاست میں حصہ لیتے ہو میں کل تمہیں ملازمت سے برخاست کروں گا'' قریشی صاحب نے بائیں جانب تھوکا اور کہا ''یہ رہی آپ کی ملازمت۔ اب میں آزاد شہری کی حیثیت سے آپ سے مخاطب ہوں''۔ اس کے بعد ان پر معاشی بدحالی کا طویل دور آیا جس میں انہوں نے خودداد مردمومن کا کردار قائم رکھا۔ قرآن پاک کی تعلیم سے ہزاروں بچوں کو فیض یاب کیا۔ کچھ عرصہ پہلے قریشی صاحب وفات پا گئے۔ مدفین کے تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد ان کی قبر کی کچھ اینٹیں گرنے سے قبر میں ایک سوراخ سا ہو گیا۔ ان کے گھر والوں کو اطلاع پہنچی تو بھائی اور بیٹے قبر پر گئے۔ اندر جھانکا تو چہرہ مبارک اور کفن بالکل صحیح حالت میں تھا۔ قریشی صاحب کے بھائی ان کی اہلیہ کو بھی گھر سے بلا لائے۔ انہوں نے دیکھا کہ چہرے پر تازگی کے آثار نمایاں تھے اور اسی حالت میں محو خواب تھے جیسے اٹھارہ ماہ قبل سفر زندگی کے اختتام کے وقت تھے۔

3) مردہ دفناتے ہی قبر لرزنے لگی :-

کھپالی شاہ پور (گوجرانوالہ) کے قبرستان میں گزشتہ روز دفن کی جانے والی خاتون کی قبر میں لرزش اور دھمک نے علاقے میں خوف و ہراس پھیلا دیا۔ تفصیلات کے مطابق کھپالی کی اس خاتون کو جب سپرد خاک کیا تو وہاں موجود لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ مرحومہ کی قبر لرز رہی ہے۔ اس صورت حال میں مرحومہ کے ورثا نے جماعت اسلامی کے مولانا حافظ عبید اللہ غازی سے رابطہ کیا جنہوں نے کہا قبر کشائی کر کے میت کو کسی دوسری جگہ دفن کر دیا جائے۔ لوگوں نے ان کی موجودگی میں قبر کھولنا شروع کی۔ جونہی پہلے تختے کو ہٹایا گیا قبر کے اندر کی تیز بو سے اس شخص کو قے کے دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ لوگوں نے تلاوت شروع کر دی۔ مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی اور قبر کو دوبارہ بند کر دیا گیا (نوائے وقت 24 جون 1992)۔

4) قبر تنگ ہوگئی :-

پچھلے دنوں ایوب میڈیکل کالج کے ایک پروفیسر نے بتایا کہ ان کے ایک جاننے والے فوت ہو گئے۔ متوفی کی مدفین کے وقت وہ خود موجود تھے۔ جب قبر تیار ہوگئی اور میت کو اندر رکھنے کے لیے جوتے اتارنے لگے تو کھدی ہوئی قبر بہت تنگ ہوگئی اور مردے کو اندر لے جانا ناممکن نظر آنے لگا۔ تمام لوگوں نے گورکن وغیرہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ چنانچہ قبر دوبارہ کھلی کروائی گئی مردے کو پھر جب اندر داخل کرنے لگے تو قبر پھر تنگ ہونا شروع ہوگئی۔ چنانچہ رشتہ داروں نے جلدی سے اندر دھکیل دیا۔ کیونکہ دن کا وقت تھا اور قبر کے اندر ایک بہت بڑا سانپ نظر آ رہا تھا۔ اس خوفناک منظر نے سب کے دلوں کو ہلا دیا اور لوگ دہشت زدہ جلدی جلدی قبرستان سے گھروں کو لوٹ گئے۔

5) برزخ کا سانپ:-

ہمارے مولانا صاحب تر کی گئے تھے۔ وہاں کا گورنر مر گیا۔ اس کی قبر تیار ہوگئی تو اس میں ایک بہت بڑا سانپ آ گیا۔ لوگوں نے دوسری جگہ قبر کھودوائی اس میں بھی ایسا ہی ہوا 9 مرتبہ قبر بنوائی گئی ہر مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ کسی اللہ والے کے پاس مسئلہ پیش کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا ''یہ برزخ کا سانپ ہے ساری زمین بھی کھود ڈالو گے تو یہ نہیں جائے گا''۔ چنانچہ اسی حالت میں گورنر صاحب کو قبر میں رکھا گیا کہ سانپ قبر میں موجود تھا۔ (استغفر اللہ)

6) مہاجر رحمۃ اللہ مکی :-

مولانا محمد فاضل عثمانی نے مہاجر مکی کے بارے میں لکھا ہے کہ وفات سے پہلے دل کا دورہ پڑا، ہسپتال لے گئے، فوت ہونے سے پہلے نماز پڑھنے کو کہا۔ چنانچہ تیمم کر کے نماز پڑھی اور ہاتھ جس طرح نماز کے لیے باندھے تھے وہیں بندھے رہے۔ غسل دیتے وقت بھی ہاتھ نہ کھل سکے۔ مدفین کے وقت بھی دونوں ہاتھ نماز کی حالت کی طرح سینے پر بندھے رہے اور اسی حالت میں دفن کیا گیا۔ (سبحان اللہ)

7) جھوٹی گواہی :-

کسی نے بتایا کہ میرے ایک دوست ڈاکٹر اپنے ایک جاننے والے ساتھی کی مدفین میں شریک تھے۔ متوفی کے متعلق ہر کوئی جانتا تھا کہ وہ جھوٹی گواہی دینے سے پرہیز نہیں کرتا۔ جب مدفین مکمل ہوگئی تو قبر کانپنا شروع ہوگئی۔ ہر ایک نے یہ زلزلہ محسوس کیا۔ پھر قبر سے عجیب کڑکڑاہٹ کی آواز آئی ہر ایک ڈر گیا اور کلمہ شریف اور استغفار پڑھنے لگا۔ پھر اچانک اس قبر کا رنگ تبدیل ہونا شروع ہو گیا اور قبر گرم ہونے لگی یہ گرمی سب نے محسوس کی لوگ دور ہٹ کر یہ دیکھنے لگے اور تلاوت بھی جاری رکھی، دیکھتے ہی دیکھتے قبر تندور کی طرح سرخ ہوگئی۔ لوگ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور توبہ استغفار بھی کر رہے تھے پھر سب لوگ اپنے اپنے گناہوں کی اور

متوفی کے گناہوں کی معافی مانگنے لگے اور لوگوں کو یقین کامل ہو گیا کہ قبر کی زندگی بھی ایک زندگی ہے اور قبر اعمال کی جگہ ہے۔

8) پشاور کا ایک واقعہ:-

یہ بات وہاں کے ایک بہت ہی ذمہ دار آدمی نے بتائی ہے کہ دو افغانی پشاور سے افغانستان سفر کر رہے تھے راستے میں ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ان کا رگ تباہ ہو گیا اور دونوں مر گئے۔ متوفیوں کے رشتہ داروں نے انہیں تلاش کیا لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ جب آس پاس کے لوگوں نے انتظار کے باوجود ورثہ کا کوئی سراغ نہ پایا تو میتوں کو دفن کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد متوفی کے رشتہ دار اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں رگ تباہ ہوا تھا آس پاس کے لوگوں سے پوچھ گچھ کے بعد معلوم ہوا کہ ان کے عزیز وہاں دفن ہیں۔ رشتہ داروں نے لاشوں کو لے جانے کا مطالبہ کیا اور قبر کو کھولا تو معلوم ہوا کہ ایک عزیز تو ٹھیک تھا دوسرے کی ٹھوڑی پر بچھو چپکے ہوئے تھے۔ نظارہ بہت عبرت ناک تھا لوگ کہہ رہے تھے کہ جس کی داڑھی نہ تھی اس کی ٹھوڑی پر بچھو ہیں اور ایسا ہی نظر آ رہا تھا۔ چنانچہ اس دوسری میت کو وہیں چھوڑ دیا گیا اور نکالنے کی جرات کسی نے نہ کی۔ اور پہلی میت کو نکال کر رشتہ دار اپنے ساتھ لے گئے۔

9) زکوٰۃ نہ دینے پر عذاب :-

حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”کوئی شخص جو سونے یا چاندی کا مالک ہو اور پھر اس کا حق ادا نہ کرے یعنی اس کی زکوٰۃ نہ دے تو اس سونے یا چاندی کے پترے بنائے جائیں گے اور ان کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا گویا کہ وہ خود آگ کے پترے ہیں پھر ان سے اس شخص کی کمر، پہلو اور پیشانی کو داغا جائے گا۔“
(مسلم: 2289)

اس حدیث پر پورا اترتا ہوا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

واقعہ بیان کرنے والے نے کہا ”میں پچھلے سال اپنی خالہ کے گاؤں شاہ پور گیا خالہ کے گھر کے پاس ایک موچی کی دکان تھی وہ موچی بڑا ہی ہنس مکھ انسان تھا۔ بازار آتے جاتے اس سے دوستی ہو گئی اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا۔ دو چار دن بیٹھنے کے بعد محسوس کیا کہ موچی ہر 20۔25 منٹ کے بعد اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پاس رکھے ہوئے کونڈے کے پانی میں ڈبوتا ہے۔ پہلے تو میں نے سمجھا کہ یہ چمڑے کو نرم کرنے لیے کر رہا ہے۔ مگر جب غور سے دیکھا تو اکثر اوقات چمڑے کے بغیر ہی انگلی کو ڈبو رہا تھا اور ایک عجیب چیز میں نے یہ نوٹ کی کہ جب انگلی پانی میں جاتی تو شوں کی آواز آتی تھی۔ جیسے کسی نے کوئی بہت گرم چیز (لوہے کی گرم چیز) کو پانی میں ڈبو دیا ہو۔ میں نے کئی بار موچی سے اس بارے میں پوچھا لیکن وہ ٹال گیا۔ آخر ایک دن میں نے بہت اصرار کیا تو اس موچی نے بتایا کہ اس کے محلے میں ایک نابینا حافظ رہتے تھے اور وہ حافظ صاحب اس موچی کے پاس اپنے پیسے بطور امانت رکھوایا کرتے تھے۔ کئی دن گزر گئے حافظ صاحب نہ آئے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ بیمار ہیں موچی نے کہا کہ میں نے ان کے پاس جا کر پیسوں کے بارے میں پوچھا جو تقریباً 5 ہزار روپے تھے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ اپنے پاس رکھ اور اگر میں مر گیا تو میری قبر میں میرے سرہانے رکھ دینا۔ دوسرے دن حافظ صاحب چل بسے میں ان کے کفن دفن میں شریک رہا۔ دفن کے وقت میں نے وہ تھیلی چپکے سے انکے سرہانے رکھ دی۔ رات کے وقت مجھے یہ خیال آتا رہا کہ مٹی میں 5 ہزار روپے دیمک ہی کھائے گی۔ پھر خیال آیا کہ حافظ کی وصیت تو میں نے پوری کر دی ہے اب پیسے میں نکال لیتا ہوں۔ قبر میں پیسوں کا کیا کام؟ میرے کچھ کام نکل جائیں گے۔ چنانچہ میں نے ایک ٹارچ اور کدال سنبھالی اور رات کے وقت قبرستان کا رخ کیا جب قبر میں ہاتھ ڈالا اور تھیلی اٹھائی تو مجھے حیرت ہوئی کہ تھیلی خالی تھی میں نے ٹارچ کی روشنی میں میت پر نظر ڈالی تو عجیب منظر دیکھا وہ تمام روپے حافظ کے جسم پر اس طرح بکھرے پڑے تھے کہ حافظ کا جسم ان روپوں سے ڈھک گیا تھا۔ میں نے قبر بند کر کے واپس آنے کی ٹھانی، مگر یکدم دل نے کہا ایک نوٹ تو لے لے، ڈرتے ڈرتے اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے ایک نوٹ جسم سے پرے سرکانے کی کوشش کی۔ ایک دم ایک شدید قسم کی جلن اور چبھن پیدا ہوئی یوں لگا جیسے انگلی کو کسی بچھو نے کاٹ لیا ہے، ڈنک مارا ہے۔ شدت تکلیف میں میں نے جلدی سے ہاتھ باہر نکالا اور قبر کو بند کر دیا۔ گھر آنے کے بعد میں سخت بیمار رہا۔ جب ٹھیک ہوا تو انگلی کے درد و چبھن میں کوئی افاقہ نہ ہوا میں نے بہت ڈاکٹروں کو دکھایا بہت پیسے خرچ کئے لیکن پھر میں نے دیکھا کہ انگلی کو پانی میں ڈبونے سے اس کی جلن اور چبھن میں کچھ کمی آ جاتی ہے اس لیے یہ عمل دن رات کرتا رہتا ہوں“۔ جب میں نے موچی کی انگلی کو چھوا تو وہ واقعی بہت گرم تھی اور اس کے چھونے سے میرے ہاتھ میں بھی کافی دیر تک جلن ہوتی رہی۔ اس عجیب داستان نے مجھے بہت خوف زدہ کر دیا۔

10) دمشق کے ایک عالم دین کا ایک واقعہ :-

دمشق کے ایک عالم دین نے ایک سچا واقعہ بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ " ہمارے ہاں دمشق میں وحدان کا قبرستان ہے جو سب کو معلوم ہے- اس میں اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہ، علماء کرام رحمتہ اللہ علیہ، مجاہدین رحمتہ اللہ علیہ ہیں- اس میں شہداء کرام ہیں- یہ دمشق کا ایک مشہور قبرستان ہے- دمشق میں رہنے والا ہر شخص اس قبرستان کو جانتا ہے- ایک گورکن اس قبرستان میں مردے دفن کیا کرتا تھا- ایک دن اس کے پاس ایک عورت آئی اور ایک قبر کھدوانے کو کہا اور جب قبر تیار ہوگئی تو وہ چلی گئی۔

گورکن نے قبر کھود کر تیار کردی تھی- گورکن کا کہنا ہے" کچھ دیر کے بعد جنازہ آ گیا لیکن اس کے جنازے میں زیادہ آدمی نہ تھے صرف چند آدمی تھے "- جنازے کے صندوق کو زمین پر رکھا گیا- نماز جنازہ پڑھانے کے بعد گورکن خود ہی قبر میں اترا اور میت کو لوگوں نے اسے پکڑایا- گورکن نے میت کو قبر میں رکھا ہی تھا کہ قبر کھل گئی- وہ جنت کا باغ بن گئی- گورکن قبر میں تھا- یہ صرف گورکن ہی کو نظر آیا-

گورکن نے پھر دیکھا کہ دو آدمی ایک گھوڑے پر سوار ہوکر آئے، میت کو اٹھایا اور چلے گئے- قبر کے گرد لوگوں کو کچھ بھی نظر نہ آیا- بس گورکن نے یہ سب کچھ دیکھا اور دیکھتے ہی بے ہوش ہوگیا- لوگوں نے گورکن کو باہر نکالا، اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے، اور گورکن کو ہوش میں لے کر آئے- اس کے بعد اردگرد کے لوگوں نے پوچھا" کیا ہوا" ؟ تو گورکن نے کہا" میں نے ایک بہت ہی عجیب وغریب بات دیکھی ہے۔ میں نے یہ دیکھا کہ قبر کھلی اور جنت کا باغ بن گئی- پھر دو آدمی گھوڑے پر سوار ہوکر آئے اور میت کو لے گئے "۔ لوگ حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے- بہر حال اس کے بعد وہ لوگ اور وہ عورت اس بات کو وہم قرار دے کر چلے گئے-

گورکن نے بتایا کہ " کچھ مہینوں کے بعد وہ عورت پھر آئی اور مجھے ایک قبر کھودنے کو کہا- میں نے قبر کھودی اور تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک جنازہ آیا- اس جنازے کے ساتھ بھی بہت تھوڑے سے لوگ تھے "- گورکن نے کہا کہ " میں قبر میں اترا اور میں نے جنازہ کو جونہی قبر میں رکھا- قبر پہلے کی طرح کھل گئی اور جنت کا باغ بن گئی- اور پھر ایک بہت تندرست اور خوبصورت گھوڑے پر دو آدمی آئے اور اس میت کو اٹھا کر لے گئے "- اس مرتبہ گورکن بے ہوش نہیں ہوا- اس نے پورے ہوش وحواس سے سب کچھ دیکھا- قبر بند کی گئی-

دعا کے بعد جب لوگ رخصت ہوئے تو گورکن چپکے چپکے اس عورت کے پیچھے جانے لگا- ایک مقام پر پہنچ کر اس نے عورت کو مخاطب کر کے کہا" آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے آئیں ہیں" ؟ اس نے جواب دیا" میں جو بھی ہوں مجھے اسی تکلیف میں رہنے دو"- گورکن نے اصرار کیا کہ " اپنے بارے میں کچھ تو بتائیں؟ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ اور آپ کہاں سے آئیں ہیں" ؟ اس نے کہا" میرے دو بیٹے تھے اور وہ فوت ہوگئے "- میں نے کہا کہ " پہلی میت بھی آپ ہی کی تھی" ؟ اس عورت نے کہا" ہاں! لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ؟ اس نے کہا" میں نے دونوں میتوں کو قبر میں رکھا اور میں نے دیکھا کہ ان کو قبر میں رکھتے ہی قبر کھل گئی، جنت کا باغ بن گئی، پھر دو فرشتے آئے اور میت کو لے گئے- دونوں کے ساتھ ایک ہی معاملہ ہوا- یہ دونوں کیا کرتے تھے" ؟ عورت نے کہا" پہلا طالب علم تھا- علم حاصل کر رہا تھا اور دوسرا ترکھان تھا جو اس کا بھائی تھا وہ طالب علم کی تعلیم کا خرچہ اٹھا رہا تھا- یہ دونوں میرے بیٹے تھے "۔ یہ کہا اور وہ عورت واپسی کے لئے مڑ گئی-

اس گورکن نے یہ حالات دیکھے اور عورت سے یہ جواب سنا تو قبرستان چھوڑ کر مسجد میں آ گیا-

اس عالم کا کہنا تھا" میرے دادا، پردادا، میرے والد غرض ہمارے بزرگوار سب اسی مسجد میں کام کرتے تھے- (خدمت کرتے تھے-) اس گورکن کی حاضری کے وقت ہمارے دادا وہاں موجود تھے- گورکن ان کے پاس آیا اور کہنے لگا" میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں"- انہوں نے کہا کہ " آپ کی عمر 45 یا پچاس سال ہوگئی ہے اب آپ علم حاصل کرنا چاہتے ہیں- پہلے کہاں رہے؟ ساری عمر کن کاموں میں گزار دی؟ پہلے یہ خیال کیوں نہ آیا؟ ساری عمر بھولے رہے اب علم حاصل کرنا چاہتے ہو" ؟ اس پر گورکن نے تمام واقعہ کہہ سنایا کہ میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے جس کی وجہ سے میں بھی علم حاصل کرنا چاہتا ہوں- یہ سن کر میرے دادا نے کہا" اللہ پر توکل کرو اور شروع کرو- اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا"- انہوں نے پڑھنا شروع کیا- وہ جو کتابیں پڑھتے انہیں فوراً یاد کر لیتے اور آخر کار وہ ایک عالم بن گئے- ان کا شمار بڑے علماء میں ہوتا ہے- ان کا نام شیخ عبدالرحمن حفار ہے- پھر ان کا نام دمشق کے بڑے بڑے علماء میں شمار ہونے لگا-

ان کے بعد ان کے تمام خاندان والوں نے علم حاصل کیا اور حاصل کرتے رہے- ان میں سب سے آخیری عالم دین شیخ عبدالرزاق حفار تھے- یہ بھی دمشق کے بڑے عالموں میں سے تھے-

یہ واقعہ اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ طالب علم کے ساتھ ان کا رب یہ سلوک کرتا ہے- اللہ تعالیٰ نے طالب علم اور طالب علم کا خرچہ برداشت کرنے والے دونوں کے ساتھ

ایک ہی سلوک کیا-

11) خدمت خلق (ڈاکیا):-

اکیسویں شب کا چاند تھک ہار کر غروب ہو چکا تھا- چاروں طرف گھپ اندھیرا تھا- شیشم، سفیدے اور کیکر کے طویل قامت درخت بھوتوں کی طرح مجھے گھیرے ہوئے تھے- میں چیچہ وطنی کے تاریک جنگل میں بھٹک رہا تھا- آس پاس کوئی سڑک یا پگڈنڈی نہیں تھی- اس لئے میں سمت کا تعین نہیں کر پا رہا تھا- نہ ہی منزل کا سراغ ہاتھ آرہا تھا- پیاس سے میری حالت غیر ہو رہی تھی- پپڑی جمے ہونٹوں پر صرف یہی دعا تھی: "یارب اھدنا الصراط المستقیم"

دور سے کہیں ریل کی کوک سنائی دی- پرسکون ویرانے میں اس سے زیادہ خوبصورت آواز نہ تھی- حوصلہ ہوا کہ میں اللہ کی اس زمین پر تنہا نہیں ہوں- برسوں سے بھٹکتا ہوا مسافر ہوں- رب تعالیٰ مجھے منزل تک ضرور پہنچائے گا- کچھ ہی دیر میں ریل کا شور سنائی دیا- گاڑی کافی دور سے گزر رہی تھی- میں نے آواز کی سمت میں کان لگا دیئے- پھر خوب جانچ کر اس جانب قدم بڑھا دیئے- کانٹے دار جھاڑیوں سے اُلجھتے اُلجھتے بالآخر ایک ٹوٹی ہوئی پگڈنڈی آ ہی گئی- تاروں کی لو میں گرتا پڑتا میں اس پر چلتا رہا- میں نصف گھنٹہ چلا تھا کہ کسی بس یا ٹرک کا ہارن سنائی دیا- شاید سڑک اسی طرف تھی- گیدڑوں کا ایک غول اچانک ہی جھاڑیوں سے نکل کر سامنے کے درختوں میں گم ہو گیا-

مزید چلنے کی اب مجھ میں ہمت نہ تھی- میں ایک طرف کو بیٹھنے ہی والا تھا کہ اچانک پھر ریل گاڑی کی کوک سنائی دی- اس بار ٹرین زیادہ دور سے نہ گزر رہی تھی- اندازاً نصف کلومیٹر کا فاصلہ تھا- میں نے دوبارہ ہمت پکڑی اور آہستہ آہستہ چلتا رہا- نصف کلومیٹر چلنے کے بعد بالآخر اس خوفناک جنگل کا خاتمہ ہوا اور میں پٹڑی پر آ گیا- پٹڑی کے ساتھ ساتھ پختہ سڑک چل رہی تھی- شاید یہ جی ٹی روڈ تھا- رات کے اس حصے میں سڑک بھی بالکل سنسان پڑی تھی- میں نے سڑک پار کی تو گھنے درختوں کے نیچے پانی کی ایک جھلک نظر آئی- یہ نہری پانی کی ایک کھال تھی- میں اس کے کنارے جا بیٹھا- پہلے وضو کیا پھر جی بھر کر گدلا پانی پیا اور رب تعالیٰ کا لاکھ لاکھ کرادا کیا- کچھ دیر ستانے کے بعد میں اُٹھ کھڑا ہو- جسم کی توانائی بحال ہو چکی تھی- میں اللہ کا نام لے کر سڑک پر اندازاً مغرب کی سمت چل پڑا- تھوڑا آگے گیا تو بائیں طرف ایک پلیا نظر آئی- یہاں سے ایک کچی سڑک جنوب کی طرف جا رہی تھی- میں نے وہی پکڑی اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے چلتا رہا- نہ جانے کتنی دیر یوں ہی چلتا رہا- بالآخر وہ کچی سڑک ایک گاؤں میں داخل ہوگئی- گاؤں میں ہر طرف خاموشی کا راج تھا- شب بھر بھونکنے والے کتے بھی تھک ہار کر سو چکے تھے- وہ کچی سی سڑک ایک چوک پر جا کر ختم ہوگئی- قریب ہی ایک مسجد تھی اُس کا مرکزی دروازہ بند پڑا تھا- فجر کی آذان میں شاید ابھی کچھ وقت باقی تھا- میں نے لکڑی کے دروازے کو ذرا سا دھکیلا تو وہ کھلتا ہی چلا گیا- دل کو تسلی ہوئی کہ ٹھکانہ تو میسر آ گیا- صحن کا بلب روشن تھا اور ایک ضعیف العمر بابا وہاں تہجد پڑھنے میں مشغول تھا- میں نے قرآن پاک اٹھایا اور پھر قرآن پاک رکھنے کے لئے رحل وغیرہ تلاش کرنے لگا- جب کچھ نظر نہ آیا تو میں نے قرآن پاک کو اپنی گود میں رکھ لیا- تھکاوٹ سے بدن چور تھا وہیں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے دو نفل ادا کئے- پھر آنکھیں بند کر کے رب سائیں کو چھٹی لکھنے لگا:

"رب سائیں تجھے میں نے بہت چھٹیاں لکھیں- آج پہلی بار ایک پارسل بھیجنے کی جسارت کی ہے- اس پارسل میں ایک شاہ ہے اور تو جانتا ہے کہ وہ کتنا ظالم شاہ ہے- تو یہ بھی جانتا ہے کہ میرا اُس کو مارنے کا کوئی ارادہ نہ تھا- میں نے تو بس اپنی جان بچائی ہے- تیری حکمت ہے کہ کبھی چڑیوں کے پیچھے باز لگا دیتا ہے- کبھی چڑیوں کے ہاتھوں باز مروا دیتا ہے- تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے میری جان بچائی اور اس ظالم کو نیست و نابود کیا جو یقیناً تیری زمین پر بہت بڑا بوجھ تھا- میں پھر استغفار کرتا ہوں اور اپنی تمام تر بری خواہشات اور شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں- رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنزَلتَ اِلَیَّ مِن خَیرٍ فَقِیرٌ "ہر اس خیر کا طلب ہوں جو تو مجھے عطا کرے"- (سورہ القصص، آیت نمبر 24)

اس کے بعد میں پرسکون ہو کر بیٹھ گیا اور آنکھیں موند لیں- ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ کندھے پر کسی نے دست شفقت آن رکھا- سر اُٹھا کر دیکھا تو وہی تہجد گزار بابا میرے سر پر کھڑا تھا- کہنے لگا:

"چڑیوں کے ہاتھوں صرف باز نہیں مرواتا- کبھی کبھی ہاتھی بھی مروا دیتا ہے"- میں نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا- اُس کی عمر تقریباً اسی برس کے قریب تھی- سفید براق داڑھی، سر پر پرانا سا پٹکا، صاف ستھرا سفید کرتا اور نیچے نیلے رنگ کی تہمند- مجھ پر خوف طاری ہو گیا- میں نے سہم کر کہا" آپ نے میری دعا سن لی"؟ وہ ہنس کر بولا" دعائیں تو صرف رب تعالیٰ ہی سنتا ہے- ہاں جب تیری چھٹی وہاں پہنچی تو ہم اُس کی بارگاہ میں کھڑے تھے"- میں نے کہا" پھر تو یقیناً آپ اللہ کے ولی ہیں"- وہ میرے پاس بیٹھتے ہوئے بولے" میں تو نوکر ہوں اُس کا- اگر تو راوی پار سے آیا ہے تو تیرے لئے بھی ایک نوکری ہے"- میں نے حیرت سے پوچھا" آپ کیسے جانتے ہیں کہ میں

کہاں سے آیا ہوں"؟وہ مسکرایا-میں نے پھر کہا" نوکری! کیسی نوکری"؟وہ ہنس کر تو بولا" اُس کی نوکری جسے تو خط لکھتا ہے-جسے تو چھٹیاں بھیجتا ہے--پہلا عاشق دیکھا ہے کہ محبوب پاس ہے اور پھر بھی چھٹیاں لکھے جارہا ہے"-میں نے کہا" کیا کروں بابا؟ جب بہت ہی مایوس ہو جاتا ہوں تو چھٹیاں لکھنے بیٹھ جاتا ہوں-اُس کی مرضی ہے جواب دے یا نہ دے"-وہ میری پیٹھ تپتپا کر بولا" تیری تمام چھٹیوں کے جواب آئے ہوئے ہیں پتر--دیکھ تیری گود میں پڑے ہیں"-میں نے یقین سے گود میں رکھے ہوئے قرآن پاک کو دیکھا اور نا سمجھی میں سر ہلا دیا-اُس نے میری گود میں رکھے ہوئے قرآن پاک کو اٹھایا اور بولے:

"یہ صرف دم درود اور جن بھوتوں کو بھگانے والی کتاب نہیں ہے-یہ رب تعالی کی لکھی ہوئی چھٹی ہے انسان کے نام-لوگ اس کو کپڑے میں لپیٹ کر طاق میں دھر دیتے ہیں-پھر جب کوئی تکلیف آتی ہے تو اُس کے سامنے شکوے کھول کر بیٹھ جاتے ہیں-اسے ترجمے سے پڑھا کر-جوں جوں سمجھ آئے گا تیرے ہر خط کا جواب تجھے ملتا جائے گا"-میں نے کہا" میں ضرور پڑھوں گا بابا جی--ترجمے کے ساتھ پڑھوں گا-بابا جی کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کا عہدہ کیا ہے؟ آپ غوث ہیں، قطب ہیں یا خواجہ"؟وہ ہنس کر بولے" عہدہ پوچھ کر کیا کرے گا"؟ پھر مجھے دیکھتے ہوئے بولے" یہ عہدے تو دنیا والوں نے گھڑ رکھے ہیں-فلاں قطب--فلاں غوث ہے--اصل میں تو سب نوکر ہیں اُس ذات کے-کوئی وڈا نوکر ہے کوئی نکا نوکر-غلام رسول نام ہے میرا-بابا ڈاکیا کہتے ہیں لوگ مجھے"-

پھر وہ بزرگ چوکڑی مار کر میرے سامنے بیٹھ گئے اور بولے" تیس سال سے اس گاؤں میں ڈاک تقسیم کر رہا ہوں-خط، منی آڈر، چھٹیاں، رجسٹریاں-گرمی، سردی، دھوپ، بارش ہر آن یہ ڈیوٹی نبھائی-یہاں ایک غریب بڑھیا رہتی تھی-ست جوائی نام تھا اُس کا-ایک ہی بیٹا تھا اُس کا جو شہر میں نوکری کرتا تھا اور اُسے ہر مہینے منی آڈر بھیجا کرتا تھا-وہ لڑکا باغی ہو گیا-وہیں شہر میں شادی کر لی اور ماں کو بھول گیا-ست جوائی رُل گئی-ہر مہینے مجھ سے پوچھتی" نور محمد کا منی آرڈر آیا ہے"؟ میں جھوٹ ہی کہہ دیتا" ہاں جی آیا ہے-پھر ہر ماہ کچھ پیسے نکال کر (اپنی تنخواہ میں سے) اُسے دے دیتا اور جھوٹ موٹ کا انگوٹھا لگوا لیتا-جب تک وہ زندہ رہی اسی طرح کرتا رہا-بس اتنی سی بات پر رب سائیں نے نوکر رکھ لیا-اچھی بھلی تنخواہ دیتا ہے ضرورت سے زیادہ-واپس اُس کے بینک میں ڈال دیتا ہوں"-پھر مجھے دیکھتے ہوئے پوچھا" تو اُس کی نوکری کرے گا؟ ایک سیٹ آج ہی خالی ہو رہی ہے"-میں نے حیرت سے اُنہیں دیکھا" کیا نوکری ہے بابا جی"؟" مخلوق کی خدمت-اُس کے کُنبے کا خیال رکھنا-بس یہی نوکری ہے-اُس کے بہت کم لوگ یہ نوکری کرتے ہیں-اور جو کرتے ہیں بھلے میں رہتے ہیں-یہاں سے اوپر آسمانوں میں اُن کا بینک ہے-بے شمار لوگوں نے وہاں اکاؤنٹ کھول رکھے ہیں-ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی سب کے اکاؤنٹ ہیں وہاں-اُن کے بھی ہیں جو اُسے مانتے ہی نہیں ہیں-لیکن سب کو برابر نفع دیتا ہے-ستر گناہ نفع--دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی"-میں نے مایوسی سے کہا" میرا اکاؤنٹ کیسے کھل سکتا ہے بابا جی؟ میرے پاس تو پھوٹی کوڑی نہیں ہے"-وہ بولا" جو شخص دوسروں کا دکھ درد محسوس کرتا ہے-اُس کا اکاؤنٹ آپو آپ ہی کھل جاتا ہے-تم اُس کی مخلوق کا درد رکھتے ہو-بس ٹوٹے دلوں کو ڈھارس دو-وہ رزق بڑھا دے گا-پھر جو منافع ملے اُس کے نام پر لٹا دینا-وہ اور زیادہ دے گا-یوں منافع کا یہ چکر چلتا رہے گا"-پھر کچھ دیر رک کر کہا" باقی یہ کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج یہ صرف اشٹام ہیں تیری مسلمانی کے-لوگ اشٹام تو لئے پھرتے ہیں پر اکاؤنٹ خالی ہیں"-پھر اپنی گردن ہلائی اور کہا:" پتر اصل زر تو انسانیت کی خدمت ہے"-

اس دوران مؤذن نے فجر کی آذان دی-بابا جی نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور فجر کی سنتیں ادا کرنے کے لئے اگلی صف میں جا کر کھڑا ہو گیا اور سنتیں پڑھنے لگا-نماز کے بعد میں کافی دیر بیٹھا رہا کہ شاید بابا سے دوبارہ ملاقات ہو جائے لیکن وہ نہ آیا-شاید خاموشی سے چلا گیا تھا-آہستہ آہستہ نمازی بھی جاتے رہے اور پھر مسجد خالی ہو گئی-میں سکون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا-سٹ بھر کا جاگا ہوا تھا-میری آنکھ لگ گئی-پھر نہ جانے کتنی دیر تک سوتا رہا-پھر اچانک محسوس ہوا جیسے کسی نے مدد کے لئے پکارا ہے-میری آنکھ کھل گئی-آواز باہر سے آرہی تھی-میں نے باہر آکر دیکھا تو ایک نوجوان وضو خانے کے پاس گرا پڑا تھا-میں اُس کی مدد کو آگے بڑھا-وہ بولا" مجھے بس میری بیساکھیاں پکڑا دو-وضو کرتے ہوئے گر گیا ہوں"-میں نے اس کو بیساکھیاں پکڑائیں اور پوچھا" تمہیں کیا ہوا ہے"؟وہ بولا گھٹیا کا مریض ہوں-نماز کو دیر ہو رہی تھی-وضو کرنے لگا تو پاؤں پھسل گیا-اللہ کا شکر ہے کوئی چوٹ نہیں آئی"-میں نے اُس کو سہارا دیا اور مسجد کے اندر لے آیا-پھر اُس کو نماز والی کرسی پر بٹھا کر کہا" سورج نکلنے میں دس پندرہ منٹ باقی ہیں-آرام سے پڑھ لو-میں اللہ سے تمہاری صحت یابی کی دعا کرتا ہوں"-وہ نوجوان نماز پڑھ چکا تو میں اُس کے قریب گیا اور کہا" آنکھیں بند کر کے درود شریف پڑھو"-اُس نے میرے کہنے پر عمل کیا اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا-میں اُس کے گھٹنوں پر دم کرتے ہوئے ہاتھ پھیرتا رہا اور سورہ فاتحہ پڑھتا رہا-تھوڑی دیر کے بعد میں نے کہا" آنکھیں کھولو-اب تم بالکل ٹھیک ہو-گھٹنوں پر آہستہ آہستہ وزن ڈالو اور کھڑے ہونے کی کوشش کرو"-وہ بولا" نہیں گر جاؤں گا"-میں نے کہا" ان شاء اللہ! بالکل نہیں گرو گے یقین رکھو"-اُس نے کوشش کی اور آہستہ آہستہ کھڑا ہو گیا-پھر حیرت سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا" درد تو بالکل نہیں ہو رہا ہے-آپ ہاتھ پکڑ لیں-میں

چلنے کی کوشش کرتا ہوں" - میں نے کہا" ہاتھ پکڑنے کی اجازت نہیں ہے - اب تم بالکل ٹھیک ہو - بیساکھیاں ادھر ہی چھوڑ دو اور گھر چلے جاؤ" - وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے ڈر ڈر کر چلنے لگا - میں نے اُس کی پیٹھ پر تھپکی دی اور کہا" ہاں چلو -- چلو -- شاباش --- شاباش" - اُس نے قدم بڑھائے اور قدرے بہتر چلنے لگے - پھر مجھے مڑ کر حیرت سے دیکھا اور مسجد سے باہر نکل گیا -

سورج نکل آیا تھا - میں نے وضو کر کے اشراق پڑھی اور وہیں مسجد کی صف پر لیٹ گیا - ابھی آنکھ لگی ہی تھی کہ سپیکر کی ٹھک ٹھک سے میری آنکھ کھل گئی - خادم مسجد مائک تھامے ایک ضروری اعلان کر رہا تھا" غلام رسول ڈاکیا رضائے الٰہی سے وفات پا گیا ہے - جنازے کا اعلان بعد میں کیا جائے گا" -

اب سونا فضول تھا - بابا غلام رسول اپنی سیٹ چھوڑ کر رب کی جنتوں میں جا چکا تھا - اب اُس سیٹ پر مجھے بیٹھنا تھا - یہ نوکری مجھے ہی کرنی تھی - ایک ایسی نوکری جسے موت تک مجھے بخوشی نبھانا تھا - یہ میری خوش قسمتی تھی - یہ رب کا کرم تھا مجھ پر -

12) اِنَّ بَطشَ رَبِّکَ لَشَدِیدٌ :- (بے شک اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی سخت ہے)

1970 اور 1980 کی دھائی میں اس کی شہرت اور دولت کا اتنا چرچا تھا کہ شہزادیاں اور شہزادے ان کے ساتھ ایک کپ کافی پینا اپنے لئے اعزاز سمجھتے تھے۔

وہ کینیا میں موجود اپنے وسیع و عریض فارم ہاوس میں چھٹیاں گزار رہے تھے ان کی کم سن بیٹی نے آئیسکریم اور چاکلیٹ کی خواہش کی انہوں نے اپنا ایک جہاز 747 بمع عملہ پیرس بھیجا جہاں سے آئیسکریم خریدنے کے بعد جنیوا سے چاکلیٹ لیکر اسی دن جہاز واپس کینیا پہنچا۔

اس کے ایک دن کا خرچہ 1 ملین ڈالرز تھا۔لندن، پیرس، نیویارک، سڈنی سمیت دنیا کے 12 مہنگے ترین شہروں میں اس کے لگژری محلات تھے۔اسے عربی نسل گھوڑوں کا شوق تھا دنیا کے کئی ممالک میں اس کے خاص اصطبل تھے۔اس کی دی ہوئی طلاق آج تک دنیا کی مہنگی ترین طلاق سمجھی جاتی ہے جب اس نے 875 ملین ڈالر اپنی امریکی بیوی کے منہ پر مارے اور اسے طلاق دی۔شراب اور شباب اس کی کمزوری تھی -

یہ شخص عدنان خاشقجی (پورا نام عدنان بن محمد بن خالد خاشقجی) ایک ترک نژاد سعودی تھا۔اس کے والد محمد خاشقجی ایک طبیب تھے جو شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود کے ذاتی معالج تھے۔

عدنان خاشقجی اسلحے کا بہت بڑا سوداگر تھا - یہ 25 جولائی 1935 میں سعودی عرب میں پیدا ہوا - مختلف ملکوں کے درمیان وہ اسلحے کی ڈیل اور معاہدے کراتا تھا،سعودی عرب اور برطانیہ کے درمیان اس نے 20 ارب ڈالر کے معاہدے کرائے۔عدنان خاشقجی نے 60 اور 70 کی دہائی کے دوران میں امریکی کمپنیوں اور سعودی عرب کے درمیان میں اسلحے کے معروف معاہدے کرائے۔

اس کا شمار سعودی عرب کے ارب پتی بزنس مینز میں ہوتا تھا - اس نے اپنی بیٹی نبیلہ خاشقجی کے نام پر ایک یاٹ (پُر تعیش بحری جہاز) بنوایا تھا۔بعد میں اس یاٹ کو موجودہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے دو کروڑ 90 لاکھ ڈالرز میں خریدا تھا۔

نبیلہ نامی یاٹ اٹلی کے ایک شپ یارڈ میں سنہ 1980 میں تیار کی گئی تھی۔ یہ اپنے وقت کی سب سے بڑی یاٹ تھی اور آج بھی اسے ایک بڑی یاٹ میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کی لمبائی 281 فٹ ہے، تین منزلہ ہے اور اس کے پانچ ڈیکس ہیں۔اس میں ایک چھوٹا سا سینما، ایک جکوزی، دو سوروم، ایک سومنگ پول، اور چار کمروں کا ایک سوئیٹ ہے جس میں سونے کے سِنک لگے ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ اس یاٹ میں 11 گیسٹ رومز، تین کمروں پر مشتمل ایک ہسپتال، سٹاف کے لیے 52 کوارٹرز جبکہ اس کے ڈیکس بلٹ پروف ہیں، اس میں خفیہ راستہ بھی بنا ہوا ہے۔ یاٹ میں کمیونیکیشن کے لیے 256 ٹیلیفون لگے ہوئے ہیں۔نبیلہ یاٹ کی رفتار 18 سے 20 ناٹ فی کلومیٹر ہے اور یہ 3000 ہارس پاور ڈیزل انجن سے چلتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس یاٹ کو بنوانے میں ساڑھے آٹھ کروڑ ڈالرز لگے تھے۔عدنان خاشقجی نے اسے بنوانے کے معاہدے میں اتنی سخت شرائط لکھوائی تھیں کہ اٹلی کی کمپنی انھیں پورا کرتے کرتے دیوالیہ ہوگئی۔اس جہاز پر جیمز بانڈ کی سیریز کی ایک فلم 'نیور سے نیور اگین (Never say never again)' کی شوٹنگ بھی ہوئی تھی۔

جب عدنان خاشقجی پر 1987 میں مالیاتی طور پر بُرا وقت آیا تو اُنھوں نے نبیلہ یاٹ کو برونائی کے سلطان کو قرضے کی ادائیگی کے عوض دے دیا۔ سلطان نے بعد میں یہی

یاٹ امریکہ کہ موجودہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو دو کروڑ 90 لاکھ ڈالرز میں فروخت کی۔ مسٹر ٹرمپ نے یاٹ کا نام نبیلہ سے بدل کر' ٹرمپ پرنسز' رکھا۔

مسٹر ٹرمپ نے اس یاٹ کی از سرِ نو تزئین پر 80 لاکھ ڈالرز خرچ کر اس کو مزید جدید بنا دیا۔ لیکن جب وہ نوے کی دہائی میں خود دیوالیہ ہوئے تو انھوں نے اس یاٹ کو فروخت کرتے وقت ساڑھے 11 کروڑ ڈالرز قیمت کا مطالبہ کیا، لیکن اس یاٹ کو خریدنے والے سعودی شہزادے، ولید بن طلال نے بعد میں بتایا کہ انھوں نے اس کے لیے ایک کروڑ 90 لاکھ ڈالرز ادا کیے تھے۔ ساڑھے آٹھ کروڑ ڈالرز میں تیار ہونے والی یاٹ کی قیمت اب ایک کروڑ نوے لاکھ ڈالرز رہ گئی۔

اپنی پچاسویں سالگرہ پر عدنان خاشقجی نے سپین کے ساحل پر دنیا کی مہنگی ترین پارٹی دی جس میں دنیا کی 400 معروف شخصیات نے 5 دن تک خوب مستی کی۔

امریکی صدر رچرڈ نکسن کی میڈ کی ایک مسکراہٹ پر 60 ہزار پاونڈ مالیت کا طلائی ہار قربان کر دیا۔

عدنان خاشقجی نے اگرچہ دو شادیاں کیں لیکن ان کی بیویوں کی تعداد گیارہ بتائی جاتی ہے۔

1960 میں عدنان خاشقجی نے 20 سالہ انگریز لڑکی ساندرا سے شادی کی جس نے بعد ازاں اسلام قبول کر لیا اور اپنا نام بھی تبدیل کر کے ثریا رکھ لیا۔ اس کی دوسری بیوی اطالوی تھی جس نے شادی کے بعد اپنا نام لامیہ خاشقجی رکھا۔

عدنان خاشقجی کی ذاتی زندگی کے بارے میں ایک کتاب "عدنان خاشقجی، دنیا کا امیر ترین آدمی" کے نام سے 1986ء میں منظر عام پر آئی۔ یہ کتاب معروف امریکی صحافی رونالڈ کیسلر نے تحریر کی۔ کیسلر واشنگٹن پوسٹ کے ساتھ وابستہ تھے۔ کیسلر نے اس کتاب میں نہ صرف یہ کہ سنسنی خیز انکشافات کیے بلکہ ان مشکلات کا بھی ذکر کیا جو اس کتاب کی تیاری کے دوران میں انہیں پیش آئیں۔ عدنان خاشقجی، ان کے عزیز واقارب، ان کے کلاس فیلوز اور دوستوں کے انٹرویوز کی مدد سے تیار کی جانے والی اس کتاب کے مصنف کو بار ہا اس کام سے روکا گیا، اسے دھمکیوں اور دباؤ کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ وہ بہت سی ایسی دعوتوں میں بھی شریک ہوئے جو عدنان خاشقجی کی طرف سے اہم شخصیات کے اعزاز میں دی گئیں۔ خاص طور پر خاشقجی نے اپنی 50ویں سالگرہ کے موقع پر 1985ء میں جس ضیافت کا اہتمام کیا اس کا تذکرہ بھی اس کتاب میں موجود ہے۔ پانچ روز تک جاری رہنے والی اس محفل میں عدنان خاشقجی اور ہالی وڈ اداکارہ بروک شیلڈ کی نشستیں ایک ساتھ تھیں۔ کیسلر کے مطابق خاشقجی نے جب ثریا کو طلاق دی تو اس نے اس کے خلاف لندن کی عدالت میں دعویٰ کر دیا۔ 1979ء میں اس مقدمے نے بہت شہرت حاصل کی۔ ثریا نے عدالت میں الزام لگائے کہ عدنان خاشقجی سعودی شہزادوں کے ساتھ اسلحے کی سودے بازی میں کال گرلز کی خدمات بھی حاصل کرتا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ امریکی صدر رچرڈ نکسن کی میڈ کو عدنان خاشقجی نے 60 ہزار پونڈ مالیت کا طلائی ہار تحفے میں دیا۔ اسی ٹرائل کے دوران میں ڈی این اے ٹیسٹ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ثریا کے ایک برطانوی سیاست دان کے ساتھ تعلقات تھے اور عدنان کی میڈ نبیلہ اور بیٹا درحقیقت اسی سیاست دان کے بچے ہیں۔ سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ نے:-

يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَ النَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ:" اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا"۔ (سورہ المائدہ، آیت نمبر 51)

یہ خبریں منظر عام پر آنے کے بعد خاشقجی کی میڈ نبیلہ نے خواب آور گولیاں کھا کر خودکشی کی کوشش کی۔ اس کے بعد میڈ اور بیٹے کے دباؤ پر عدنان خاشقجی ثریا کے ساتھ صلح پر مجبور ہو گیا۔ 1982ء میں یہ عدالتی تنازع ختم ہوا اور ثریا نے 30 لاکھ پونڈ کے عوض خاموشی اختیار کر لی۔

یتیموں پر دست شفقت رکھنا، بیواؤں کا خیال، مسکینوں کی مدد، سیلاب اور زلزلوں میں انسانی ہمدردی کے تحت فلاحی کام ان سب سے عدنان خاشقجی کو سخت الرجی تھی۔

اس کا یہ جملہ مشہور تھا کہ " آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کی کفالت کی ذمہ داری مجھے نہیں سونپ دی ہے"۔ 1980 میں وہ 40 ارب ڈالرز کے اثاثوں کا مالک تھا۔

اب تنزل وانحطاط کی طرف اس کا سفر شروع ہوا، اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے اس کی رسی کھینچنی شروع کی۔

اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ "بیشک آپ کا رب (سرکشوں اور نافرمانوں کی) خوب تاک میں ہے"۔ (سورہ فجر، آیت نمبر 14)

اربوں ڈالرز کی مالیت کے ہیرے سمندر میں ڈوب گئے، کاروبار میں خسارے پہ خسارہ شروع ہوا، قرضے پہ قرضہ چڑھا سب اثاثے فروخت کر ڈالے، اس کے دوست احباب اور چاہنے والوں نے اس سے نظریں پھیر لی، پھر ایک لمبی مدت گمنامی کے پاتال میں چلا گیا، کسی کو خبر نہ تھی کہ کہاں ہے؟ اور کس حال میں ہے؟

پھر ایک دن یہ لندن میں کسی سعودی تاجر کو ملا، ان کی حالت غیر ہو چکی تھی، اس تاجر سے کہا" وطن واپس جانا چاہتا ہوں لیکن کرایہ نہیں"، اس سعودی تاجر نے اکانومی کلاس کا

ٹکٹ خرید کر اسے دیا اور یہ جملہ کہا "اے عدنان! اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو فقیروں اور غریبوں پر مال خرچ کرنے اور صدقہ کا حکم دیا ہے۔ یہ ٹکٹ بھی صدقہ ہے"۔ پھر غور سے اس کی طرف دیکھا اور کہا" وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا "اور تیرا رب نہیں بھولتا"۔(سورہ مریم، آیت نمبر 64)

اپنے دور کا یہ کھرب پتی شخص صدقے کی ٹکٹ پر عام مسافروں کے ساتھ جہاز میں بیٹھ کر جدہ پہنچ گیا۔ اور 2017 میں فوت ہو گیا۔

یاد رہے کہ کچھ جرموں کی ایف آئی آر (FIR) آسمانوں پر لکھی جاتی ہے۔

اِنَّ بَطشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ "بے شک اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی سخت ہے"۔(سورہ البروج، آیت نمبر 12)

13) عراق میں دفن دو صحابہ کرامؓ کا واقعہ :-

(1) حضرت حذیفہؓ (2) حضرت جابرؓ بن عبداللہ

یہ دو اصحاب رسول خاتم النبیین ﷺ تھے جن کے مزارات اول مدائن میں تھے۔ اس کے بعد ایک خاص واقعہ ظہور پذیر ہوا جس کی وجہ سے ان دونوں حضرات کو موجودہ جگہ یعنی سلمان پارک کے قریب منتقل کر دیا گیا۔ جاوید اقبال ڈسکوی صاحب اپنے سفرنامے میں جو جمعہ میگزین میں چھپا تھا اسکی تفصیل لکھتے ہیں۔۔

حضرت حذیفہؓ جن کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے نہ صرف صحابی تھے بلکہ خاص دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اکثر حذیفہؓ اور ان کے والدین کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے کہ ''اے اللہ تو حذیفہؓ اور اس کے والدین کو بخش دینا'' غزوہ احد اور خندق میں شریک ہوئے۔ بلکہ غزوہ احد میں عورتوں کی حفاظت کی ذمہ داری آپؓ کو سونپی گئی تھی۔ جب عراق فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے آپ کو دریائے دجلہ کے اردگرد کے علاقے کا گورنر مقرر کر دیا۔ بعد میں آپؓ نے آذربائیجان کا علاقہ فتح کیا اور مدائن کے گورنر مقرر رہے۔ یہ حضرت حذیفہؓ ہی تھے جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو قرآن پاک کی کئی جلدیں کروا کر ہر گورنر کے پاس رکھوانے کا مشورہ دیا تھا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ضرورت کے وقت آپؓ سے قرض لیا کرتے تھے۔ خندق سمیت بہت سے غزوات میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ رہے۔ بیعت رضوان اور حجۃ الوداع کے موقع پر بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ یہ دونوں حضرات سلمان پارک سے دو فرلانگ کے فاصلے پر دریائے دجلہ کے کنارے مدفون ہوئے۔ عراق کے شاہ فیصل اول نے خواب میں حضرت حذیفہؓ کو دیکھا۔ آپؓ نے شاہ فیصل سے فرمایا کہ میری قبر میں پانی اور جابرؓ کی قبر میں نمی آنا شروع ہوگئی ہے۔ اس لیے آپ ہم دونوں کو یہاں سے منتقل کر دیں۔'' اور دریا سے کچھ فاصلے پر دفن کریں''، صبح ہوئی تو بادشاہ اپنے روز مرہ کے معاملات میں مصروف رہا اور یہ خواب بھول گیا۔ دوسری رات عراق کے مفتی اعظم کے خواب میں حضرت حذیفہؓ آئے اور کہا ہم دو راتوں سے بادشاہ کو کہہ رہے ہیں کہ ہمیں یہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کردو مگر وہ ہر روز بھول جاتا ہے۔ آپ بادشاہ کو متوجہ کریں کہ ہمیں یہاں سے منتقل کرے۔ مفتی اعظم بیدار ہوئے تو بے حد پریشان تھے اور فوری طور پر وزیر اعظم سعید پاشا سے بات کی اور فون پر ہی تمام خواب سنایا۔ وزیر اعظم مفتی صاحب کو ساتھ لے کر شاہ فیصل کے پاس آئے۔ شاہ نے تصدیق کردی کہ وہ تین راتوں سے ایسا خواب دیکھ رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے شاہ پر زور دیا کہ صحابہ کرامؓ کے مزارات کی جگہ تبدیل کریں۔ شاہ نے کہا کہ پہلے اس بات کی تصدیق کرلیں کہ آیا دریا کا پانی مزارات پر آ بھی رہا ہے یا نہیں؟ چنانچہ محکمہ تعمیرات نے دریا سے 20 فٹ کے فاصلے پر بور کی اور لیبارٹری ٹیسٹ لیے۔ اس موقعہ پر مفتی اعظم ساتھ رہے لیکن جو رپورٹیں مرتب ہوئیں ان میں پانی کا مزارات کی طرف آنا تو درکنار نمی تک ثابت نہ ہوسکی لیکن اس رات پھر حضرت حذیفہؓ نے خواب میں اپنا مطالبہ دہرایا لیکن چونکہ ماہرین تعمیرات کی رپورٹیں شاہ کو مل چکی تھیں اس لیے انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ پھر مفتی اعظم کو خواب میں حضرت حذیفہؓ نے سختی سے کہا کہ پانی مزارات میں داخل ہو رہا ہے اور آپ پرواہ نہیں کرتے۔ اب مفتی اعظم ڈر گئے اور فوراً شاہ کے پاس حاضر ہوئے اور مزارات میں سے صحابہ کرامؓ کے منتقل کرنے کے بارے میں کہا۔ شاہ نے کہا کہ رپورٹیں کچھ اور بتا رہی ہیں؟ اب مفتی صاحب نے کہا ہمیں برابر مزارات کو منتقل کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے اور اب ایسا ضرور کرنا ہے۔ آپ براہ کرم حکم فرمایئے شاہ نے اس پر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ بہتر ہے آپ فتویٰ دیں، فتویٰ دینے کے ساتھ ہی سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر ظہر کی نماز کے بعد حضرت حذیفہؓ اور حضرت جابرؓ کے مزارات کھولے جائیں گے اور انہیں دوسری جگہ دفن کیا جائے گا۔ یہ اشتہار اخبارات میں شائع کر دیا گیا اس اطلاع کے ساتھ ہی دنیائے اسلام میں ایک کھلبلی سی مچ گئی۔

دنیا بھر کے نشریاتی اداروں اور اخبارات کے نمائندے عراق پہنچنا شروع ہو گئے۔ چونکہ حج قریب تھا اس لیے حکومت عراق نے مسلمانان عالم کی اپیل پر حج کے بعد مزارات کو کھولنے کی درخواست منظور کرلی۔ اب صورتحال یہ بنی کہ پوری دنیا سے عراق کے شاہ کو تار اور ٹیلی فون وصول ہونا شروع ہو گئے کہ مزارات کھولنے کی

تاریخ بڑھائی جائے تاکہ وہ صحابہ کرامؓ کی نماز جنازہ میں شریک ہوسکیں لیکن ادھر حضرت حذیفہؓ کا تقاضہ بڑھ رہا تھا کہ جلدی کی جائے۔ بہر حال عید سے 10 دن کے بعد مزارات کھولنے کا فیصلہ کیا گیا۔اس دوران تقریباً 5 لاکھ مسلمان، مسلمان پارک میں جمع ہوگئے۔ بے شمار غیر مسلم بھی اس عجیب وغریب واقعہ کو دیکھنے کے لیے وہاں پہنچ گئے۔حکومت عراق نے کسٹم ویزا اور کرنسی وغیرہ کی پابندی ختم کردیں۔ دنیائے اسلام کے سرکاری وفود کے علاوہ مصر کے شاہ فاروق بھی جنازے میں شرکت کے لیے آئے۔شاہ عراق اور عمائدین حکومت کے علاوہ پانچ لاکھ افراد کی موجودگی میں مزارات کھولے گئے تو واقعتاً حضرت حذیفہؓ کی قبر میں پانی اور حضرت جابرؓ کی قبر میں نمی آچکی تھی۔ حالانکہ رپوٹیں اس کے برعکس تھیں۔اور دریا بھی دو فرلانگ کے فاصلے پر بہہ رہا تھا۔اب صحابہ کرامؓ کو قبور سے باہر لانے کا مسئلہ تھا۔ایک جدید کرین کے ذریعے جس میں سٹریچر کس دیا گیا تھا دونوں حضرات کو پورے احترام سے اس طرح اٹھایا گیا کہ ان کے جسد مبارک سٹریچر پر آگئے۔اور شاہ عراق، مفتی اعظم عراق، مصطفی کمال پاشا کے نمائندہ وزیر مختار نے سٹریچر کو کندھا دیا اور بڑے ادب واحترام سے دونوں صحابیوں کو شیشے کے بکس میں رکھ دیا گیا۔اس کے بعد حضرت حذیفہؓ اور حضرت جابرؓ کے چہروں سے کفن ہٹائے گے اور لوگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ دونوں صحابہ کرامؓ کے جسد مبارک بالکل محفوظ تھے ان کی آنکھیں کھلی ہوئیں تھیں جیسے وہ سب کچھ دیکھ رہے ہوں۔سر اور داڑھی کے بال بالکل محفوظ تھے۔حتیٰ کہ کفن تک صحیح سلامت حالت میں تھا کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وجود تیرا سو سال پہلے کے ہیں۔ان کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی کہ کوئی شخص لمحہ بھر کو انہیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔اس واقعہ پر جرمنی کا مشہور ماہر چشم بھی موجود تھا۔اس نے اپنی عادت اور پیشہ کے مطابق صحابیوں کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا لیکن اس کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں (اسے ان آنکھوں میں زندگی محسوس ہوئی) اور بعد میں اس نے مفتی اعظم عراق کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔اس واقعہ پر عراق کی فوج نے سلامی دی، چونکہ لاکھوں افراد جنازے میں شرکت کے لیے آئے تھے اور سب لوگ مزار کھولنے کا منظر دیکھنے سے قاصر تھے، ہڑبونگ کا بھی ڈر تھا اس لیے بڑی بڑی سکرینوں پر بذریعہ ٹی وی تمام کارروائی تمام لوگوں کو دکھائی گئی۔ زیارت عام کے بعد جنازوں کو سلمان پارک کی طرف لے جایا گیا لاکھوں کا مجمع ساتھ تھا۔ ہر کوئی کندھا دینے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا تھا، ہوائی جہاز فضا میں پھول برسا رہے تھے، گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں میں دونوں یاران نبی خاتم النبیین ﷺ کو نئے مزارات میں منتقل کردیا گیا۔

دور جدید میں اسلام کی حقانیت کا یہ اتنا بڑا واضح ثبوت تھا کہ لاتعداد غیر مسلمانوں نے اسلام قبول کیا۔ایک عرصے تک عراق کے سینماؤں میں اس فلم کی نمائش ہوتی رہی۔

مندرجہ بالا چند احوال برزخ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان کو موجودہ زندگی ہی کو سب کچھ نہیں سمجھ لینا چاہیے۔موجودہ زندگی تو واحد عمل کی زندگی ہے۔ باقی برزخ کی زندگی۔محشر کا دن اور آخری زندگی تمام اجر کی زندگیاں ہیں۔

قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے:

وَلۡتَنظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ ''جلد ہی انسان دیکھ لے گا کہ اس نے کل کے لیے کیا بھیج رکھا ہے''۔ (سورۃ الحشر، آیت نمبر 18)

ہمارے تین ساتھی ہیں:-

ایک ساتھی موت تک ساتھ رہتا ہے، دوسرا ساتھی قبر تک ساتھ جاتا ہے۔تیسرا ساتھی حشر تک ساتھ جائے گا۔

موت تک ساتھ دینے والا ہمارا مال ہے، قبر تک ساتھ دینے والے ہمارے عیال ہیں اور حشر تک ساتھ جانے والے ہمارے اعمال ہیں۔

یہ دنیا عمل کی جگہ ہے۔عمل کا وقت آج ہے--- کل جزاء کا وقت ہوگا---کل محاسبہ ہوگا۔

****

مومن کی موت

آیت:

قرآن پاک میں سورہ واقعہ، آیت نمبر 91-88 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:''پس اگر وہ مقربین میں سے ہے تو (اس کے لیے) راحت اور عمدہ رزق اور نعمت والی جنت ہے اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہو تو تجھ پر سلام (کہ تو) دائیں ہاتھ والوں میں سے ہے"۔

آیت:

سورۃ النحل، آیت نمبر 32 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:''وہ لوگ جو پاک سیرت ہوتے ہیں فرشتے ان کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں تم پر سلام ہو جو اچھے عمل تم کرتے رہے ہو اس کے صلے میں جنت میں داخل ہو جاؤ''۔

آیت:

سورہ فجر، آیت نمبر 30-27 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:''اے مطمئن نفس اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ اِس حالت میں کہ تو اُس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پس میرے (خاص) بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا"۔

حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت ہے "یقیناً مومن کے ہر حال میں خیر ہے۔ بے شک اس کی جان اس کے دونوں پہلوؤں سے نکل رہی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہا ہوتا ہے''۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود سے مرفوعاً روایت ہے۔''بے شک مومن کی روح پسینے سے نکلتی ہے جبکہ کافر کی روح اس کی باچھ سے نکلتی ہے جیسے گدھے کی روح نکلتی ہے''۔

حدیث:

سیدنا براء بن عازبؓ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

ترجمہ:''بے شک مومن بندہ جب دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کے جانے کے قریب ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے آتے ہیں گویا کہ ان کے چہرے سورج کی طرح ہوں۔ ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن اور جنت کی حنوط میں سے ایک حنوط (خوشبو) ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کی تا حد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ " اے پاکیزہ نفس اللہ کی مغفرت اور اس کی رضامندی کی طرف چل"، چنانچہ اس کی روح اس طرح (جسم سے) بہہ کر نکل جاتی ہے جیسے مشکیزے کے منہ سے پانی کا قطرہ بہہ جاتا ہے۔ پھر ملک الموت اسے پکڑ لیتے ہیں اور جب وہ پکڑ لیتے ہیں تو دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کی مقدار تک بھی اس کی روح کو ملک الموت کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے۔ بلکہ فوراً ہی اس سے لے کر اسے کفن میں لپیٹ کر اس پر حنوط مل دیتے ہیں اور اس کے جسم سے وہی خوشبو نکلتی ہے جیسے بہت ہی زیادہ چمکنے والی کستوری کی خوشبو جو روئے زمین پر پائی گئی ہو (راوی) کہتے ہیں کہ پھر فرشتے اس روح کو لے کر اوپر چڑھ جاتے ہیں''۔ (مسند احمد)

حدیث:

عطا بن سائبؒ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پہلے دن جب مجھے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی پہچان ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ سفید بال اور سفید داڑھی والے بزرگ تھے جو گدھے پر سوار ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے۔ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا" مجھ سے فلاں ابن فلاں نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا" جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اللہ اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند فرماتا ہے۔ یہ سن کر لوگ سر جھکا کر رونے لگے"۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا" کیوں رو رہے ہو"؟ تو انہوں نے کہا" بے شک ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں"۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اس کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ جب کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو اگر وہ مقربین میں سے ہو تو اس کے لیے راحت غذائیں اور نعمتوں والے باغات ہوں گے تو جب اسے ان چیزوں کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو وہ اس وقت اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے۔ اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوگا تو کھولتا ہوا پانی اس کی مہمانی کے لیے تیار ہوگا اور پھر جب اس کو (کھولتے پانی کی) خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند فرماتا ہے"۔ (مسند احمد)

حدیث:

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "بے شک مومن پر جب موت طاری ہوتی ہے جو وہ دیکھتا ہے وہ پسند کرتا ہے کہ بس اب اس کی روح نکل جائے (تا کہ وہ اللہ سے ملاقات کر سکے) اور وہ اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے"۔ (السلسۃ الصحیحۃ ،2628)

حدیث:

سیدنا براء بن عازبؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "فرشتے اس روح کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو (آگے) فرشتوں کے جس گروہ پر ان کا گزر ہوتا ہے وہ گروہ پوچھتا ہے "یہ پاکیزہ روح کون ہے"؟ وہ جواب میں کہتے ہیں" فلاں بن فلاں اس کا بہترین نام بتاتے ہیں۔ جس سے دنیا میں لوگ اسے پکارتے تھے۔ حتیٰ کہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہ اس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں۔ تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اس اگلے آسمان کی طرف اس طرح اسے ساتویں آسمان تک پہنچا دیا جاتا ہے۔'' (مسند احمد)

حدیث:

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "جب کسی مومن کی روح نکلتی ہے تو وہ فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو آسمان والے کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح جو زمین کی طرف سے آئی ہے اللہ تعالیٰ تجھ پر اور اس جسم پر رحمت نازل فرمائے جسے تو آباد رکھی تھی۔" (صحیح مسلم، 7221)

حدیث:

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "فرشتے (اوپر جا کر) نیک روح کو اہل ایمان کے پاس لاتے ہیں اور وہ اس روح سے اس سے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ جب تم کسی بچھڑے ہوئے شخص کی آمد سے ہوتے ہو۔ پھر وہ اس سے سوال کرتے ہیں۔ فلاں نے کیا کیا؟ فلاں نے کیا کیا؟ پھر وہ (اہل ایمان کی) ارواح کہتی ہیں کہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ ابھی دنیا کے غم میں مبتلا (رہ کر) آیا ہے۔" (سنن نسائی، 1833)

حدیث:

سیدنا ابو ایوبؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ "جب مسلمان بندے کی روح قبض کر لی جاتی ہے تو اللہ کے (فوت شدہ) بندوں میں سے رحمت پانے والے بندے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ جیسا کہ وہ دنیا میں خوشخبری دینے والوں کو ملتے ہیں تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تا کہ وہ اس سے سوال کریں۔ تو ان میں سے بعض بعض سے کہتے ہیں۔ اپنے بھائی کو مہلت دو تا کہ یہ آرام کرے کیونکہ وہ (دنیا کی) پریشانی میں مبتلا تھا۔ پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ فلاں کیا کر رہا تھا؟ فلاں بہن نے کیا کیا؟ اس کی شادی ہوگئی؟ جب وہ کسی ایسے آدمی کی بارے میں سوال کرتے ہیں جو اس سے پہلے مر چکا تھا تو وہ کہتے ہیں۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون۔ وہ یہاں تو نہیں پہنچا۔ اسے اس کے ٹھکانے ہاویہ میں لے جایا گیا ہے۔ وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے اور بری پرورش گاہ ہے۔ ان (بندوں) پر (دنیا والوں کے) اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ جب وہ اچھے عمل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں۔ بشارت حاصل کرتے ہیں اور کہتے ہیں (اے اللہ) یہ تیری اپنے بندے پر نعمت ہے تو اس کو پورا کر دے۔ اور اگر وہ برا عمل دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں۔ اے اللہ اپنے بندے کو رجوع کا (توبہ کرنے کا) موقع دے۔'' (السلسۃ الصحیحۃ :2758)

حدیث:

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اور بے شک مومن کی روح کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اس کے پاس مومنوں کی روحیں آتی ہیں۔ وہ اس سے زمین والوں میں سے اپنی جان پہچان والوں کے بارے میں دریافت کرتی ہیں۔ پھر جب وہ کہتا ہے کہ فلاں تو مر چکا ہے تو وہ (افسوس کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ اس کو تو ہمارے پاس نہیں لایا گیا (یعنی وہ جہنم والوں میں سے تھا)۔'' (السلسلۃ الصحیحۃ :2628)

حدیث:

سیدنا براء بن عازبؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "(جب) روح کو ساتویں آسمان تک لے جایا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" میرے بندے کا نامہ اعمال ''علیین'' میں لکھ دو اور اسے واپس زمین پر لے جاؤ کیونکہ میں نے ان (بندوں) کو اسی (زمین کی مٹی) سے پیدا کیا ہے اور ان کو اس میں لوٹاؤں گا اور اسی سے ان کو دوبارہ نکالوں گا (راوی) کہتے ہیں چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس لوٹا دی جاتی ہے۔'' (مسند احمد)

حدیث:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ فرمایا کرتے تھے "جب جنازہ رکھا جاتا ہے تو پھر لوگ اسے کندھوں پر اٹھاتے ہیں۔ پس اگر وہ نیک (روح) ہوتی ہے کہ تو کہتی ہے کہ مجھے جلدی لے چلو۔'' (صحیح بخاری، 1316)

حدیث:

سیدنا حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "آدمی جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کر کے اس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر رخصت ہوتے ہیں تو بے شک وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔'' (صحیح بخاری 1338)

حدیث:

حضرت سیدنا حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "بے شک میت کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو یقیناً وہ ان کے پیٹھ پھیرنے کے وقت ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ سو وہ اگر مومن ہوتا ہے تو نماز اس کے سرہانے کی طرف اور روزہ اس کے دائیں طرف اور زکوٰۃ اس کے بائیں طرف ہوتی ہے اور دیگر نیک کام، صلہ رحمی، نیکی، لوگوں سے احسان اس کے دونوں پاؤں کی طرف ہوتے ہیں۔ سو (اگر عذاب) اس کے سرہانے کی طرف لایا جاتا ہے تو نماز کہتی ہے یہ میری طرف تمہارے آنے کا راستہ نہیں ہے۔ پھر اس کے داہنے طرف سے لایا جاتا ہے تو روزہ کہتا ہے میری طرف سے آنے کا راستہ نہیں ہے پھر اس کے بائیں طرف سے لایا جاتا ہے تو زکوٰۃ کہتی ہے میری طرف سے آنے کا راستہ نہیں ہے۔ پھر اس کے دونوں پاؤں کی طرف لایا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال، صدقہ، صلہ رحمی، نیکی لوگوں سے حسن سلوک کہتا ہے کہ میری طرف سے تمہیں آنے کا راستہ نہیں ہے"۔ (صحیح الترغیب والترھیب، 3661)

طبرانی کی روایت میں ہے کہ "آدمی کے پاس اس کی قبر میں عذاب آتا ہے تو جب سرہانے کی جانب جاتا ہے تو قرآن پاک کی تلاوت اس کو دھکیل دیتی ہے اور جب اس کے دونوں ہاتھوں کی طرف آتا ہے تو اس کا صدقہ دھکیل دیتا ہے اور جب اس کے پاؤں کی طرف آتا ہے تو اس کا مسجدوں کی طرف جانا اسے دھکیل دیتا ہے"۔ (طبرانی)

****

کفار،مشرکین،منافقین اور دہریے وغیرہ کی موت کا منظر

قرآن پاک سورہ انعام آیت نمبر 93 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:''اور کاش تم دیکھتے جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں۔نکالو اپنی جانیں آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس کے بدلے جو تم لوگ دنیا میں اللہ کو ناحق باتیں کہتے تھے اور تم اسکی آیات سے تکبر کرتے تھے۔''

سورہ النحل آیت نمبر 29-28

ترجمہ:''اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اپنے اوپر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔جب فرشتے ان کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو ہتھیار ڈال دیتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم کوئی برے کام تو نہیں کرتے تھے (فرشتے کہتے ہیں) کیوں نہیں جو کچھ تم کرتے تھے اللہ یقیناً اسے خوب جانتا ہے۔اب جہنم کے دروازے سے داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ اس میں رہو گے۔پس تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ بہت برا ہے''۔

سورہ واقعہ آیت نمبر 94-92

ترجمہ:'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو گا تو کھولتا پانی (اس کی) مہمانی ہو گی اور پھر وہ دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا''۔

سورہ انفال آیت نمبر 50 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:''اور کاش آپ دیکھتے جب فرشتے ان کی روحیں قبض کر رہے تھے تو ان کے چہروں اور ان کی پشتوں پر ضربیں لگاتے تھے (کہتے تھے کہ اب) جلانے والے عذاب کا مزا چکھنا''۔

حدیث: سیدنا براء بن عازبؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ''بے شک جب کوئی کافر شخص دنیا سے رخصتی اور سفر آخرت کے قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے سیاہ چہرے والے فرشتے اتر کر آتے ہیں جن کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں تو وہ اس کے تاحد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتے ہیں اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں پھر وہ کہتے ہیں اے نفس خبیثہ اللہ کی ناراضگی اور اس غصے کی طرف چل تو (یہ سن کر) اس کی روح اس کے جسم میں دوڑنے لگتی ہے۔اور وہ (ملک الموت) اسے اس طرح سے کھینچتے ہیں جیسے گیلی اون سے سیخ کھینچی جاتی ہے اور اسے پکڑ لیتے ہیں اور جب وہ اسے پکڑتے ہیں تو وہ فرشتے ایک پلک جھپکنے کے لیے بھی اسے ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے اور اس ٹاٹ میں اس کو لپیٹ لیتے ہیں جو وہ اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں''۔(مسند احمد)

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جب اللہ کے دشمن پر موت طاری ہوتی ہے تو وہ دیکھتا ہے اور جو دیکھتا ہے تو وہ نہیں چاہتا کہ کبھی اس کی روح نکلے اور اللہ اس کی ملاقات سے نفرت کرتا ہے''۔(السلسلۃ الصحیحۃ :2628)

حدیث: سیدنا عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''بے شک جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی خوشخبری دی جاتی ہے تو (اس وقت) کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے۔وہ اللہ سے جا ملنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے''(صحیح بخاری،6507)

حدیث: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اگر وہ گناہ گار آدمی ہے تو فرشتے کہتے ہیں نکل اے خبیث روح جو خبیث جسم میں تھی۔نکل اس سے قابل مذمت ہو کر اور کھولتے پانی اور کانٹے دار کھانے کی خوش خبری اور دیگر اسی طرح کے کئی طرح کے عذاب کی خوشخبری بھی اس کے سامنے یہ جملے بار بار دہرائے جاتے ہیں یہاں تک کہ (اس کی روح) نکل جاتی ہے۔'' (مسند احمد)

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم سے روایت کرتے ہیں اور یقیناً جب کافر کی روح نکلتی ہے حمادؒ (راوی) کہتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس کی بدبو (اور اس پر کی گئی لعنت) کرنے کا ذکر کیا۔تو آسمان والے کہتے ہیں کہ یہ خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے۔پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اسے آخری وقت تک کے لیئے (سجین کی طرف) لے چلو۔ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ (کافر کی روح کی بدبو ظاہر کرنے کے لیے) حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنی چادر اپنی ناک مبارک پر اس طرح لگائی (جیسے سخت بدبو کے وقت کوئی چادر لگاتا ہے)۔

ایک روایت میں ہے کہ اس سے ایسی بدبو پیدا ہوتی ہے جیسے کسی مردار کی سب سے زیادہ بو زمین پر پائی جاتی ہے۔ (صحیح مسلم، 7221-مسند احمد)

حدیث: سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کافر کی روح کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے تو (اس کا دروازہ) اس کے لیے نہیں کھولا جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص ہے۔ کہا جاتا ہے کوئی مرحبا نہیں۔ اس ناپاک نفس کے لیے جو ناپاک بدن میں تھا۔ لوٹ جا برائی کے ساتھ کیونکہ تیرے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے"۔ (سنن ابن ماجہ، 4262)

حدیث: سیدنا براء بن عازبؓ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرشتے اس روح کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے وہ گزرتے ہیں وہ کہتا ہے یہ کس کی خبیث روح ہے؟ وہ کہتے ہیں یہ فلاں بن فلاں ہے۔ وہ اس کا دنیا میں لیا جانے والا بدترین نام بتاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے لے کر آسمان دنیا میں پہنچ جاتے ہیں۔ تو اس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر رسول پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت پڑھی ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اس کا نامہ اعمال ''سجین'' میں لکھ دو جو سب سے نچلی زمین میں (اندھیر خانہ) ہے۔ چنانچہ اس کی روح کو بہت برے طریقے سے پھینکا جاتا ہے۔ پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی جو اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے وہ ایسے ہے جیسے آسمان سے گر اپڑا۔ پھر اسے پرندے اچک لیں۔ یا ہوا اسے دور دراز کی جگہ میں لے جائے اور پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ (مسند احمد)

حدیث: سیدنا ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے کندھوں پر اٹھاتے ہیں۔ تو اگر مرنے والا نیک نہیں ہوتا ہے تو اپنے گھر والوں سے کہتا ہے کہ "ہائے بربادی تم مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو۔ اس کی یہ آواز جنات اور انسان کے سوا اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق سنتی ہے۔ اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ (صحیح بخاری، 1316)

****

قبر کی زندگی (برزخ کی زندگی)

برزخ کا مطلب ہے'' آڑ''۔انسان قبر میں درمیانی زندگی میں ہوتا ہے نہ پورے طور سے آخرت میں قدم رکھتا ہے اور نہ دنیا میں ہی رہتا ہے۔

حدیث:

ابوشماسہ مہریؒ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن العاصؓ کے پاس حاضر تھے اور وہ موت کی کشمکش میں مبتلا تھے انہوں نے کہا کہ ":
جب میرا انتقال ہوجائے تو میرے جنازے کے ساتھ نہ کوئی رونے والی ہو اور نہ آگ ہو۔جب تم مجھے دفن کرو تو میری قبر پر مٹی ڈال دینا اس کے بعد میری قبر کے گرد اتنی دیر تک ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے (یعنی بہت دیر) تاکہ میں تم سے مانوس ہوجاؤں اور میں غور کرلوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دے رہا ہوں"۔(صحیح مسلم:321)

حدیث:

سیدنا عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام ہانئؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:
"قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات مل گئی تو آخرت کے باقی سارے مرحلے آسان ہوجائیں گے اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو اس کے بعد کے تمام مرحلے دشوار ہوجائیں گے۔اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" قبر کا منظر سب سے خوفناک ہے"۔(مسند احمد ج1،454)

حدیث:

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:
"اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ یہ امت اپنی قبر میں آزمائی جاتی ہے تو میرا کیا حال ہوگا میں تو کمزور عورت ہوں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"اللہ تعالیٰ ایمان والے لوگوں کو قول ثابت کے ساتھ دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی میں ثابت قدم رکھتا ہے"۔(صحیح الترغیب والترھیب 3554)

حدیث:

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا :
'' فرشتہ اس (میت) کو ڈانٹتے ہوئے پوچھتا ہے۔تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟۔اور یہ آخری آزمائش ہے جو مومن کو پیش آتی ہے۔یہ وہی موقعہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ بندے کو ایک مضبوط بات کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔''(مسند احمد جلد 30، 18614)

حدیث:

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:
"ایک کالی عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔یا ایک نوجوان تھا۔(کچھ عرصہ تک) رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے اس کو گم پایا تو اس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا" وہ فوت ہوگئی ہے"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" بھلا تم نے مجھے خبر کیوں نہ دی"؟ انہوں نے کہا" ہم نے اس بات کو اتنا اہم نہ سمجھا"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" مجھے اس کی قبر بتاؤ"۔انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو اس کی قبر بتائی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس پر اس کی نماز جنازہ پڑھی۔پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" یہ قبر اپنے رہنے والے پر اندھیروں سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو میری نماز کی وجہ سے ان پر روشن کر دیتا ہے۔''(صحیح مسلم 2215)

حدیث:

سیدنا عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے:
"ایک مرتبہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے قبروں میں اچھی طرح امتحان لینے والے فرشتوں کا تذکرہ کیا" تو حضرت عمرؓ نے پوچھا" اے اللہ

کے رسول خاتم النبیین ﷺ کیا اس وقت ہماری عقلیں لوٹائی جائیں گی"۔ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں بالکل آج کی طرح"۔ (مسند احمد ج 11، 6603)

حدیث:

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"جب کسی میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں"۔ (سنن ترمذی 1071)

حدیث:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

"میں ایک جنازے میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ شریک تھا۔ تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''لوگو یقیناً یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جائے گی۔ چنانچہ جب انسان دفن کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی چلے جاتے ہیں تو ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے جس ہاتھ میں گرز ہوتا ہے پس وہ اسے بیٹھا دیتا ہے۔'' (مسند احمد)

حضرت عثمانؓ کے غلام ہانؓ سے روایت ہے:

"حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر رکتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی۔ کسی نے ان سے پوچھا" آپ جنت اور دوزخ کے تذکرے پر اتنا نہیں روتے جتنا قبر کے تذکرے پر رو پڑتے ہیں"؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اگر اس سے نجات مل گئی تو اس کے بعد کے سارے مرحلے آسان ہو جائیں گے۔''

****

عذاب قبر سے مراد

عالم برزخ میں (مرنے کے بعد قبر کی زندگی میں) دنیا کی آبادی سے برابر جو لوگ منتقل ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ یہ اس عالم (دنیا) سے اُس عالم (قبر) میں جسم کی منتقلی ہے۔ عربی زبان میں اس لیے اس عالم میں جانے کا نام انتقال ہے۔ یعنی اس عالم سے اُس عالم میں آدمی منتقل ہو گیا۔ مرنے کے بعد زندگی کی تشریح کی جائے تو کہا جائے گا جسم مثالی نے (روح نے) مٹی کی ذرات سے بنے ہوئے جسم سے رشتہ منقطع کر لیا ہے۔ اور دوسرے عالم میں وہاں کی فضا کے مطابق ذرات یکجا کر کے ایک نیا جسم تخلیق کر لیا ہے۔ ہمارا ظاہری جسم، جسم مثالی (روح) کے لئے ایک لباس ہے۔

جسم مثالی، زندگی میں ہمہ وقت متحرک اور سرگرم رہتا ہے۔ اس کی اپنی صفات میں سے ایک مخصوص صفت یہ ہے کہ جب تک یہ اپنے لباس سے کلی طور پر قطع تعلق نہیں کرتا یہ اُس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی سویا ہوا ہے۔۔ نیند بہت گہری ہے۔۔ کراچی میں سویا ہوا آدمی امریکہ کے بازاروں میں گشت کر رہا ہے۔۔ اس سوئے ہوئے آدمی کو سوئی چبھو دی جاتی ہے۔۔ جسم مثالی، امریکہ سے چل کر فوراً اپنے لباس کی پاسبانی کے لیے آموجود ہوتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ جسم مثالی کے لئے ٹائم اسپیس کوئی چیز نہیں ہے لیکن جب یہ اپنے لیے مادی جسم بناتا ہے تو اس کو ٹائم اسپیس میں بند رکھنے کے لئے پوری حفاظت کرتا ہے۔ قرآن پاک پارہ 30، سورہ المطففین آیت 1 تا 36 (پوری سورۃ)

ترجمہ: "خرابی ہے ڈنڈی مارنے والوں کی، جن کا یہ حال ہے کہ جب لوگوں سے ماپ لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ماپ تول کر دیتے ہیں انھیں گھٹا کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ ایک بڑے دن اٹھا کر لائے جانے والے ہیں۔ اُس دن جب کہ سب لوگ اللہ رب العزت کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ ہر گز نہیں یقیناً بدکاروں کا نامہ اعمال قید خانے (سجین) میں ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ قید خانے کا دفتر کیا ہے؟ یہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی سجین میں۔ تباہی ہے اُس روز ان لوگوں کے لئے جو روز جزا کو جھٹلاتے ہیں اور روز جزا کو وہی لوگ جھٹلاتے ہیں جو حد سے تجاوز کرنے والے بدعمل ہیں۔ انہیں جب ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ تو اگلے وقتوں کی کہانیاں ہیں۔ ہر گز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ لگ گیا ہے۔ ہر گز نہیں یقیناً اس روز یہ اپنے رب کی دید سے محروم رکھے جائیں گے۔ پھر یہ جہنم میں جا پڑیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔ ہر گز نہیں بے شک نیک لوگوں کا نامہ اعمال بلند پایہ لوگوں کے دفتر میں ہے اور تجھے کیا خبر کہ یہ کیا ہیں؟ اوپر والے (بلند پایہ مقام میں) یہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی (علیین میں)۔ اس کو دیکھتے ہیں مقربان بارگاہ۔ بے شک نیک لوگ آرام میں ہوں گے۔ اونچی مسندوں اور تختوں پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہوں گے۔ ان کے چہروں پر تم آرام اور تازگی محسوس کرو گے۔ ان کو نفیس ترین شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر لگی ہوئی ہوگی۔ جو لوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہیں وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں بازی لے جانے کی کوشش کریں۔ اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس کے پانی کے ساتھ مقرب لوگ شراب پییں گے۔ لوگ دنیا میں ایمان والے لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ جب ان کے پاس سے گزرتے تو آنکھ مار مار کر ان کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ اپنے گھروں کی طرف پلٹتے تو مزے لیتے ہوئے پلٹتے تھے اور جب ان لوگوں کو دیکھتے تو کہتے تھے یہ بہکے ہوئے لوگ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ آج ایمان والے کفار پر ہنس رہے ہیں۔ مسندوں پر بیٹھے ان کا حال دیکھ رہے ہیں۔ اب بدلہ پا لیا ہے منکروں نے- جیسا کہ وہ کیا کرتے تھے"۔ (سورہ المطففین، پارہ 30، سورہ نمبر 83، آیت نمبر 1 تا 36، پوری سورہ)

قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات مرنے کے بعد زندگی کا نقشہ پیش کرتی ہیں۔

روحانی نگاہ دیکھتی ہے کہ ہر آدمی کے کندھوں پر دو فرشتے موجود ہیں اور کچھ لکھ رہے ہیں۔

لیکن لکھنے کا طرز یہ نہیں ہے جو ہماری اس دنیا میں رائج ہے۔ نہ ان کے ہاتھوں میں قلم ہے اور نہ سامنے کسی قسم کا کاغذ ہے۔ فرشتوں کا ذہن کوئی بات نوٹ کرتا ہے اور وہ قلم کی طرح ایک جھلی پر نقش ہو جاتی ہے۔

نقش و نگار کی صورت یہ ہے کہ مثلاً ایک آدمی کے ذہن میں ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری ہے۔ دوسرے آدمی کے ذہن میں ایذا رسانی اور حسد کے جذبات متحرک ہیں۔ تیسرا آدمی کسی کو قتل کرنے کے درپے ہے۔ یہ آدمی قتل کرنے کے ارادے سے گھر سے نکلا۔ ایک فرشتے نے فوراً اس کے ذہن میں ترغیب کے ذریعے یہ بات ڈالی کہ قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے اور جان کا بدلہ جان ہے۔ لیکن اس آدمی نے اس ترغیب کو قبول نہیں کیا اور اپنے ارادے کو پورا کرنے کے لئے آگے بڑھتا رہا۔

ترغیبی پروگرام پر عمل نہیں ہوا تو دوسرے فرشتے نے اس جھلی نما فلم پر اپنا ذہن مرکوز کر دیا اور اس فلم پر یہ تصور منعکس ہو گئی کہ وہ بندہ قتل کی نیت سے گھر

سے باہر آیا اور اس کے اوپر اس بات کا کوئی اثر نہیں ہوا کہ جان کا بدلہ جان ہے۔ یہ بندہ اور آگے بڑھا اور متعین مقام پر پہنچ کر اپنے ہی جیسے دوسرے انسان کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا۔

دوسرے فرشتے نے فوراً ہی اس کی فلم بنادی۔

جرم کرنے کے بعد اس بندے کے ضمیر میں ہلچل برپا ہوگئی۔ دماغ میں مسلسل اور تواتر یہ بات آتی رہی ہیں کہ میں نے یہ ٹھیک نہیں کیا۔جس طرح میں نے ایک جان کا خون کیا ہے اسی طرح میری سزا بھی یہی ہے کہ مجھے قتل کردیا جائے۔ضمیر کی اس ملامت کی بھی فلم بن گئی۔

اس کے برعکس ایک آدمی نماز کے ارادے سے مسجد میں گیا۔ مسجد میں پہنچ کر خلوص نیت سے نماز ادا کی۔خلوص نیت اللہ تعالی کو پسند آیا۔اللہ تعالی کی اس پسندیدگی کے نتیجے میں وہ انعامات واکرامات کا مستحق قرار پایا۔گو کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کا عمل مقبول ہوا ہے کہ نہیں۔اس کی نیت اچھی تھی۔اس کا ضمیر مطمئن ہوگیا اور اس کے اوپر سکون کی حالت قائم ہوگئی۔

سکون کا اصل مقام جنت ہے۔ضمیر نے مطمئن ہوکر اس بات کا مشاہدہ کیا کہ میرا مقام جنت ہے۔جیسے ہی جنت سامنے آئی۔جنت کے اندر تمام قسم کے پھل پھول، شہد اور دودھ کی نہریں اور حوض کوثر وغیرہ سامنے آگئے۔جب ضمیر ایک نکتے پر مرکوز ہوکر ان انعامات وکرامات سے فیض یاب ہو چکا تو فرشتے نے اس جھلی نما فلم پر اپنا ذہن مرکوز کیا اور یہ ساری کاروائی ویڈیو فلم بن گئی۔

ایک دوسرا آدمی گھر سے نماز کے لئے چلا۔ ذہن میں کثافت ہے۔اللہ کی مخلوق کے لیے وہ بغض وعناد ہے۔سود خور ہے۔حق تلفی، سفاکی، جبر وتشدد مشغلہ ہے۔مسجد میں داخل ہوا۔نماز ادا کی لیکن ضمیر مطمئن نہیں ہوا۔ضمیر کا مطمئن نہ ہونا وہ کیفیت ہے جس کو دوزخ کی کیفیت کے سوا کوئی اور نام نہیں دیا جاسکتا۔

جب یہ آدمی نماز سے فارغ ہوا۔دل ودماغ کو خالی اور بے سکونی محسوس کی۔فرشتے نے اس جھلی نما فلم پر اپنا ذہن مرکوز کیا اور یہ ساری روداد بھی ایک ویڈیو فلم بن گئی۔

اب اس وقت ہمارے سامنے دو کردار ہیں۔

پہلے گروہ میں:

1- ایک کردار وہ ہے جس نے تربیتی پروگرام سے روگردانی کی اور محض اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے اپنے ہی بھائی کو قتل کردیا۔

2- ایک وہ شخص ہے جس نے بظاہر وہ عمل کیا جو نیکوکاروں کا عمل ہے۔لیکن اس کی نیت میں خلوص نہیں تھا۔وہ خود کو اور اللہ تعالی کے نظام کو دھوکا دے رہا تھا۔

دوسرے گروہ میں:

1- وہ شخص ہے جس کی نیت میں خلوص تھا، ذہن میں پاکیزگی اور اللہ تعالی کے قانون کا احترام تھا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان اس دنیا میں جو عمل کرتا ہے اور اس عمل کے پس پردہ جو سوچ کام کررہی ہے وہ فلم کی صورت میں ریکارڈ ہوجاتی ہے۔جسے قرآن مجید نے "کتاب المرقوم" کہا ہے۔

مرنے کے قبر میں انسان یہ فلم (کتاب المرقوم) دیکھتا رہتا ہے۔برے انسان کے سامنے اس کے برے ارادے، برے اعمال اور برے اعمال پر ضمیر کی ملامت جب فلم کی صورت میں ڈسپلے ہوتی ہے تو وہ اسے دیکھ کر شدید اذیت سے دوچار ہوجاتا ہے۔یہ اذیت پچھتاوا بن کر اس پر مسلط رہتی ہے۔

نیک انسان مرنے کے بعد جب اپنے نیک ارادوں، نیک اعمال اور اعمال کے نتیجے میں ضمیر پر طاری ہونے والی سکون کی کیفیت کو دیکھتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالی کی رحمت اور قربت کو شدت کے ساتھ محسوس کرتا ہے۔اس بات کو اس طرح سمجھا جاسکتا ہے

مثلاً ہر آدمی جب اس دنیا میں کوئی فلم یا ڈرامہ دیکھتا ہے تو مناظر کی نوعیت سے وہ فلم دیکھ کر کبھی قہقہے لگاتا ہے، کبھی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوجاتا ہے اور کبھی آنسوؤں سے رونا شروع کردیتا ہے۔حالانکہ وہ جانتا ہے کہ جو فلم میں دیکھ رہا ہو وہ کسی کی لکھی ہوئی کہانی ہے۔یہ سچی بات نہیں ہے۔

اسی طرح۔۔۔ برزخ میں (مرنے کے بعد قبر کی زندگی) میں جب آدمی یہ دیکھتا ہے کہ میں چوری کررہا ہوں اور میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا ہے تو اس منظر کو دیکھ کر وہ بدحواس ہوکر رونے چیخنے لگتا ہے۔چونکہ فلم پوری زندگی کی ہے اس لیے جب دوسرے اعمال کی فلم دیکھتا ہے تو ہاتھ کٹنے کی اذیت بھول جاتا ہے اور پھر جب چوری کی فلم کے مناظر سامنے آتے ہیں تو آدمی رونے لگتا ہے۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی آدمی کو خواب میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ روتا اور چیختا ہے۔لیکن اس کے برابر سونے والے کو اس کی اس کیفیت کا احساس نہیں ہوتا۔اس لیے کہنے کو تو قبرستان کو شہر خاموشاں کہتے ہیں اس لیے کہ اردگرد کی آبادی کو ان قبروں سے کسی قسم کے عذاب کی چیخیں یا آگ جلنے کی کیفیت کا احساس نہیں ہوتا لیکن اندر قبروں میں انسان اپنے اپنے اعمال کی کیفیات کو خواب میں ہونے والے عذاب کی صورت میں بھگتتے رہتے ہیں اور یہ صورت "یوم قیامت" تک قائم رہے گی۔یوم انصاف کے بعد جنت دوزخ کے مراحل ہیں۔

اللہ تعالی رحیم اور کریم ہے۔

بیشک اللہ لوگوں پر ذرّہ برابر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ (خود ہی) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں-(سورہ یونس، آیت نمبر 44)

ہر انسان وہی کچھ پائے گا جو کچھ وہ اس دنیا میں کمائے گا۔(سورہ نجم، آیت نمبر 39)

قبر کا عذاب برحق ہے:-

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور اس میں عذاب قبر سے اللہ کی پناہ نہ مانگی ہو۔‘‘

1۔ حدیث:

سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اگر (مجھے یہ ڈر) نہ ہوتا کہ تم لوگ (خوف کے مارے اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں قبر کا عذاب سنادے"-(صحیح مسلم، 7214)

2۔ حدیث:

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ’’گناہ گاروں کے لیے قبر میں جہنم کا دروازہ کھول کر اس کی حرارت اور گرم ہوا قبر کے اندر آنے لگتی ہے۔‘‘(سنن ابی داؤد)

3۔ حدیث:

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہر جہنمی اپنا ٹھکانا جنت میں دیکھتا ہے (جو کہ حسرت کے لیے اسے دکھایا جاتا ہے) تو کہتا ہے کہ کاش اللہ مجھے ہدایت دیتا تو یہ (نظارہ) اس کے لیے قابل حسرت نہ ہوتا"۔(مسند احمد)

4۔ حدیث:

سیدنا براء بن عازبؓ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں "پھر ایک اندھا اور بہرہ فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے اس کے پاس لوہے کا ایک ایسا گرز ہوتا ہے کہ اگر پہاڑ پر مارے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے۔وہ اس سے اس کو مارتا ہے۔اس کی مار کی آواز کو مشرق اور مغرب کے درمیان ہر چیز سنتی ہے سوائے جن و انس کے۔پھر وہ مردہ مٹی ہو جاتا ہے۔پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے (اور حشر تک ایسا ہی ہوتا رہے گا)"۔(سنن ابی داؤد 4755)

5۔ حدیث:

سیدنا انسؓ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں "پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے ایک ضرب لگائی جاتی ہے تو وہ زور سے چیختا ہے۔اس کی (چیخ و پکار) کو جن و انس کے علاوہ اس کے آس پاس کی تمام چیزیں سنتی ہیں"-(صحیح بخاری 1338)

مومن کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے اور گناہ گاروں کی تنگ کر دی جاتی ہے۔قبر میں گنہگاروں کی بد عملی بد شکلی میں سامنے آئے گی اور اس کے خوف کھانے پر اسے بتایا جائے گا کہ یہ تیرے برے اعمال ہیں-قبر میں گنہگاروں پر اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کر دیا جائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ "پھر اسے کہا جاتا ہے کہ سو جا جیسے منہوش سوتا ہے" (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے ابو ہریرہؓ سے کہا "منہوش سے کیا مراد ہے"؟ انہوں نے کہا "اس سے مراد وہ آدمی ہے جسے کیڑے مکوڑے اور سانپ ڈستے اور نوچتے رہتے ہیں، پھر اس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے"۔

★★★★★★★★★★★★★★★

قبر کے سوال وجواب

فرشتوں کا مسلم (مومن) سے سوالات:

حدیث:

سیدنا براء بن عازبؓ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:
"فرشتہ اس (میت) کو ڈانٹتے ہوئے سوال کرتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا؟ تیرا نبی کون؟ اور یہ آخری آزمائش ہے جو مومن پر پیش کی جاتی ہے اور یہ وہی موقع ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ 'اللہ مومنوں کو ایک مضبوط بات کے ساتھ دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے"۔ (مسند احمد)

حدیث:

حضرت سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:
''بے شک مومن جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ بس اگر اللہ نے اسے ہدایت دی ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کرتا تھا''۔ (سنن ابی داؤد 4763)

حدیث:

سیدنا ابوہریرہؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:
"پس اسے کہا جاتا ہے، کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے تو وہ کہتا ہے کہ کوئی ایک بھی اس لائق نہیں ہے کہ وہ (دنیا میں) اللہ کو دیکھ سکے''۔ (سنن ابی ماجہ 4268)

فرشتوں کا غیر مسلم سے سوالات:

حدیث: سیدنا انسؓ بن مالک نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جب کافر اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے پس وہ اسے ڈانٹتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے مجھے نہیں پتا (سنن ابی داؤد 4753)

حدیث: سیدنا براء بن عازبؓ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب (کسی بھی غیر مومن) کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ پھر وہ دونوں اسے بیٹھا دیتے ہیں۔ پھر وہ سوال کرتے ہیں۔ تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ افسوس، افسوس، افسوس میں نہیں جانتا (سنن ابی داؤد 4755)

حدیث: سیدنا انسؓ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا تو اس سے کہا جاتا ہے۔ نہ تو نے علم حاصل کیا اور نہ تو نے تلاوت کی (قرآن کی) (صحیح بخاری 1338)

قبر میں فرشتوں کا مومن اور غیر مومن سے دین کے بارے میں سوال

حدیث:

سیدنا حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:
"بے شک میت قبر میں پہنچ جاتی ہے تو نیک آدمی کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔ نہ اسے کوئی گھبراہٹ ہوتی ہے اور نہ وہ حواس باختہ ہوتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ تو کس چیز پر تھا تو وہ کہتا ہے میں اسلام پر تھا"۔ (سنن ابن ماجہ 4268)

ایک اور روایت میں ہے کہ "پھر دونوں فرشتے اس سے کہتے ہیں، تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے"۔ (سنن ابی داؤد 4755)

حدیث:

سیدنا حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:
"برے آدمی کو جب اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو وہ گھبرایا ہوا بدحواس ہوتا ہے۔ پھر جب اسے کہا جاتا ہے کہ تو کس چیز پر تھا تو وہ کہتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم"۔ (سنن ابی ماجہ 4268)

اور ایک روایت میں ہے "پھر وہ دونوں فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے افسوس، افسوس مجھے نہیں معلوم"۔(سنن ابی داؤد 4755)

حدیث:

سیدہ اسماءؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالی کی تعریف اوراس کی ثنا بیان فرمائی اور پھر فرمایا:

" کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو مجھے دکھائی نہ گئی ہو۔مگر میں نے اسے اپنی جگہ سے دیکھ لیا ہے یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی۔اور مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ بے شک تم اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔فتنہ دجال کی مثل یا اس کے قریب (راوی کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ اسماء نے مثل یا قریب میں سے کون سا لفظ بولا) اس سے کہا جائے گا کہ اس آدمی کے بارے میں تمہارا کیا علم ہے؟ جو ایمان والا اور یقین والا ہوگا (راوی کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ اسماء نے ان دونوں میں سے کون سا لفظ بولا) وہ کہے گا وہ اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے پاس واضح دلائل اور ہدایت لے کر آئے تو ہم نے قبول کرلیا اور ہم نے ان کی پیروی کی (تین بار اس طرح کہے گا)(صحیح بخاری 86)

حدیث:

سیدنا انسؓ بن مالک نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"دو فرشتے اس (میت) کے پاس آتے ہیں۔پھر اسے بٹھاتے ہیں اور پھر وہ دونوں اس سے کہتے ہیں۔اس شخص محمد خاتم النبیین ﷺ کے متعلق تم کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتا ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے بندے اوراس کے رسول خاتم النبیین ﷺ ہیں"۔(صحیح بخاری 1338)

حدیث:

ایک اور روایت میں ہے کہ:

"وہ دونوں (فرشتے) اس سے کہیں گے کہ "تم اس شخص محمد خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں کیا کہتے ہو"؟ وہ کہے گا" جیسے وہ (دنیا میں) کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد خاتم النبیین ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسولِ خاتم النبیین ﷺ ہیں"۔(سنن ترمذی 1071)

حدیث:

ایک اور روایت میں ہے کہ پھر کہا جاتا ہے کہ:

"تیرا نبی کون ہے"؟ تو وہ کہتا ہے "میرے نبی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ ہیں"۔(السلسۃ الصحیحۃ 2628.6)

حدیث:

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

" تو اس سے کہا جائے گا "یہ آدمی کون" (آپ خاتم النبیین ﷺ کو دکھا کر) تو وہ کہتا ہے "یہ محمد خاتم النبیین ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔جو ہمارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل لے کر آئے اور ہم نے ان کی تصدیق کی"۔(سنن ابن ماجہ 4268)

ایک اور روایت میں ہے "پس وہ کہتا ہے کہ وہ محمد خاتم النبیین ﷺ ہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں اور بے شک وہ اللہ کے پاس سے حق لے کر آئے تھے"۔(صحیح الترغیب والترھیب 3561)

فرشتوں کا مومن کو جواب

حدیث:

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ:

"وہ دونوں فرشتے کہیں گے کہ یقینا ہمیں معلوم تھا کہ تو ہی جواب دے گا"۔(سنن ترمذی 1071)

ایک اور روایت میں ہے کہ تو اس سے کہا جائے گا:

"تو نے اسی پر زندگی گزاری، اسی پر تو فوت ہوا اور انشاء اللہ اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا"۔(صحیح الترغیب وتھذیب 3561)

ایک اور روایت میں ہے کہ پھر اس سے کہا جائے گا:

"تو مزے سے سوجا بے شک ہم نے جان لیا کہ تو محمد خاتم النبیین ﷺ پر یقین رکھنے والا ہے"۔(صحیح بخاری 86)

فرشتوں کا غیر مومن سے سوال وجواب

حدیث:

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ:

"قبر میں فرشتے غیر مومن کے پاس آتے ہیں۔ پس اس کو کہا جاتا ہے کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ خوف زدہ اور ڈرا ہوا ہوتا ہے۔ پس کہا جاتا ہے "تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو تم میں موجود تھا"؟ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تم میں موجود تھا؟ اور تم اس پر کیا گواہی دیتے ہو"۔ پس وہ کہتا ہے "کونسا شخص"؟ وہ ان کے نام تک راہنمائی نہیں پا سکتا تو اس سے کہا جاتا ہے "محمد خاتم النبیین ﷺ تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ میں لوگوں کو بات کرتے سنتا تھا جیسا لوگ کہتے تھے میں بھی کہہ دیتا تھا"۔

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"پھر وہ دونوں فرشتے کہیں گے یقیناً ہمیں معلوم تھا تو یہی جواب دے گا"۔(سنن ترمذی 1071)

ایک روایت میں ہے کہ پھر وہ فرشتہ کہتا ہے:

"نہ تو نے علم حاصل کیا نہ تو نے تلاوت کی اور نہ تو نے ہدایت پائی"۔(مسند احمد 10999)

****

قبر میں نیک لوگوں کو کیا کیا راحتیں میسر آئیں گی؟

حدیث:

سیدنا براء بن عازبؓ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

(مومن کو جواب دینے کے بعد)" تو آسمان سے ایک پکارنے والا کہے گا" اللہ کے بندے نے سچ کہا ہے۔اِس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔اسے جنت کے کپڑے پہنادو"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" پھر اس کے پاس جنت کی راحت، رزق اور خوشبو وغیرہ آتی ہے اور اِس کے لیے اس کی قبر کو تاحد نگاہ کشادہ کردیا جاتا ہے"۔(صحیح مسلم 1211)

تو قبر کی راحتوں میں سے:

1۔ ایک تو اس کی قبر میں جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

2۔ اسے جنت کے کپڑے پہنادیئے جاتے ہیں۔

3۔ اس کا ٹھکانہ جہاں وہ جنت میں جائے گا اسے صبح شام دکھایا جائے گا۔اور اپنے ٹھکانے کو دیکھ کر وہ صبح شام اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا۔

4۔ قبر اعمال کے مطابق کھول دی جائے گی۔

مفہوم حدیث:

قبر میں رکھنے کے بعد اس کی قبر کو کشادہ کیا جاتا ہے۔اس کو جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے۔قبر میں جنت کا بستر لگایا جاتا ہے۔اس کی قبر کو منور کیا جاتا ہے اور خوشخبری دینے کے بعد بعض کو میٹھی نیند سلادیا جاتا ہے۔یہاں تک کہ روز محشر اللہ اس کو اس کی خواب گاہ سے اٹھائے گا۔اس کے اعمال کے مطابق فرشتے اور سواری وغیرہ لینے کے لیے آئیں گے۔

حدیث:

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات بتائی گئی ہے کہ:"

اس کے لیے قبر ستر ہاتھ کشادہ کردی جائے گی اور قبر کو اس دن تک سبزے (خوشحالی، ہریالی) سے بھر دیا جائے گا جب (لوگ) اٹھائے جائیں گے"۔(صحیح مسلم 1216)

حدیث:

سیدنا ابوہریرہؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

"جسم کو اسی طرح لوٹا دیا جاتا ہے جیسے اس کی ابتدا ہوئی تھی (ماں کے پیٹ میں بے خبری میں) اور اس کی روح کو ایک پاکیزہ جسم میں ڈال دیا جاتا ہے جو کہ پرندے ہیں جو جنت کے درختوں کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں"۔(صحیح ترغیب والترہیب 35611)

حدیث:

سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"شہدا جنت کے دروازے پر موجود ایک نہر کے کنارے پر سبز رنگ کے خیموں میں رہتے ہیں۔جنت سے ان کا رزق صبح شام پہنچایا جاتا ہے"۔(مسند احمد 23906)

حدیث:

"اولاد کی دعا سے جنتی کے درجے بلند ہوتے رہتے ہیں"۔(مسند احمد)

حدیث:

سیدنا مسروقؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے عبداللہؓ بن مسعودؓ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

" اور جنہیں اللہ کے راستے میں قتل کیا جائے انہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق دیئے جاتے ہیں "۔تو انہوں نے کہا" ہم بھی رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کر چکے ہیں"۔تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں۔ان کے لیے ایسی قندیلیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور وہ روحیں جنت میں جہاں سے چاہیں کھاتی اور پھرتی رہتی ہیں۔پھر انہی قندیلوں پر واپس آجاتی ہیں۔ان کے رب کی طرف سے سوال کیا جاتا ہے" کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے"؟ وہ عرض کرتے ہیں" ہم کیا خواہش کریں جہاں چاہتے ہیں جنت میں جاتے اور کھاتے پیتے ہیں"۔اللہ تین مرتبہ ان سے یہ فرماتا ہے- پھر جب وہ دیکھتے ہیں کہ انہیں کوئی چیز مانگے بغیر نہیں چھوڑا جائے گا تو وہ عرض کرتے ہیں"اے رب ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دے یہاں تک کہ ہم تیرے راستے میں ایک مرتبہ پھر قتل کئے جائیں"۔ پھر جب اللہ دیکھتا ہے کہ انہیں اب کوئی ضرورت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے"-(صحیح مسلم 4885)

حدیث:

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔

1۔ صدقہ جاریہ

2۔ وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہے۔

3۔ نیک اولاد کی دعا جو وہ اپنے والدین کے لیے کرتی ہے"۔(مسند احمد:6312)

****

قبر میں عذاب کن کن لوگوں کو ہوگا؟

1۔ کفر اور نفاق میں مبتلا لوگوں کو۔

2۔ **حدیث:**

ابوایوب ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سورج غروب ہونے کے بعد باہر نکلے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ آوازیں سنیں تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "یہودیوں کو ان کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے"۔(صحیح مسلم 7215)

3۔ چغل خور کو۔

4۔ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے والے کو۔

5۔ ظالم کو۔

6۔ بغیر وضو کے نماز پڑھنے والوں کو۔

7۔ خیانت کرنے والوں کو۔

8۔ جھوٹ بولنے والے کو۔

9۔ نوحہ کرنے والے کو یا نوحہ کو جائز بتانے والے کو۔

10۔ علم حاصل کرنے کے بعد مرتد ہونے والے کو۔

حدیث: حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ:

"ایک شخص پہلے عیسائی تھا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی تو وہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا کاتب بن گیا۔ لیکن پھر وہ شخص مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا تو وہ کہنے لگا "محمد خاتم النبیین ﷺ کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا محمد خاتم النبیین ﷺ اور کچھ بھی نہیں ہیں"۔ پھر اللہ نے اسے موت دے دی اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ لوگوں نے کہا "یہ محمد خاتم النبیین ﷺ کے ساتھیوں کا کام ہے۔ چونکہ یہ ان سے فرار ہو کر یہاں آیا تھا۔ اس لیے انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر اکھاڑ دی ہے۔ اور اسے باہر نکال کر پھینک دیا ہے"۔ چنانچہ انہوں نے دوسری قبر کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی لیکن دوسری صبح پھر زمین نے اسے باہر پھینک دیا تھا۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا "یہ محمد خاتم النبیین ﷺ کے ساتھیوں کا کام ہے"۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری ان کے بس میں تھی کر کے اسے اس کے اندر ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو پھر زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ اب انہیں یقین آ گیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے چنانچہ انہوں نے اسے یونہی (زمین پر) رہنے دیا"۔(صحیح بخاری 3616)

قبر میں عذاب کن کن لوگوں کو نہیں ہوگا؟

1۔ شہید کو۔

2۔ سوتے وقت سورہ الملک پڑھنے والے کو۔

3۔ پیٹ کے مرض میں مرنے والے کو۔

4۔ سرحد کی حفاظت کرنے والے مومن کو۔

5۔ جمعہ کے دن یا رات کو فوت ہونے والے کو۔

حدیث: سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو جائے۔ اللہ اسے قبر کی آزمائش سے بچا لیتا ہے"۔(مسند احمد:2698-مشکوۃ المصابیح:1367)

****

قبر کے سوالات اور جوابات

سوال	جواب
من ربک؟	ربی اللہ
تیرا رب کون ہے؟	میرا رب اللہ
تم کس کی عبادت کرتے تھے؟	میں اللہ کی عبادت کرتا تھا
کیا تو نے اللہ کو دیکھا؟	کوئی اس قابل نہیں کہ دنیا میں اللہ کو دیکھ سکے
تمہارا دین کیا ہے؟	میرا دین اسلام ہے
تو کس چیز پر تھا؟	میں اسلام پر تھا
تیرا نبی کون ہے؟	میرے نبی محمد خاتم النبیین ﷺ ہیں
یہ شخص کون ہے؟	یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جو واضح دلائل لے کر آئے اور ہم نے تصدیق کی-
یہ شخص کون ہے جو تم میں تھا؟	یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جو واضح دلائل لے کر آئے اور ہم نے تصدیق کی-
تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟	میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک یہ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔
تیرا اس کے بارے میں کیا علم ہے؟	یہ اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے پاس واضح دلائل اور ہدایت لے کر آئے ہیں۔ پس ہم نے قبول کیا اور محمد خاتم النبیین ﷺ کی پیروی کی۔ یہ بات وہ تین مرتبہ کہے گا۔

1۔ تو قبر میں سوال — تیرا رب کون ہے؟
مومن کا جواب — میرا رب اللہ ہے-

2۔ دوسرا سوال — تیرا دین کیا؟
مومن کا جواب — میرا دین اسلام ہے-

3۔ پھر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا چہرہ اقدس دِکھا کر سوال — یہ کون ہیں؟
مومن کا جواب — یہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمّد خاتم النبیین ﷺ ہیں-

4۔ اگلا سوال — تم اس شخص کے متعلق کیا جانتے ہو؟
مومن کا جواب — یہ دنیا میں واضح دلائل لے کر آئے اور اور ان کی پیروی کی۔

5۔ اگلا سوال — تم نے اس شخص کے بارے میں کیا کہا؟
مومن کا جواب — ہم نے ان کی تصدیق کی-

****

گناہوں کا کفارہ

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں۔بعض نعمتیں بظاہر تکلیف دہ معلوم ہوتی ہیں مگر ان کے باعث گناہ معاف ہوتے ہیں۔' بیماری' بھی ان نعمتوں میں سے ایک ہے۔ بیماری دراصل ایک تنبیہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کے لئے تیار رہے کیونکہ بیماری اور تکلیف میں انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بیماری بظاہر انسان کو دکھ اور تکلیف کا احساس دیتی ہے لیکن یہ عاقبت سنوارنے کا پیغام بھی دیتی ہے۔ بیماری اور تکلیف کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بیماری اکثر گناہوں کا کفارہ بن کر انہیں انسان کے نامہ اعمال سے مٹا دیتی ہے۔

1)حدیث:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان کو کوئی رنج دکھ، فکر، غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ جو کانٹا اس کو لگتا ہے، مگر اس کو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتے ہیں، اس لئے بیماری سے انسان کو گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ استغفار کرنا چاہئے۔اور اگر انسان بیماری میں موت کے آثار دیکھے تو سلامتی ایمان کے ساتھ جانے کی دعا کرنی چاہئے"۔(مشکوۃ:1537)

2)حدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ:

"میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ خاتم النبیین ﷺ کو شدید بخار تھا، میں نے جسم اقدس کو ہاتھ لگا کر عرض کیا" یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ کو تو شدید بخار ہے"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا' مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو شخصوں کا ہوتا ہے' راوی کہتے ہیں" میں نے پوچھا کہ اجر بھی دوگنا ہوتا ہے" فرمایا' ہاں' پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا' کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس کو مرض یا اس کے علاوہ کوئی تکلیف پہنچی تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتا ہے جس طرح درخت سے پتے گرتے ہیں"۔(صحیح بخاری: 5648)

3)حدیث:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''جو مسلمان مرد اور عورت ہمیشہ مبتلا آزمائش کا شکار رہیں گے یہاں تک کہ اللہ رب العزت سے ملاقات کریں گے تو ان کے ذمہ کوئی گناہ نہ رہے گا"۔(ترمذی)

4)حدیث:

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"تین چیزیں بھلائی کے خزانوں میں سے ہیں 1۔بھلائی کو چھپانا۔2۔صدقہ کو چھپانا۔3۔مصیبت کو چھپانا"۔(تعف القول: صفحہ 216)

5)حدیث:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کو دنیا میں جلد سزا دیتا ہے، اور جب کسی بندے کے گناہوں کے سبب بھلائی نہیں چاہتا تو اس کو اس کے حال پر چھوڑے رکھتا ہے تاکہ قیامت میں اس کو اس کے اعمال کی پوری پوری سزا دے"۔(جامع ترمذی:2396)

6)حدیث:

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"مریض جب تک حالت مرض میں رہتا ہے اللہ کا مہمان ہوتا ہے۔ ہر روز اس کے لئے ستر شہداء کا عمل اُٹھایا جاتا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ اسے بیماری سے صحت یاب فرما دے تو گناہوں میں سے اس طرح باہر نکل جاتا ہے جس طرح آج ہی وہ ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔اور اگر اس کے لئے موت کا فیصلہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل فرمائے گا"۔(مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 20)

7)حدیث:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن جب مبتلائے آزمائش لوگوں کو اجروثواب سے نوازا جائے گا تو دنیا میں عافیت سے رہنے والے لوگ تمنا کریں گے کہ کاش ان کی کھالوں کو دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا، تاکہ آج انہیں بھی اجر مل جاتا"۔(ترمذی)

8)حدیث:

حضرت محمد بن خالد سلمیؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"بندے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جب ایسا شرف وعزت عطا ہونا مقدر ہوتا ہے، جس کو وہ اپنے اعمال کی وجہ سے حاصل نہیں کرسکتا تو اس کے بدن، مال یا اولاد میں سے کسی ایک کو مصیبت میں مبتلا کردیا جاتا ہے۔ پھراس کو ان مصائب پر صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے جس کی وجہ سے وہ بندہ اس منزلت کو حاصل کرلیتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے مقدر کردی گئی تھی"۔(احمد۔ابوداؤد شریف)

9)حدیث:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"بڑا مرتبہ بڑی آزمائش سے ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اس کو مصیبت میں مبتلا کردیتا ہے، تاکہ جو اس پر صابروشاکر رہے اس پر عطائے الٰہی رہے اور جو ناشکری اور غصہ کرے اس کے لئے غضب الٰہی ہو"۔(ترمذی۔ابن ماجہ)

10)حدیث:

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"کوئی گناہ ایسا ہوتا ہے کہ دنیاوی رنج کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں ہوتا"۔(مشکوۃ المصابیح:1580)

11)حدیث:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"رب کریم کا ارشاد ہے "میری عزت وجلال کی قسم میں دنیا سے کسی کو نہیں اٹھاتا مگر جس کی میں نے بخشش کا ارادہ کیا ہوتا ہے، یا تو اس کو بیماری میں مبتلا کرکے یا اس کے رزق میں تنگی کرکے اس کے گناہوں کا کفارہ کردیتا ہوں"۔"(مشکوۃ المصابیح:138)

12)حدیث:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

"جس بندے کے گناہ بہت ہوں اور اس کی کوئی عبادت ایسی نہ ہو جو اس کے گناہوں کا کفارہ بن سکیں تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو کوئی ایسا غم دیتا ہے جو اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے"۔(مسند احمد، مسند السیدہ عائشہؓ 9/ 500 حدیث نمبر 25291)

13)حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"جب ایک بندہ نیک راہ پر ہوتا ہے پھر بیمار پڑ جاتا ہے، تو جو فرشتہ اس کے اعمال لکھنے پر مقرر رہے اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل اس قدر لکھے جو یہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں اسے صحت یاب کروں یا اپنی طرف بلالوں"۔(مشکوٰۃ۔صحیح بخاری)

ایک مہاجر کہتے ہیں "میں نے ایک شخص کی بیمار پرسی کی اور کہا" مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مریض کو اپنے مرض کے دوران چار خصوصیات حاصل ہوتی ہیں،

1۔ قلم اس سے اٹھالیا جاتا ہے (کہ اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے)

2۔ تندرستی کے ایام میں جو اعمال کرتا تھا ان کا سارا اجروثواب اس کو بدستور ملتا رہتا ہے۔

3۔ اس کے جوڑ جوڑ سے غلطیوں اور کوتاہیوں کو نکال باہر کر دیا جاتا ہے۔

4۔ مر گیا تو مغفرت کے ساتھ مرے گا اور جیتا رہا تو مغفرت کے ساتھ جئے گا"۔

14) حدیث:

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"مریض کا رونا تسبیح کا درجہ رکھتا ہے اور اس کا کراہنا تہلیل (یعنی لا الہ الا اللہ) پڑھنا ہے اور اس کا سانس صدقہ ہے اور اس کی نیند عبادت ہے اور اس کی کروٹیں بدلنا بمنزلہ جہاد فی سبیل اللہ ہے، اور اس کی صحت والے بہترین اعمال جو وہ کیا کرتا تھا بدستور لکھے جاتے ہیں"۔ (تنبیہ الغافلین)

اس لئے بیماری اور مصیبت میں شکر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اور نہ ہی بے صبری کا اظہار کرنا چاہئے کیونکہ صاحب ایمان بندہ جب کسی بیماری یا بلا میں مبتلا ہوتا ہے اور اسی پر صابر و شاکر رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور اسے ایسا پاکیزہ کر دیتا ہے جیسے وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

ایک بزرگ بیماری کو نعمت کہا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور اپنی بیماری کی شفاء کے لئے ان سے دعا فرمانے کو کہا۔ بزرگ کے مریدین نے سوچا کہ اب پیر و مرشد کیسے دعا کریں گے؟ مرشد نے تمام مریدین سے ہاتھ اٹھانے کو کہا اور پھر دعا فرمائی "یا اللہ بیماری بھی نعمت ہے اور شفاء بھی نعمت ہے۔ ہر شخص ہر طرح کی نعمت کا متحمل نہیں ہو سکتا، تو ان کی بیماری کی نعمت کو شفاء کی نعمت سے بدل دے"۔

15) حدیث:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

"نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے سامنے بخار کا ذکر ہوا تو ایک شخص بخار کو برا بھلا کہنے لگا۔ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "بخار کو بُرا نہ کہو کیونکہ بخار گناہوں کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح آگ چولہے کے میل کو دور کر دیتی ہے"۔ (ابن ماجہ)

بخار کی وجہ سے جب گناہ دور ہوتے ہیں تو بخار کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ شکر گزاری کے ساتھ اسکا علاج کروانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے شفاء طلب کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں پر عام لوگوں کی نسبت زیادہ تکلیف آتی ہے۔ مقربین اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں جن میں انبیاء، شہداء اور اولیاء اکرام کا شمار ہوتا ہے، ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات ہوتے ہیں، ان کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے۔ ایسے ہی ان پر جب کوئی تکلیف یا بیماری آتی ہے تو عام انسانوں کی نسبت قدرے شدید ہوتی ہے۔

16) حدیث:

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے سوال کیا گیا:

" آدمیوں میں از روئے بلا سخت تر کون ہیں (جن پر زیادہ بلائیں آتی ہیں)" فرمایا "انبیاء، پھر جوُان کے مشابہ ہوا اور پھر جوُان کے مشابہ ہو"، پھر فرمایا ''آدمی کو اس کے دین کے مطابق مبتلا بلا کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ اگر وہ دین میں نرم ہے تو اس کی مصیبت بھی ہلکی ہوگی اور وہ اس طرح رہتا ہے کہ جب تک زمین پر چلتا ہے یہاں تک کہ اس پر ایک بھی گناہ باقی نہیں رہتا"۔ (ابن ماجہ:4023)

اس حدیث پاک میں بتایا گیا ہے کہ جو شخص اپنے دین پر سختی سے قائم رہتا ہے اور کسی مرحلے پر اس کے قدموں میں لغزش نہیں آتی، اس کی مصیبت اور بلا بھی بڑی سخت ہوتی ہے کیونکہ وہ صاحب یقین ہوتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنی مصیبت پر صبر کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں اپنے گناہوں کی وجہ سے اسی کا اہل تھا تو اس کی وجہ سے اس کا ایمان اور کامل ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق مضبوط ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے گناہ دور ہو جاتے ہیں اور اس کے درجات بلند ہو جاتے ہیں اس کے برخلاف جو شخص اپنے دین میں نرم رو ہوتا ہے اس کی بلا اور مصیبت کی سختی بھی کم ہوتی ہے، اور ہر بلا پر صبر اور نعمت پر شکر نہ ہونے کی وجہ سے ایمان اور تعلق باللہ قوی نہیں ہو پاتا، اور کوئی مرتبہ حاصل نہیں کر پاتا، اور بسا اوقات دین کے دائرے سے نکل جاتا ہے۔

17) حدیث:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے جس کو ہوا جھکاتی رہتی ہے اور مومن مبتلائے آلام

ہوتا رہتا ہے، البتہ منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جس کو کوئی چیز ہلاتی نہیں بلکہ اس کو اُکھاڑا جاتا ہے"۔(مسلم:7092)

اللہ والوں کا کہنا ہے کہ تکلیف اور مصیبت ہمیشہ بھلائی کے لئے آتی ہے کیونکہ تکلیف میں انسان کسی نہ کسی طرح اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے جو اس کے لئے ہر صورت میں بہتر ہو جاتا ہے۔اور مصیبت بُرے اعمال کا مداوا بن جاتی ہے جسمانی تکلیف میں انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف شفاء پانے کے لئے متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس فعل سے راضی ہو کر اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ جو گناہ گار نہیں ہوتے وہ جب کسی بیماری یا مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں تو یہ ان کی آزمائش یا امتحان ہوتا ہے۔اور اس کی وجہ سے ان کے درجات بلند ہوتے جاتے ہیں۔ جب کہ یہ نیک بندے جب بھی کسی بیماری یا مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ بلا اور مصیبت ہمارے ہی شامت اعمال کی وجہ سے ہے۔

چنانچہ ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک دفعہ ایک چوہے نے ان کے جوتے کے تسمے کو کُتر لیا تو اتنا روئے کہ نا معلوم کس گناہ میں مبتلا ہو گیا تھا کہ اس نقصان سے دوچار کیا گیا۔اس کے برعکس گناہ گار لوگوں کو اور عام لوگوں کو جو بیماری اور مصیبت آتی ہیں وہ ان کی اپنی بد اعمالیوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔کیونکہ بعض لوگ برائیوں کو گناہ میں شمار نہیں کرتے اس لئے گناہ پر گناہ کئے جاتے ہیں۔جھوٹ، فریب، ظلم، دھوکہ، حسد، بغض، غرض کہ یہ گناہ انسان اپنی ذاتی اغراض کی خاطر کرتا رہتا ہے ۔جب گناہ زیادہ ہوتے ہیں تو انسان مصائب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوتی ہے، کہ اب توبہ کر اور نیکی کی طرف لوٹ کچھ لوگ اس تنبیہ سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔

بہتر یہی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ ہردم گناہوں سے دور رہے تاکہ تکلیف سے بچے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ تکالیف کے باعث گناہ دور ہوتے ہیں، بلاؤں اور مصیبتوں کے باعث درجات بلند ہوتے ہیں، ہماری بیماری بھی گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔مصیبت بھلائی کے لئے آتی ہے، مصیبت بُرے اعمال کا مداوا ہے جو ہستی اللہ تعالیٰ کے جتنے قریب ہوتی ہے اس پر آزمائش زیادہ ہوتی ہے، بیماری میں تندرست جیسے اعمال کی جزا ملتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی آخری بیماری کے دوران آپ خاتم النبیین ﷺ کے دولت کدے میں آئے، تو لوگوں نے دریافت کیا "اے ابوالحسنؓ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے کس حالت میں صبح کی ہے"؟ تو حضرت علیؓ نے جواب دیا "الحمدللہ اچھی طرح صبح کی ہے اور بیماری سے شفاء پانے والے ہیں"

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت علیؓ سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی صحت یابی کے بارے میں پوچھا تو حضرت علیؓ نے ان الفاظ کے ذریعے جواب دیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا شکر ہے کہ اب آپ خاتم النبیین ﷺ قریب صحت ہیں۔حضرت علیؓ کا یہ جواب یا تو ان کے خیال کے مطابق تھا کہ وہ یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ جلد صحت یاب ہونے والے ہوں گے یا پھر یہ کہ حضرت علیؓ نے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی بیماری کی شدت کے احساس اور صحت سے مایوسی کے باوجود یہ جواب فال نیک کے طور پر دیا۔

اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جب کسی مریض کے وارث سے اس کا حال پوچھا جائے، تو اگرچہ بیماری کی حالت مایوس کُن ہو مگر اس بات میں ادب اور طریقہ یہی ہے کہ فال نیک کے طور پر اس سے اُمید افزا اور خوش کن جواب کے ساتھ بات کی جائے۔

مصیبت دور کرنے کے لئے دعا:

تکالیف اور بیماری میں دعا کرنا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی محبوب سنتوں میں سے ہے، اس لئے بیماری یا تکلیف میں دعا ضرور کرنی چاہئے اور نیک لوگوں سے بھی دعا ضرور کروانی چاہئے۔

1)حدیث:

حضرت سلمان فارسیؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا

"دعا کے علاوہ اور کوئی چیز قضائے تقدیر کو نہیں بدل سکتی، اور عمر کی زیادتی کا سبب سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں"۔(سنن ابن ماجہ)

2) حدیث:

حضرت ابن عمرؓ نے روایت کیا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"دعا ہر مصیبت کو دفع کرتی ہے جو آئی ہو یا جو آنی ہوتی ہے اے اللہ کے بندو خود پر دعا کو لازم کرلو"-(ترمذی)

3) حدیث:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"ایسا کوئی فرد نہیں جو اللہ سے مانگتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا فرما دیتا ہے جو وہ مانگتا ہے یا اس سے بلاؤں کو دور کر دیتا ہے، جب تک وہ شخص گناہ کی دعا نہ کرے یا قطع رحمی نہ کرے"-(ترمذی)

4) حدیث:

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"مسلمانوں میں سے جو کوئی بھی دعا کرے جس میں گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ تین باتوں میں سے ایک کو پورا کر دیتا ہے، یا تو دعا جلد پوری کر دیتا ہے، یا آخرت کے لئے ذخیرہ کر دی جاتی ہے یا اس سے برائی کو دفع کر دیا جاتا ہے"-(رواہ احمد 3/ 18 حدیث نمبر 11150)

صحابہؓ نے عرض کیا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہم کثرت سے دعا کریں گے"-آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اللہ کا فضل بہت زیادہ ہے"۔

بیماری کی مسنون دعائیں:

وہ دعائیں جو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بیماری میں پڑھنے کو کہا، جن سے بیماری میں کمی آتی ہے:

1) اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاسَ وَ اشْفِہٖ وَ اَنْتَ شَافِی لَا شِفَآئَ اِلَّا شِفَائُکَ شِفاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا o (صحیح مسلم:5707)

2) سورہ فلق اور سورہ الناس پڑھ کر پورے جسم پر پھونکنا-(مسند احمد:5529)

3) اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیطَانٍ وَ ھَامَۃٍ وَ عَینٍ لَامَّۃٍ وَ اَعُوذُ بِکَ رِبِ اَنْ یَحْضُرُوْنَ o (صحیح بخاری:3371)

4) تین مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سات مرتبہ یہ دعا (اَعُوذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَ قُدرَتِہٖ مِن شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ) (مسلم:5737)

5) بِسمِ اللّٰہِ اَرْقِیکَ مِنْ کُلِّ شَیءٍ یُؤْذِیکَ وَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَینٍ حَاسِدٍ اللّٰہُ یَشْفِیکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیکَ (میں اللہ کا نام لے کر دم کرتا ہوں ہر اس چیز کے لئے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے، ہر شخص کی برائی یا حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عطا فرمائے، اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں) (صحیح مسلم:5700)

6) لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِینَ (بیماری میں 40 مرتبہ پڑھنے سے مرنے کے بعد شہید ورنہ مغفور)

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)''

****

حصہ دوم

(گناہ کبیرہ اور کفر تک پہنچانے والے گناہ)

بخل

بخل قرآن پاک کی روشنی میں:-

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:-

(1) ترجمہ:"جنہوں نے اپنے آپ کو لالچ میں نہ ڈالا، وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں"۔(سورہ توبہ، آیت نمبر 20)

(2) ترجمہ:"اور سکھاتے ہیں بخل لوگوں کو اور چھپاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے فضل سے دیا"۔(سورہ النساء، آیت نمبر 37)

(3) ترجمہ:"جس نے بخل کیا تو اپنے ہی لئے کیا-"(یعنی جو بخل کرے گا اُس کا عذاب اُسے ہی پہنچے گا)(سورہ محمد، آیت نمبر 38)

بخل احادیث نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں:-

(1) "خرچ کرنے والے اور بخیل کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے دو شخصوں کے جسموں پر دو کُرتے لوہے کے ہوں کہ چھاتی سے لے کر گردن تک، خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو جس قدر خرچ کرتا ہے تو یہ کرتہ پھیلتا جاتا ہے اور کڑیاں ڈھیلی ہوتی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ انگلیوں تک پہنچ جاتا ہے اور بخیل جتنا بخل کرتا ہے اتنا ہی اس کرتے کی کلیاں سکڑتی ہیں یہاں تک کہ جسم میں گڑ جاتی ہیں اور گلا دبنے لگتا ہے، یہ پھیلنا چاہتا ہے مگر پھیل نہیں سکتا"۔(مسند احمد، حدیث نمبر 3359-9837)

(2) " الٰہی مَیں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے اور پناہ مانگتا ہوں نافرمانی سے اور پناہ مانگتا ہوں اِس بات سے کہ حقیر عمر کی طرف لوٹا دیا جاؤں" (بخاری:4707-مسلم:6873-نسائی:5481)

(3) "بخل وحرص سے بچو اس لیے کہ تم سے پہلے لوگ بخل وحرص کی وجہ سے ہلاک ہوئے، حرص نے لوگوں کو بخل کا حکم دیا تو وہ بخیل ہو گئے، بخیل نے انہیں ناتا توڑنے کو کہا تو لوگوں نے ناتا توڑ لیا اور اس نے انہیں فسق وفجور کا حکم دیا تو وہ فسق وفجور میں لگ گئے "۔(سنن ابوداوٗد:1698)

(4) ایک شخص نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے عہد میں شہید ہوا، ایک عورت نے اُس کو روتے ہوئے کہا، ہائے میرے شہید، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" تجھے کیسے معلوم ہے کہ یہ شہید ہے، شاید اس نے کلام بے فائدہ کیا ہو، یا ایسی چیز پر بخل کیا ہو جو دینے سے کم نہ ہوتی ہو"۔(جامع ترمذی:2316)

(5) حضرت ابوسعید خُدری فرماتے ہیں"دو شخص نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں آئے اور ایک اونٹ کا مول مانگا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے انہیں دو دینار دے دیئے، جب وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس سے نکلے تو حضرت عمرؓ اُن کو ملے، انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعریف کی اور شکریہ کہا، حضرت عمرؓ نے خدمتِ اقدس میں اُن کی تعریف اور شکریہ کا تذکرہ کیا، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"انہوں نے قلیل رقم دینے کے باوجود ایسا کیا، حالانکہ فلاں شخص کو میں نے 10 سے زیادہ اور 100 سے کم دیئے ہوں گے، مگر اُس نے کچھ بھی نہ کہا پھر فرمایا، تم میں سے بعضے شخص مانگنے آتے ہیں، مگر جب مانگی مراد بغل میں دبا کر جاتے ہیں تو گویا دوزخ کی آگ بغل میں ہوتی ہے"۔حضرت عمرؓ نے عرض کیا" پھر جو چیز دوزخ کی آگ ہے وہ آپ کیوں دیتے ہیں"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا"اس لیے کہ وہ لیے بغیر ٹلتے نہیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ میرے اوپر بخل کو نہیں مانتا"۔(مسند احمد:3529)

(6) "سخاوت وہ درخت ہے جو جنت میں اُگتا ہے پس جنت میں وہی داخل ہوگا جو سخی ہوگا، اور بخل وہ درخت ہے جو دوزخ میں جمتا ہے تو دوزخ میں وہی داخل ہوگا جو بخیل ہوگا"-(شعب الایمان، بیہقی، کنز العمال، مشکوۃ)

(7) "ظلم سے بچو، کیوں کہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب ہوگا، اور بخیلی سے بچو کیوں کہ بخیلی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا، بخیلی نے انہیں اس بات پر ابھارا وہ لوگوں کا خون بہائیں اور ان کی حرام چیزوں کو حلال سمجھ لیں"-(السلسۃ الصحیحۃ:1316)

(8) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا" سخی گناہ گار اللہ تعالیٰ کے نزدیک عابد بخیل سے اچھا ہے "۔(جامع ترمذی:1961)

(9) "بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے"۔(نسائی:3112)

(10) "دو عادتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں، بخل اور بد خلقی" -(ترمذی:1962)

(11) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"بخیل (جو زکوٰۃ نہیں دیتا) اور زکوٰۃ دینے والے (سخی) کی مثال دو آدمیوں جیسی ہے، دونوں لوہے کے کرتے (زرہ) پہنے ہوئے ہیں، دونوں کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں زکوٰۃ دینے والا (سخی) جب بھی زکوٰۃ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کرتا اتنا کشادہ ہو جاتا ہے کہ زمین پر چلتے میں گھسٹتا جاتا ہے لیکن جب بخیل صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کا ایک ایک حلقہ اس کے بدن پر تنگ ہو جاتا ہے اور اس طرح سکڑ جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن سے جڑ جاتے ہیں۔" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو یہ فرماتے سنا "پھر بخیل اسے ڈھیلا کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ڈھیلا نہیں ہوتا۔" (صحیح بخاری:2917)

(12) نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "سخی آدمی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے، بخیل آدمی اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے، اور جہنم سے قریب ہے، جاہل سخی اللہ کے نزدیک بخیل عابد سے کہیں زیادہ محبوب ہے"۔ (جامع ترمذی:1961)

(13) ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''سخاوت، جنت میں ایک درخت ہے، پس جو شخص سخی ہوگا تو وہ اس کی ایک شاخ کو پکڑ لے گا، پھر شاخ اسے نہیں چھوڑے گی حتیٰ کہ وہ اسے جنت میں لے جائے گی، جبکہ بخیلی وطمع جہنم کا ایک درخت ہے جو شخص بخیل ہوگا تو وہ اس کی ایک شاخ پکڑ لے گا، اور وہ شاخ اسے نہیں چھوڑے گی حتیٰ کہ اسے جہنم میں لے جائے گی۔'' (مشکوۃ المصابیح:1886)

بخل کے متعلق صحابہ کرامؓ کے ارشادات

(1) حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا" عنقریب ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ ایماندار اپنے مال کو دانتوں سے پکڑے گا، (کنجوسی کرے گا) حالانکہ اُس کو اِس کا حکم نہیں ہے"، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جو اُس نے تُم پر کیا ہے مت بھولو "۔

(2) حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ ہر صبح کو دو فرشتے یوں پکارتے ہیں "الٰہی بخیل کا مال جلدی ختم کر اور خرچ کرنے والے کے لیے جلد اِس کے عوض بھیج" - پھر جن ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ راہِ حق میں خرچ کرنے سے روک دیتا ہے انہیں ہدایت نہیں سوجھتی۔

(3) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا کی (جنت عدن) تو اسے ارشاد ہوا" مزین ہو تو وہ آراستہ ہوئی" ، پھر فرمایا" اپنی نہریں ظاہر کر اُس نے چشمہ سلسبیل اور چشمہ کافور اور آبِ تسلیم نکالے، جن سے باغہائے جنت سے شراب اور شہد اور دودھ کی نہریں بہنے لگیں"، پھر ارشاد ہوا "اپنی اور زیبائش ظاہر کر تو کرسی، تخت، چھپر کھٹ، زیور لباس، حوریں ظاہر ہوئیں"، پھر اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا" کچھ بول"، وہ بولی" کیا ہی اچھا ہوگا وہ شخص جو مجھ میں رہے گا"۔ ارشاد ہوا "قسم ہے اپنی عزت کی بخیل کو تجھ میں جگہ نہ دوں گا"۔

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی بُرائی چاہتا ہے تو اُن پر بُرے حاکم مسلط کر دیتا ہے اور اُن کا رزق ان بخیلوں کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔

بخل کے متعلق بزرگانِ دین کے اقوال

(1) حضرت اِمام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں" مَیں کسی بخیل کو عادل نہیں جانتا، اس لیے کہ بخل کے مارے آدمی اپنے حق سے زیادہ لیا کرتا ہے، اس خوف سے کہ کہیں خسارے میں نہ رہوں پس جس کا حال یہ دیکھو وہ امانت کے قابل نہیں ہوتا"۔

(2) بشر بن حارثؒ فرماتے ہیں کہ " بخیل کی غیبت کرنا، غیبت میں شمار نہیں ہوتی"۔

(3) بشر بن حارثؒ کا قول ہے کہ " بخیل کی طرف دیکھنے سے دل سخت ہو جاتا ہے، اور بخیلوں کی ملاقات سے ایمانداروں کے دِل پر کرب ہوتا ہے"۔

(4) یحیٰی بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ "دل بخیلوں کی دُرستی چاہتا ہے، گو وہ بدکار ہی کیوں نہ ہوں، اور بخیلوں سے دل پر نفرت ہی آتی ہے گو وہ نیک ہی کیوں نہ ہوں"-

(5) حضرت یحیٰی بن زکریا علیہ السلام ایک مرتبہ شیطان سے ملے اور اُس سے پوچھا کہ " مجھے یہ بتا لوگوں میں تیرے نزدیک زیادہ محبوب کون ہے؟ اور زیادہ ناپسند کون ہے"؟ اُس نے جواب دیا" زیادہ محبوب تو مومن بخیل ہے اور زیادہ ناپسندیدہ بدکار سخی ہے" -آپؑ نے اس کا سبب پوچھا تو اُس نے کہا کہ " بخیل کو تو اُس کا بخل ہی کافی ہے مجھے اُس پر کام کرنے کی ضرورت ہی نہیں اور جو سخی بدکاری کرتا ہے تو مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں سخاوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُس پر توجہ نہ فرمادے اور وہ میرے ہاتھ سے نہ نکل جائے اور میرے کام کا نہ رہے"۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، حدیث 7382)

(6) روایت کیا ہے" نوشیروان عادل کے پاس دو حکیم (دانا حکمت والے) ہند اور روم سے آئے، نوشیرواں نے ہندی حکیم سے کہا" کچھ کہو"، اُس نے کہا کہ

"آدمیوں میں بہتر وہ ہے کہ جو ملاقات میں سخی ہو، غصہ میں ہوشیار، کہنے میں متامل، رخصت میں تواضع کرنے والا اور قرابت داروں پر شفقت کرنے والا ہو"، نوشیرواں نے پھر حکیم رومی کی طرف دیکھا، حکیم رومی نے کہا کہ "بخیل کا مال اُس کے دُشمن کو پہنچتا ہے، چغلخور فقیر ہو کر مرتے ہیں اور جو شخص کسی دوسرے پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اُس پر ایسے کو مسلط کر دیتا ہے جو اُس پر رحم نہ کرے"۔

حاصل یہ کہ بخل مہلکات میں سے ہے لیکن انسان کونسی چیز سے بخیل متصور ہوتا ہے اور بخل کس شے کا نام ہے، یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ ہر انسان ہی اپنے آپ کو سخی تصور کرتا ہے، حالانکہ وہ غیروں کی نظروں میں بخیل ہوتا ہے۔

بخل اِسی لحاظ سے خطرناک ہے کہ یہ ایک ایسی بیماری ہے جس پر آگاہی نہیں ہوتی، اگاہی ہو تو انسان علاج کرتا ہے۔ جیسے کوئی پاگل اپنے آپ کو پاگل نہیں کہتا، اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر سخاوت ہدایت سے ہے تو بخل معصیت ہے، اس لیے ہر انسان کو اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہیے اور اپنے گناہوں پر اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے، سخی لوگوں کے حالاتِ زندگی اور سخاوت کے بارے میں احادیث کے مطالعہ سے بھی دل میں سخاوت کرنے کا جذبہ اور بخل سے نفرت پیدا ہوتی ہے، اس لیے لوگوں کے سامنے سخاوت کی اہمیت اور بخل سے نفرت کے بارے میں احادیث مبارکہ کا تبادلہ ضرور کرتے رہنا چاہیے۔

بخیلوں کی کچھ حکایات و واقعات:

1۔ محمد بن یحیٰی برمکی بخیل اور بدصورت تھا، کسی شخص نے اُس کے کسی رشتہ دار سے اُس کے دسترخوان کا حال پوچھا، اُس نے کہا کہ "اُس کا دسترخوان چار انگلیوں کے برابر ہے اور پیالے ایسے چھوٹے گویا خشخاش کھود کر بنائے ہوں"، اُس شخص نے کہا کہ ایسے دسترخوان پر کون لوگ آتے ہوں گے، اُس نے جواب دیا کہ "کراماً کاتبین کھاتے ہیں" پھر پوچھا کہ محمد بن یحیٰی کے ساتھ بھی کوئی کھاتا ہے یا نہیں"، اُس نے جواب دیا" مکھیاں کھاتی ہیں" اُس نے کہا تُم تو اُن کے خاص آدمی ہو، یہ کیا بات ہے کہ تمہارے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں، اُس نے کہا" مجھے سوئی میسر نہیں کہ انہیں دُرست کروں" اور زیادہ تو کیا کہوں اتنا جانتا ہوں، اگر بلفرض محمد بن یحیٰی کا ایک کوٹھا بغداد سے لے کر نوبہ تک لمبا موتیوں کا بھرا ہوا ہوتا ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کے ساتھ آکر اس کوٹھے میں سے ایک سوئی حضرت یوسف کا پیرہن ٹانکنے کے لیے جو پیچھے سے پھٹ گیا تھا مانگیں تو محمد بن یحیٰی کبھی نہ دے"۔

2۔ روایت کیا ہے کہ مرجان ابن ابی حفصہ بخل کے مارے گوشت نہ کھاتا تھا، جب بہت جی چاہتا تو غلام سے کہتا، "ایک سری مول لے آ"، اُسے کھا لیتا، لوگوں نے ایک مرتبہ اُس سے پوچھا کہ "کیا وجہ ہے کہ تم جاڑے اور گرمی میں ہمیشہ سری ہی کھاتے ہو"؟ اُس نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ "سری کا نرخ مجھے معلوم ہے، تو اس سے غلام خیانت نہیں کر سکتا، اِس کے سوا گوشت اگر ہو تو غلام اسے پکاتے پکاتے کھا سکتا ہے"۔ سری میں سے یہ بات مفقود ہے کہ اگر اس میں سے آنکھ، کان، یا رخسار کو ہاتھ لگائے گا تو مجھے معلوم ہو جائے گا اور مجھے کئی طرح کا مزا اِس میں ملتا ہے، آنکھ کا مزا اَور ہے، کانوں کا مزا اَور ہے، زبان کا مزا اَور ہے، گدی کا مزا اَور ہے اور مغز کا مزا اَور ہے۔ اِن تمام چیزوں کے الگ الگ پکانے سے بچا رہتا ہوں، اتنے فائدے ہیں ایک سری کے کھانے میں"۔

3۔ حضرت اعمشؒ کا ایک بخیل ہمسایہ تھا، ہمیشہ آپؒ کو دعوت دیتا کہ میرے گھر چل کر ایک روٹی نمک کے ساتھ نوش فرمائیں، آپؒ ہمیشہ اس کو انکار کر دیتے، عرصہ گزر گیا ایک دن آپؒ کو پھر اُس نے دعوت دی اور یہی کہا کہ "میرے گھر میں چل کر ایک روٹی نمک کے ساتھ نوش فرمائیں"، آپؒ کو اُس وقت بڑی بھوک لگی ہوئی تھی، چنانچہ آپؒ نے دعوت قبول کر لی "اُس کے گھر تشریف لائے، اُس نے سامنے ایک روٹی اور نمک لا کر رکھ دیا، اتنے میں ایک سائل آیا اور کچھ درخواست کی صاحبِ خانہ نے کہا،" معاف کرو"، اُس نے پھر سوال کیا، صاحبِ خانہ نے پھر معذرت چاہی، اُس نے پھر سوال کیا، اَب کی بار صاحبِ خانہ نے کہا" جاتا ہے یا ڈنڈا لے کر باہر نکلوں"، اِس بار حضرت عمشؒ نے زور سے پکار کر کہا" شاہ جی چلے جاؤ، بخدا صاحبِ خانہ کہنے کا بڑا پکا ہے، مَیں نے اِس سے سچا کوئی نہیں دیکھا، مدت سے مجھے کہتا تھا کہ ایک روٹی مع نمک کے میرے گھر کھا لو، آج بخدا اِن دونوں چیزوں سے کچھ زیادہ میرے سامنے نہیں رکھا"۔

بخل کے بارے میں یہ بات جاننے کی ہے کہ واجب دو طرح کے ہیں:

1۔ ایک تو وہ جو بحکم شرع واجب ہیں

2۔ دوسرے وہ جو بلحاظِ مروت و عادت ضروری ہیں

سخی وہ ہوگا جو اپنے مال کو نہ واجبات شرعی سے روکے، نہ ضروریاتِ مروت سے اور اگر کوئی بھی ان دونوں میں سے روکے گا تو بخیل ہوگا، اور اگر واجبات شرعی کو ادا

نہ کرے گا تو زیادہ بخیل ہوگا، مثلاً مال زکوۃ نہ دے یا اپنے اہل وعیال کا نفقہ واجب نہ دے، یا زکوۃ تو دے مگر اُس پر نا گوار گزرے تو اُس کی طبیعت کو بخیل جاننا چاہیے۔ گویا تکلیف دیتا ہے، یا اچھا دینے سے اُس کا دل خوش نہیں ہوتا، نہ اوسط درجے کا مال دینے سے راضی ہوتا ہے تو یہ بھی بخل ہے۔ پس بخیل اُس کو کہتے ہیں کہ مال کو ایسی جگہ خرچ کرنے سے روکے جہاں بحکم شریعت یا اقتضائے مروت روکنا نہ چاہیے، اور اس کی مقدار معین نہیں ہوسکتی، مثلاً اگر کسی مالدار کا کوئی پڑوسی کوئی محتاج ہو اور جب مانگے تو اُس کو یہ کہہ کر ٹال دے کہ جو زکوۃ مجھ پر واجب تھی، وہ ادا کردی گئی ہے، اور اب مال میرے پاس نہیں ہے، اس کے جواب کے بعد 2 طرح کی اس سے پوچھ گچھ ہوگی:

1۔ اس کی برائی اس کے مال کے موافق ہوگی

2۔ اگر محتاج شدید الحاجت، صالح اور دین دار اور مستحق ہوگا تو اتنی ہی برائی بھی زیادہ ہوگی

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص واجب شرعی اور واجب مروت کو ادا کردے وہ بخل سے بَری ہوگا۔ ہاں جود وسخی کی صفت پر جبھی آئے گا جب اِس مقدار سے زیادہ خرچ کرے گا کہ فضیلت اور درجات اِسی سے ملتے ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تین چیزیں انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں:

1۔ بخل جس کا آدمی مطیع ہو

2۔ خواہش نفس جس کا وہ پیروکار ہے

3۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا یعنی تکبر"۔ (شعب الایمان للبیھقی)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ اور فہم عطا فرمائے، **آمین**

****

تکبر

تکبر قرآن پاک کی روشنی میں:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بہت جگہ مذمت تکبر کی اور جبار و متکبر کی فرمائی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(1) ترجمہ: "تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کی مزدوری انہیں بھرپور دے کر اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا انہیں دردناک سزا دے گا اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار"۔(سورہ النساء، آیت نمبر 173)

(2) ترجمہ: "اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا"۔(سورہ الاعراف، آیت نمبر 36)

(3) ترجمہ: "وہ تکبر والے بولے ہم سب آگ میں ہیں بیشک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا"۔(سورہ مومن، آیت نمبر 48)

(4) ترجمہ: "اور فرشتے ہاتھ کھول رہے ہیں کہ نکالو اپنی جان تم کو ذلت کی مار ماری جائے گی، اس وجہ سے کہ تم اللہ پر جھوٹ باندھا کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے"۔(سورہ الانعام، آیت نمبر 93)

(5) ترجمہ: "اور دوزخ کے دروازوں سے دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ اور وہ کیا ہی بُری جگہ ہے رہنے کے لیے کبر والوں کو"۔(سورہ النحل، آیت نمبر 29)

تکبر احادیث نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں:-

1-حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیثِ قدسی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند، جو شخص ان دونوں چیزوں میں سے کسی کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اُس کو جہنم میں ڈال دوں گا"۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 448-سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4175)

2-نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا، "تین چیزیں ہلاک ہونے والی ہیں:

1۔ بخل جس کا آدمی مطیع ہو۔
2۔ خواہش نفس جس کا وہ پیروکار ہو۔
3۔ اپنے نفس کا بڑا جاننا یعنی تکبر کرنا"۔ (شعب الایمان للبیہقی)

3-حدیث شریف میں ہے کہ "جنت اور دوزخ میں باہم گفتگو ہوئی، دوزخ نے کہا "مجھ کو جبارین اور متکبرین ملیں گے"، جنت نے کہا "مجھ کو ضعیف اور عاجز لوگ ملیں گے"، اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا "تُو میری رحمت سے ہے، جس پر میں چاہوں گا رحمت کروں گا اور وہ تیرے اندر آئے گا" اور دوزخ سے فرمایا "تُو میرے غضب سے ہے، میرے غضب کے شکار تیرے اندر آئیں گے"۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 7172)

4-ایک اور حدیث میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "برا ہے وہ بندہ جو تکبر کرے اور اترائے اور اللہ بزرگ و برتر کو بھول جائے، اور برا ہے وہ بندہ جو مظلوموں پر قہر ڈھائے اور ظلم و زیادتی کرے اور اللہ جبار برتر کو بھول جائے، اور برا ہے وہ بندہ جو لہو و لعب میں مشغول ہو اور قبروں اور ہڈیوں کے گل سڑ جانے کو بھول جائے، اور برا ہے وہ بندہ جو حد سے آگے بڑھ جائے اور سرکشی کا راستہ اپنائے اور اپنی پیدائش اور موت کو بھول جائے، اور برا ہے وہ بندہ جو دین کے بدلے دنیا کو طلب کرے، اور برا ہے وہ بندہ جو اپنے دین کو شبہات سے ملائے، اور برا ہے وہ بندہ جسے لالچ اپنی طرف کھینچ لے، اور برا ہے وہ بندہ جسے اس کا ہوائے نفسانی گمراہ کر دے اور برا ہے وہ بندہ جسے حرص ذلیل و رسوا کر دے"۔(جامع ترمذی، حدیث نمبر 2448)

5-حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات قریب ہوئی تو انہوں نے اپنے دو بیٹوں کو بُلایا اور فرمایا "مَیں تُم کو 2 چیزوں سے منع کرتا ہوں اور 2 چیزوں کا حکم دیتا ہوں، شرک اور کبر سے منع کرتا ہوں اور "**لا الٰہ الا اللہ**" کا حکم کرتا ہوں۔ چنانچہ زمین آسمان اگر ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور یہ کلمہ دوسرے پلڑے میں، تو کلمہ کا وزن بھاری رہے گا اور دوسری چیز جس کا حکم دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ "**سبحان اللہ وبحمدہ**" یہ ہر چیز کی تسبیح ہے اور اسی سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے"۔(السلسلۃ الصحیحۃ :3130-مسند احمد :9720)

6-سیدنا حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں: "کیا میں تمہیں یہ نہ بتلادوں کہ اللہ کے بندوں میں سے بدترین لوگ کون ہیں؟ وہ ہیں جو بدمزاج اور متکبر ہوتے

ہیں۔ اور کیا میں تمہیں یہ بھی نہ بتلادوں کہ سب سے بہترین بندگانِ خدا کون سے ہیں؟ وہ ہیں جو دو بوسیدہ کپڑے والے ضعیف اور فقیر ہوتے ہیں اور جن کو لوگ بھی کمزور سمجھتے ہیں، لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھادیں تو وہ بھی ان کی قسم پوری کر دیتا ہے"۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 3331)

7- ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت جہنم کی آگ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں دیکھنے والی ہوں گی، دو کان سننے والے ہوں گے اور ایک زبان بولتی ہوگی، وہ کہے گی: مجھے تین قسم کے لوگوں پر مامور کیا گیا ہے (کہ میں انہیں آگ میں داخل کروں):

i- ہر ظالم و متکبر شخص ii- اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنانے والے iii- تصویر بنانے والوں۔'' (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 4502)

8- عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت اللہ آسمانوں کو لپیٹ لے گا، پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لے گا، پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، جابر و متکبر کہاں ہیں؟ پھر وہ زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا، ایک دوسری روایت میں ہے: ''ان کو اپنے دوسرے ہاتھ میں لے لے گا، پھر فرمائے گا، میں بادشاہ ہوں، جابر و متکبر کہاں ہیں؟'' - (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 5523)۔

9- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جو تین باتوں سے بری ہو کر مرے گا، جنت میں داخل کر دیا جائے گا:

(1) کبر سے (2) قرض سے (3) خیانت سے"۔ (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 2921)

تکبر انبیاء کرام علیہ لسلام، صحابہ کرام رضی اللہ اور اولیاء کرام رحمہ اللہ کی روشنی میں:-

1- حضرت سلیمان علیہ لسلام نے ایک روز انسانوں اور جنوں اور چرند پرند کو فرمایا "باہر چلو، دو لاکھ آدمی اور دو لاکھ جن وغیرہ باہر نکلے"، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اونچے اُٹھائے گئے۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے فرشتوں کی تسبیح کی آواز سُنی پھر آپ علیہ السلام نیچے اُتارے گئے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کے پاؤں سمندر سے لگ گئے وہاں آپ علیہ السلام نے ایک آواز سُنی "اگر تمہارے آقا حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوا، تو اُس کو جتنا اونچا کیا تھا اُس سے زیادہ نیچے زمین میں اُتار دوں گا"۔

2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ "خوشحالی ہے اُس شخص کے لیے جسے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کا علم دے اور پھر وہ جبار ہو کر نہ مرے" (یعنی متکبر نہ مرے)۔

3- ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ (صفا) مروہ پر چلے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے، اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمرؓ تو تشریف لے گئے مگر حضرت عبداللہ بن عمروؓ وہیں کھڑے روتے رہے، لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا "عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ سے یوں کہا ہے کہ مَیں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے "جس شخص کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا، اُس کو اللہ تعالیٰ اوندھے منہ دوزخ میں ڈالے گا"۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 266)

4- حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ہے کہ " کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو حقیر نہ جانے، اس لیے کہ مسلمانوں میں جو حقیر ہے وہی اللہ تعالیٰ کے ہاں کبیر ہے"۔

5- حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ " تعجب ہے کہ آدمی روزانہ اپنے ہاتھ سے ایک بار یا دو بار پاخانہ دھوتا ہے اور پھر تکبر کرتا ہے اور آسمانوں اور زمین کے جبار کا مقابلہ کرتا ہے"۔

6- حضرت محمد بن حسین بن علیؒ فرماتے ہیں کہ "جس شخص کے دل میں جس قدر تکبر آتا ہے، اُس قدر اُس کی عقل کم ہو جاتی ہے، اگر کبر کم ہوگا تو عقل کا نقصان کم ہوگا اور اگر کبر زیادہ ہوگا تو عقل کا نقصان زیادہ ہوگا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اچھے اخلاق کے کام کم سوجھیں گے"۔

7- حضرت سلیمانؒ سے کسی نے پوچھا کہ ایسی بدی کون سی ہے جس کے ہوتے ہوئے نیکی مفید نہیں رہتی؟ آپؒ نے فرمایا کہ "وہ کبر ہے"۔

8- احنف بن قیس مصعب بن زبیرؓ کے برابر تخت پر بیٹھا کرتے تھے، ایک روز احنف بن قیس تشریف لائے تو مصعب بن زبیرؓ پاؤں پھیلائے ہوئے تھے اور اُن کو اکٹھا نہ کیا وہ جو بیٹھے تو کہیں پاؤں دب گیا، آپؒ نے اُس کے چہرے سے معلوم کیا کہ اُس کو پاؤں کا دبنا بُرا محسوس ہوا۔ تو فرمایا کہ " تعجب ہے کہ آدمی ز اد تکبر کرے حالانکہ وہ پیشاب کی جگہ سے دو بار نکلا ہے"، یعنی ایک بار جب نطفہ تھا اور دوسری بار پیدائش کے وقت۔

9- حضرت وہبؒ فرماتے ہیں کہ "جب اللہ تعالیٰ نے جنتِ عدن کو پیدا کیا تو اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا "تُو متکبر پر حرام ہے"۔

10- حضرت نعمان بن بشیرؓ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا "شیطان کے پاس بہت سے پھندے اور جال ہیں، اِن میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اترانا، اُس کی عطا پر فخر کرنا اور اس کے بندوں پر تکبر کرنا اور سوائے ذاتِ خُدا کے اور چیزوں میں آرزو کا اتباع کرنا شامل ہے"۔

تکبر کی حقیقت اور اس کے نقصانات:

کبر دو قسم کا ہے۔

1۔　ظاہر　　2۔　باطن

کبر ظاہر نفس کی عادات کا نام ہے اور کبر ظاہر وہ اعمال ہیں جو اعضاء سے سرزد ہوتے ہیں۔اور حقیقت میں عادات باطنی ہی کا نام کبر ہونا چاہیے، کیونکہ اعمال تو اُس عادت کے ثمرات ہیں، تو جب اعضا پر باطن عادت کے آثار آتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اس نے تکبر کیا۔اور جب تک ظاہر نہیں ہوتے ہم کہتے ہیں کہ اُس کے نفس میں کبر ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ تکبر یہ ہے کہ نفس اپنے آپ کو دوسرے پر فائق دیکھ کر راحت پائے، اس لیے کئی چیزیں چاہیں۔

(1)　تکبر کرنے والا۔　(2)　جس پر تکبر کرتا ہے۔　(3)　جس چیز سے تکبر کرتا ہے۔

کبر اور عجب میں فرق ہے، عجب میں صرف ایک شخص عجب کرنے والا ہوتا ہے، یعنی فرض کیا جائے کہ اگر انسان صرف اکیلا ہی پیدا ہو تو ہوسکتا ہے کہ عجب کرے مگر متکبر نہیں ہوسکتا، جب تک غیر کے ساتھ نہ ہو اور اپنے نفس کو صفاتِ کمال میں دوسرے سے برتر نہ جانے، یعنی تکبر میں یہ ضروری ہے کہ ایک مرتبہ اپنے نفس کا سمجھے اور ایک غیر کا اور پھر اپنے مرتبے کو غیر کے مرتبے سے بہتر سمجھنے کا نام کبر نہیں، بلکہ اس سمجھنے اور عقیدہ سے اس میں ایک ایسی پھوک پڑتی ہے جس سے دل میں سامان، حرکت، خوشی اپنے عقیدے کی طرف پیدا ہوتا ہے اور اس سبب سے نفس میں عزت آتی ہے۔اس عزت وحرکت ومیلان کو کبر کہتے ہیں۔

اِس پھوک کا ذکر حدیث شریف میں بھی ہے جیسا کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کبر کی پھوک سے "۔(مشکوۃ المصابیح)

اِس لیے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو جس نے بعد نماز وعظ کہنے کی اجازت مانگی تھی کہ مجھے یہ خوف ہے کہ تو پھول کر شرک تک پہنچ جائے، اور اسی واسطے جب تمیم داری نے جب حضرت عمرؓ سے لوگوں کو واعظ سنانے کی اجازت مانگی تو آپؓ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ "تیرے لیے یہ عمل مثل ذبح کے ہے" اور حضرت حذیفہؓ نے اپنی قوم کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ میرے علاوہ کوئی اور اِمام تلاش کرو اور اُس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔اِس لیے کہ تمہاری امامت سے میرے جی میں یہ بات آئی کہ مجھ سے افضل تم میں سے کوئی نہیں۔مقامِ غور ہے، جب حضرت حذیفہؓ اس بات سے نہ بچے تو آخری زمانے کے لوگ کیسے بچیں گے؟

اَب ہم نے جان لیا کہ متکبر کے نزدیک اپنا رتبہ دوسرے کی نسبت بڑا ہوتا ہے۔اَب وہ اپنے سے کمتر کو حقیر جانے گا اُس سے دُوری چاہے گا، اُس کے ساتھ بیٹھنا اور کھانے میں شریک ہونا پسند نہیں کرے گا اور اگر کبر زیادہ ہوگا تو لوگوں کو غلام تصور کرے گا۔اِس بات کا منتظر رہے گا کہ لوگ مجھے سلام کریں، سیکھنے والے پر نرمی نہ برتے گا، عوام کو ایسا جانے گا جیسے یہ گدھے ہیں جاہل ہیں، کبر کی آفت بڑی مہلک ہے، اس سے خواص تباہ ہوجاتے ہیں اور عابد اور زاہد اور علماء بھی اِس سے کم ہی خالی ہوتے ہیں۔

عوام کا تو ذکر ہی کیا؟ اور کبر میں سب سے بُری چیز وہ ہے کہ جو علم سے استفادہ نہ کرنے دے اور امر حق کو نہ ماننے دے۔

جس پر تکبر کیا جائے اُس کے درجات اور تکبر کا نتیجہ:

انسان با اعتبار سرشت ظالم اور جابر ہے، اِسی وجہ سے کبھی خالق پر تکبر کرتا ہے اور کبھی مخلوق پر، تو اِس اعتبار سے تکبر کی تین قسمیں ہیں۔

1۔　قسم اول، اللہ پر تکبر کرنا

یہ سب اقسام کبر سے بڑی ہیں اور اس کی وجہ صرف جہالت اور سرکشی ہوتی ہے۔جیسا کہ نمرود نے اپنے دل میں ٹھان لی تھی کہ آسمان کے خُدا سے لڑوں گا یا مدعی دعوٰی خُدائی کا کرے، جیسے فرعون ملعون نے کیا تھا۔

2۔　دوسری قسم، رسولوں پر تکبر کرنا

وہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو عزت والا اور بلند سمجھ کر نہیں چاہتا کہ کسی ایسے شخص کی پیروی کرے جو اور آدمیوں جیسا ہو، یعنی رسالت وغیرہ، کا سوچتا ہی نہیں اور کبر کے باعث جہالت کی تاریکی میں رہ کر فرمانبرداری نہیں کرتا اور گمان کرتا ہے کہ مَیں حق پر ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اقوال قرآن مجید میں (سورہ الفرقان، آیت نمبر 60) نقل فرمائے:

ترجمہ: "اور جب کہے ان کو سجدہ کرو رحمٰن کو تو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے؟ ہم اُس کو سجدہ کریں گے جس کو تُو ہمیں کہے گا، اور اس حکم نے انہیں اور بدکنا بڑھایا"؟

وہبؒ فرماتے ہیں "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا تھا" تُو ایمان لے آ، تیری سلطنت تیرے ہی پاس رہے گی"، اُس نے کہا" ہامان سے مشورہ کر لوں"، جب ہامان سے فرعون نے پوچھا تو اُس نے کہا" اَب تو تُو پروردگار ہے لوگ تیری عبادت کرتے ہیں، ایمان لانے پر تُو بندہ ہوجائے گا، کیا دوسروں کی عبادت کرے گا"؟ پس اُس نے خُداوند تعالیٰ کا بندہ بننے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا۔

قتادہؒ کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ اور مسعود ثقفی نے یہ بات کہی تھی "ایک یتیم لڑکا کیسے ہمارے اوپر نبی بن سکتا ہے؟ کوئی رئیس نبی کیوں نہ ہوا"؟ یعنی قریش ایمان والوں کو حقیر جانتے تھے اور ان کا رتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھ جانے کو نہ مانتے تھے اور قریش نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے کہا" ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس کیسے بیٹھیں، یہاں تو یہ لوگ رہتے ہیں یعنی فقیر مسلمان"۔ بحر حال قریش کے کافروں میں بعض تو ایسے تھے کہ کبر کی وجہ سے فکر و معرفت سے باز رہے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے برحق ہونے سے جاہل رہے اور بعض ایسے تھے کہ اُن کو برحق ہونا تو معلوم تھا مگر کبر کی وجہ سے اقرار نہ کرتے تھے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (سورہ البقرہ، آیت نمبر 89)

ترجمہ: "پھر جب پہچانا اُس کو جو پہچان رکھا تھا تو اُس سے منکر ہوئے"۔

3۔ تکبر کی تیسری قسم، بندوں پر تکبر کرنا

یعنی اپنے نفس کو بڑا جانے اور دوسرے کو حقیر۔ یہ قسم اگرچہ پہلی اور دوسری قسم سے کم ہے، تاہم دو وجہ سے بہت بڑی ہے، پہلی وجہ تو یہ ہے کہ کبر، عظمت و عزت، مالک برحق، قادرِ مطلق کو ہی زیبا ہے۔ بندہ تو مملوک و عاجز ہے اور کسی چیز کی بھی قُدرت نہیں رکھتا، اِس میں کبر کیسا؟ اور کس بات پر؟ پس جب بندہ کرے گا، گویا وہ صفت جو خاص اللہ کے واسطے تھی، اُس میں اللہ کا شریک ہوا چاہتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی غلام بادشاہ کا تاج سر پر رکھ کر اُس کے تخت پر بیٹھ جائے اور خیال کرے کہ وہ بادشاہ ہے۔ اَب دیکھیں کہ بادشاہ اس کے اس اقدام پر کتنا ناراض اور ناخوش ہوگا۔ کیونکہ اُس نے بڑی جُرات اور گستاخی کی حرکت کی اسی کے لیے حدیثِ قُدسی وارد ہوئی کہ "عظمت میری ازار اور کبر میری چادر ہے، جو اس میں مجھ سے جھگڑا کرے گا اُس کو توڑ دوں گا"۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 448۔ سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4175)

اس سے مُراد یہ ہے کہ یہ خاص میری صفت ہے اور میرے سوا کسی اور کو زیبا نہیں، جو اس میں مجھ سے نزاع کرے گا وہ میری ایک صفت میں نزاع کرے گا اور بندوں پر بڑائی کرنا اُسی کو زیبا ہے، تو جو کوئی اُس کے بندوں پر کبر کرے گا وہ اللہ کا گناہ گار ہوگا۔ دوسری وجہ جس سے کبر کا عیب بڑا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفت ہوجاتی ہے، کیونکہ متکبر آدمی جب حق بات کسی بندے سے سُنتا ہے تو تکبر کی وجہ سے اس کو مانتا نہیں ہے، بلکہ انکار کے واسطے مستعد رہتا ہے۔

حضرت ابنِ مسعودؓ کہتے ہیں" آدمی کو صرف یہی گناہ کافی ہے کہ جب اُس سے کہا جائے" دیکھ اللہ سے ڈر" تو وہ کہے (جواب دے) کہ" تو اپنے نفس کی حفاظت کر"۔ (یعنی تم اپنی فکر کر مجھے نصیحت نہ کرو) اِسی وجہ سے آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک شخص سے کہا" دائیں ہاتھ سے کھانا کھا"، اُس نے کبر کی وجہ سے جواب دیا، "مَیں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا"، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" ایسا ہی ہوگا" اور پھر اُس کو کبھی بھی داہنا ہاتھ اُٹھانا نصیب نہ ہوا۔ غرض خَلق پر تکبر کرنا بُری بات ہے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام پر تکبر ہوتا ہے اور ابلیس کا حال جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مذکور فرمایا ہے تو اس وجہ سے کہ لوگ اس سے عبرت پکڑیں، اُس نے کہا تھا کہ" مَیں انسان سے بہتر ہوں" اپنے نسب پر کبر کیا کہ "مَیں آگ سے پیدا ہوا ہوں" یہ انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ مگر اس کبر کا انجام کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے حکم سجدہ کا کیا تو اس کو بجا نہ لایا، ابتداء میں کبر اور حسد آدم پر تھا۔ مگر انتہا میں اللہ کے حکم پر ہوگیا۔ اسی واسطے ہلاک ہوا۔

پس بندوں پر تکبر کرنے سے یہ آفت جو حکم الٰہی کے نہ ماننے سے آتی ہے بڑی آفت ہے۔ اسی واسطے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے ثابت بن قیس بن شماسؓ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ جب انہوں نے پوچھا" آپ کو معلوم ہے کہ مجھے نفاست محبوب ہے تو کیا یہ کبر تو نہیں"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا" کبر یہ ہے کہ امر حق کی سرکشی اور لوگوں کی عیب جوئی اور تحقیر کرے" یعنی کبر کی 2 خرابیاں ہیں لوگوں کو حقیر جاننا اور امر حق کا انکار۔ (امام مسلم، امام نووی)

ا۔ پس جو شخص یہ تصور کرے کہ مَیں دوسروں سے بہتر ہوں اور مسلمان بھائی کو حقیر جانے اور امرِ حق کو عمداً جان کر انکار کرے۔ وہ خَلق کے معاملہ میں متکبر ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی کہے" دیکھو یہ کیا کر رہا ہے" تو دوسرا کہے" تو اپنی قبر کی فکر کر"۔

2۔ اور جس کو اس بات کی غیرت ہو کہ خُدائے تعالیٰ سے خشوع کرے اتباع رسول میں عاجزی کرے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کے معاملات میں متکبر

کہلائے گا۔مثلاً فرعون،نمرود، ہامان وغیرہ

تکبر کے اسباب وعوامل

واضح ہو کہ تکبر وہی شخص کیا کرتا ہے جو اپنے نفس کو بڑا سمجھتا ہے۔اور نفس کو وہی بڑا سمجھتا ہے جو یہ جانے کہ اُس میں کوئی صفت،صفاتِ کمال میں سے ہے، یہ کمال دینی ہو یا دنیاوی۔

دینی کمال کی دو قسمیں ہیں۔ (1) علم وعلوم (2) عمل وعبادت

دنیاوی کمال پانچ طرح پر ہے۔(1) نسب (2) جمال (3) قوت (4) مال (5) دوستوں کی کثرت

1-اوّل دینی چیز تکبر کی علم وعلوم ہے:

اوّل چیز تکبر کی علم ہے اور علما کو بہت جلد کبر آتا ہے۔اِسی لیے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ "علم کی آفت تکبر ہے "-(تفسیر ابن کثیر) عالم بہت جلد علم کی وجہ سے مغرور ہوجاتا ہے۔اور اپنے جی میں جمال وکمال علم سے واقف ہو کر اپنے آپ کو بڑا اور لوگوں کو حقیر اور جاہل جانتا ہے۔اور ان کی طرف ایسے دیکھتا ہے اور متوقع ہوتا ہے کہ ان کو مجھے پہلے سلام کرنا چاہیے، یا کبھی خود پہلے سلام کرلیا، یا اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوگیا، یا کسی کی دعوت قبول کرلی۔تو ان باتوں کو اُس شخص پر اپنا احسان جانتا ہے اور اُس کا شُکر گزار رہنا اس پر لازم سمجھتا ہے۔اور اعتقاد کرتا ہے کہ مَیں نے اُس کو سرفراز کردیا کہ یہ کام کیا کہ جس کا وہ مستحق مجھ جیسے شخص سے نہ تھا۔بلکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ اُس کے پاس آتے ہیں، وہ کسی کے پاس نہیں جاتا، لوگ اس کی عیادت کرتے ہیں، اُس کے پاس دوسروں کی عیادت کرنے کا ٹائم ہی نہیں ہوتا۔اور نعمت علم کا شکر عالم سے کم ادا ہوتا ہے۔حالانکہ علم کا تقاضہ تو یہ ہے کہ تمام آدمیوں کو اپنے سے بہتر جانے، اِسی واسطے حضرت ابودرداؓ نے فرمایا تھا کہ جو شخص علم میں زیادہ ہوتا ہے اُس کو درد بھی زیادہ ہوتا ہے۔اور واقعی انہوں نے دُرست فرمایا تھا۔اب اگر یہ دیکھیں کہ بعض اشخاص کو علم کے باعث کبر اور بے خوفی کیوں ہوجاتی ہے۔تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

اوّل یہ کہ وہ شخص حقیقی علم میں مشغول نہیں ہوا، برائے نام علم حاصل کیا۔اس لیے کہ بے خوف ہونا اور متکبر ہونا حقیقی علم کے بعد نہیں ہوتا۔ان کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ " اللہ کے بندوں میں سے اللہ تعالیٰ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں کہ جو جانتے ہیں یعنی جن کو سمجھ ہے "اور جو علوم حقیقی علم کے سوا ہیں مثلاً طب، حساب، لغت، نحو، مناظرہ کا طریقہ وغیرہ، تو جب آدمی صرف انہی علوم کو سیکھتا ہے تو البتہ نفاق اور کبر سے بھر جاتا ہے۔پھر ان علوم کو علوم نہیں کہنا چاہیے بلکہ صناعات کہنا چاہیے۔<u>علم وہی ہے جس سے بندگی اور ربوبیت اور عبادات کا طریقہ معلوم ہو اور اس سے اکثر تواضع ہی پیدا ہوتی ہے۔</u>

دوسری وجہ کبر کی علم کی وجہ سے یہ ہے کہ جب آدمی علم شروع کرتا ہے اُس وقت اُس کا باطن اچھا نہیں ہوتا۔تو " نفس نکما اخلاق بد " کے ساتھ جب تزکیہِ قلب کی طرف علم کے ذریعے متوجہ ہوتا ہے، تو خبیث جگہ پر علم آگیا۔اس واسطے اس کا ثمرہ بھی اچھا نہ ہوا۔اور خیر میں کچھ اثر ظاہر ہوئے، یا کم ہوئے، بلکہ اس علم سے نفس موٹا ہوگیا۔اس کی مثال کو وہبؒ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ **"علم کا حال ایسا ہے کہ جیسے آسمان کا پانی کہ صاف اور شیریں ہوتا ہے۔مگر ہر درخت اس کو اپنی رگوں سے جذب کرتا ہے۔تو جیسا درخت کا ذائقہ ہے ویسا ہی اس پانی کو بدل دیتے ہیں۔تلخ درخت کی تلخی زیادہ ہوجاتی ہے اور شیریں درخت کی شرینی زیادہ ہوجاتی ہے، یہی حال علم کا ہے۔کہ لوگ جو اس کو پڑھتے ہیں تو جیسی جسکی خواہش ہوتی ہے ویسا ہی علم اُن کے حق میں ہوجاتا ہے۔متکبر کا کبر بڑھ جاتا ہے، متواضع کی تواضع زیادہ ہوجاتی ہے۔** کیونکہ جس شخص کی ہمت مثلاً ! کبر کے لیے تھی اور وہ جاہل تھا جب اُس نے علم پڑھا تو سبب کبر اس کے پاس آگیا۔اور زیادہ کبر کرنے لگا اور اگر حالت جہالت میں خائف تھا تو تحصیلِ علم کے بعد زیادہ خوف ہوگیا۔اس لیے کہ اَب حجت خوف کی زیادہ مضبوط ہوگئی۔بہر صورت علم کبر کے بڑے اسباب میں سے ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یہ لوگ دین سے اس طرح دور پھینک دیئے جائیں گے جیسے تیر پھینک دیا جاتا ہے۔پھر یہ لوگ کبھی دین میں نہیں واپس آسکتے، یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ (خود) واپس آجائے، پوچھا گیا کہ ان کی علامت کیا ہوگی؟ تو فرمایا کہ ان کی علامت سر منڈوانا ہوگی۔"(صحیح بخاری، حدیث نمبر 7562)

حضرت عمرؓ نے فرمایا" حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں ایسے لوگوں کا وجود کم ہے کہ ان کو لوگ عالم کہیں اور اُس کی رگ عزت حرکت میں نہ آئے، اگر کوئی ایسا موجود ہے تو وہ اپنے وقت کا صدیق ہے، اُس کو چھوڑنا نہ چاہیے، قطع نظر استفادہ کے، اس کو دیکھنا ہی عبادت ہوگا"-ہمیں تو اس طرح کا کوئی چین میں بھی معلوم ہو تو اُس کے پاس پہنچ جائیں، اُس کی برکت، سیرت، اور صفات سے بہرہ اندوز ہوں، مگر افسوس کہ اس آخری زمانے میں ایسے عالم کہاں؟ وہ لوگ جو اقبال اور عزت والے تھے، قرونِ اوّل اور دوئم

میں ختم ہو چکے، اس زمانے میں تو ایسے بھی کم ہیں جو اس خصلت کے نہ ہونے پر افسوس ہی کر لیں۔

2-دوئم دینی چیز تکبر کی عمل اور عبادت ہے:

زاہد اور عابد کے دل کبر، عزت اور لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے سے خالی نہیں ہوتے، اِن سے بھی دنیا اور دین، دونوں میں تکبر ظاہر ہوتا ہے، دنیا میں تو اس طرح ہے کہ دوسروں کا اپنے پاس آنا انکو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ بہ نسبت اپنا غیروں کے پاس جانے کے اور لوگوں سے توقع کرتے ہیں کہ ہماری حاجتیں پوری کریں اور عزت کریں اور مجالس میں صدر جگہ پر بیٹھائیں اور پرہیزگاری اور تقویٰ سے یاد کریں اور سب امور میں ہم کو مقدم بنائیں۔ گویا عبادت کیا کرتے ہیں خلق پر احسان کیا کرتے ہیں اور دین میں ان کا کبر یوں ہے کہ اپنے نفس کو، ناجی (نجات یافتہ) خیال کرتے ہیں اور لوگوں کو تباہ کار اور ہلاک شدہ تصور کرتے ہیں، جبکہ واقع میں تباہ شدہ وہ خود ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "جب تم کسی شخص کو یہ کہتے سُنو کہ لوگوں کو کہتا ہے کہ "ہلاک ہوئے سب " تو جان لینا کہ سب سے زیادہ وہ خود ہلاک ہوگا" اور یہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اسی واسطے فرمایا کہ اُس کا یہ کہنا اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خُلق اللہ کو حقیر جانتا ہے۔ چنانچہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "مرد کو اتنا ہی شر کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے" (جامع ترمذی، حدیث نمبر 1927) اور جو شخص کسی عابد کو اللہ کے واسطے محبوب جانے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے سبب اُس کی تعظیم کرے اور بڑا جانے اور ایسے درجات کا اُس کے لیے متوقع ہو جن کا اپنے نفس کے لیے نہ ہو تو اس شخص اور عابد میں بہت بڑا فرق ہے۔ اس لیے کہ ایسا آدمی تو اس وجہ سے کہ اُس نے اللہ کے واسطے ایک عابد کی تعظیم کی اس لیے نجات پائے گا اور اللہ کا مقرب ہوگا اور عابد چونکہ لوگوں کے پاس تک بیٹھنے سے متنفر رہا تو وہ غضب الٰہی کا مستحق ہوگا۔ پس کیا تماشے کی بات ہے کہ لوگ تو عابد کی محبت کے سبب اُس کے عمل کا درجہ پائیں اور وہ خود لوگوں کی حقارت کے باعث اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا درجہ پائے اور ایسا ہو گیا کہ گویا کوئی عمل ہی نہ کیا۔

بحر حال یہ آفت ایسی ہے کہ اِس سے کوئی عابد خالی نہیں ہوتا، مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے۔

پس آفت کبر کے اعتبار سے عالم اور عابد تین مراتب پر ہیں۔

1۔ اوّل درجہ تو یہ ہے کہ کبر دل میں جما ہوا ہے اپنے نفس کو دوسروں سے بہتر سمجھتا ہے مگر کوشش کر کے تواضع اختیار کرتا ہے تو ایسے شخص کے دل میں درخت کبر کا ہے لیکن اس نے شاخیں اس کی کاٹ دی ہیں۔

2۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ کبر کو افعال میں بھی ظاہر کرتا ہے، مثلاً اونچا بیٹھتا ہے، لوگوں کو حقیر جانتا ہے، لوگوں پر غصہ کرتا ہے، لوگوں سے اپنے احترام کی توقع کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

3۔ تیسرا مرتبہ اُن لوگوں کا ہے کہ کبر اُن کی زبان پر اس قدر ہے کہ ہر بات میں دعویٰ اور تفاخر غالب ہے۔ مثلاً مَیں نے اتنی نمازیں پڑھیں، مَیں نے اتنے چلے کئے، مَیں رات کو سوتا ہی نہیں، فلاں شخص ایسا ہے کہ نمازیں نہیں پڑھتا، اللہ کا خوف ختم ہو گیا ہے، مَیں تو 2 دن میں ایک قرآن پاک پڑھ لیتا ہوں، فلاں نے میرے ساتھ زیادتی کی تو اُس کا لڑکا چھت سے گر کر مر گیا، وغیرہ وغیرہ۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "کہ جنت وہ شخص نہ جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر کبر ہوگا"۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 266)

تو عالم وہ ہے جو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ کو ارشاد ہے کہ تیری قدر ہمارے ہاں جب تک ہے، جب تک تُو نے اپنے نفس کی قدر نہ کی اور اگر نفس کی کچھ قدر سمجھے گا تو تیری قدر ہمارے ہاں نہ ہوگی، یہ اِس کبر کا حال تھا جو علم اور عمل سے تھا۔

3-تیسری دنیاوی چیز تکبر کی حسب و نسب ہے:

حسب و نسب کی بڑائی دین اسلام میں نہیں ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "میرے نزدیک تم میں سے اچھا وہ ہے جو تقویٰ میں اعلیٰ ہے"۔ (سورہ الحجرات، آیت نمبر 13)

بعض آدمی اپنے نسب کو اتنا اعلیٰ سمجھتے ہیں کہ گویا دوسرے کو اپنا غلام سمجھتے ہیں۔ مثلاً کہا کہ تو ہے کون؟ تیری اصلیت کیا ہے؟ تجھے معلوم ہو جائے گا، مَیں فلاں کا بیٹا، فلاں کا پوتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔

دو شخصوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے سامنے باہم فخر کیا، ایک نے دوسرے سے کہا" مَیں فلاں شخص فلاں کا بیٹا ہوں، تُو بتا کہ تُو کون ہے"؟ پس آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دو شخصوں نے اِس طرح فخر کیا تھا ایک نے دوسرے سے کہا کہ مَیں فلاں کا بیٹا ہوں، فلاں کا پوتا ہوں، فلاں کا پڑپوتا ہوں، اِسی طرح نو پیڑیاں گنوادیں"- اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی "جو شخص فخر کر رہا ہے اُس سے کہہ دو کہ وہ نو کے نو دوزخ میں ہیں اور تُو دسواں ہے"۔((المعجم الکبیر، الحدیث ۲۸۵، ج ۲۰ ص ۱۴۰، ملخصًا)

4-چوتھی دنیاوی چیز تکبر کی جمال ہے:

یعنی کسی کو بونا کہہ دیا، کسی کو کالا کہہ دیا، کسی کو ٹھگنا کہہ دیا، کسی کو لمبو، یہ تمام باتیں تکبر میں شمار ہوتی ہیں۔

5-پانچویں دنیاوی چیز تکبر کا مال ہے:

یہ وہ تکبر ہے جو پیٹ بھروں کا تکبر کہلاتا ہے۔جب پیٹ بھرا ہوتا ہے تو معدہ میں سے ایک دھواں نکلتا ہے جو دل کی آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے۔

6-چھٹی دنیاوی چیز تکبر کی قوت اور زور ہے:

اِس کے لیے یاد رکھیں کہ قوت اور زور صرف اور صرف اللہ کو زیبا ہے-

7-ساتویں دنیاوی چیز تکبر کی کثرت ہے:

مددگاروں کی، غلاموں کی، کنبہ کی بادشاہ کو لشکر کی، یہ وہ باتیں ہیں جن پر آدمی تکبر کرتا ہے اور اپنی حقیقت کو سامنے نہیں رکھتا۔

پس کبر صرف امر باطن ہی کا نام ہے یعنی اپنے نفس کو بڑا جاننا اور اس کی قدر کو دوسرے کی قدر سے زیادہ سمجھنا اور اس امر باطن کا صرف ایک ہی سبب ہے کہ جس کو عجب کہتے ہیں، پس عجب کبر باطنی ہے، تکبر ظاہری اعمال اور اقوال اور احوال میں سرایت کرتا ہے۔اور کینہ بعض اوقات بے عجب بھی تکبر پر آجاتا ہے۔تو تکبر کے چار سبب ہوئے:

i- عجب ii- کینہ iii- حسد iv- ریا

کبر کا علاج

کبر مہلکات میں سے ہے اور کوئی آدمی اس سے خالی نہیں اور اس کا دُور کرنا فرضِ عین ہے۔صرف تمنا سے نہیں جاتا، بلکہ علاج سے اور ان دواؤں کے استعمال سے جو اس کی جڑ کو کھوکھلی کرتی ہیں جاتا ہے۔اس کے علاج کی دو صورتیں ہیں، اوّل یہ کہ دل میں جو اس کی جڑ ہے اُس کو بنیاد سے نکال دیا جائے، دوئم یہ کہ جن اسباب سے آدمی دوسروں پر تکبر کرتا ہے اُن اسباب کو دُور کر دیا جائے۔علمی اور عملی دونوں علاج کرنے ہوں گے۔تب شفائے کامل حاصل ہوگی۔

علمی علاج تو یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کو اور خُدائے تعالیٰ کو پہچانے، اِسی سے انشاء اللہ تعالیٰ کبر زائل ہو جائے گا۔مطالعہ اور علاج عملی یہ ہے کہ اعلانیہ تواضع اللہ کے واسطے کرے، جس طرح کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا طریقہ مبارک تھا(تواضع کا طریقہ کھانے میں، پینے میں، لباس میں)اِسی طرح حضرت سلمان فارسیؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپؓ نیا کپڑا کیوں نہیں پہنتے، آپؓ نے فرمایا کہ "میں غلام ہوں جس روز آزاد ہوں گا تو اُس روز نیا کپڑا پہنوں گا"۔اسلام سے پہلے عرب کی قوم اس قدر متکبر تھی کہ کسی کے ہاتھ سے اگر کوڑا گرتا تو وہ اِسے اُٹھانے کے لیے جُھکتا نہ تھا۔اگر جوتے کا تسمہ کُھل جاتا تو اُس کو نہ باندھتا کہ جھکنا پڑے گا۔

چنانچہ حکیم بن حزامؓ نے اوّل اوّل بیعت میں آپ خاتم النبیین ﷺ سے یہ شرط کی تھی کہ رکوع اور سجدہ کھڑے کھڑے کیا کروں گا۔اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے منظور فرمایا تھا، آخر وہ پکے عابد کامل بن گئے تھے۔

غرض اہلِ عرب کے نزدیک سجدہ کرنا اور جھکنا کمال ذلت اور پستی کی علامت تھی، اس لیے نماز کا حکم ہوا، تا کہ ان کا تکبر ٹوٹے اور دلوں میں تواضع پیدا ہو، اِس لیے نماز کو جو دین کا ستون کہتے ہیں، تو اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔اِن میں سے ایک بندے کے اندر سے کبر کا ختم کرنا بھی ہے۔اِس طرح جب علم اور عمل دونوں میں تواضع پیدا ہو جائے گی تو کبر ختم ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ اپنی شانِ کریمی کے صدقہ میں ہم میں عاجزی انکساری اور تواضع پیدا کرے اور تکبر اور عجب سے بچائے۔آمین

****

جاہ اور ریا (شہرت اور دکھاوا)

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں "جس شخص نے شہرت کو اچھا جانا اس نے اللہ کو نہ جانا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کی قبر کے پاس رو رہے تھے، حضرت عمرؓ نے پوچھا اے معاذؓ کیا ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے سنا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے چھپے ہوئے متقیوں کو دوست رکھتا ہے کہ اگر غائب ہو جائیں تو کوئی ان کو تلاش نہ کرے اور اگر سامنے آئیں تو کوئی ان کو نہ پہچانے۔ ایسے لوگوں کے دل چراغ ہدایت ہوا کرتے ہیں''۔ (سنن ابن ماجہ، جلد 5، حدیث نمبر 3989 - مشکوۃ المصابیح، جلد 3، حدیث نمبر 5328)

لوگوں کے دل میں جگہ کرنی اور جاہ کی محبت اور فضیلت ہر ایک فساد کی جڑ ہے، یہاں پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ انبیاء، اولیاء اور آئمہ تو سب سے زیادہ مشہور ہیں ان کی شہرت سے بڑھ کر اور شہرت کیا ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شہرت مزموم وہ ہے جو انسان کو طلب ہو لیکن بندے کی اپنی چاہت کے بغیر شہرت کا پایا جانا برا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ شہرت سے نقصان ضعیفوں کو ہوتا ہے، زبردستوں کو نہیں۔ اور ضعیفوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پانی میں ہاتھ پیر مارنا جانتا ہو اور اتفاق سے اس کے گرد بہت سے ڈوبتے ہوئے لوگ اس کو آ چمٹیں گے اور وہ بھی ان کے ساتھ ہلاک ہو جائے گا اور جو زبردست تیراک ہے اس کی شان کے مطابق یہ ہے کہ لوگ اس کو پہچانیں تاکہ ڈوبتے لوگ اس سے التجا کریں تو وہ ان کو بچا سکے اور ثواب پائے۔

مال اور جاہ دنیا کے دو رکن ہیں۔ مال کے معنی تو یہ ہیں کہ جن چیزوں سے نفع ہو ان کا مالک ہونا اور جاہ کے معنی یہ ہیں کہ جن دلوں سے اپنی تعظیم اور اطاعت مطلوب ہے ان کا مالک ہو جانا اور جس طرح مال دار غنی وہ کہلاتا ہے جو روپیہ پیسہ پر قدرت رکھتا ہو اسی طرح صاحب جاہ وہ شخص کہلاتا ہے جو لوگوں کے دلوں کو اس طرح قابو میں رکھے کہ جو مطلب اور حاجت وہ ان سے چاہے حاصل کر سکے۔ پس جس طرح کہ دوسروں کا مال مفت یا کسی چیز کے عوض لے لینا جائز ہے اسی طرح دوسروں کے دل کا بھی مکر و فریب سے مالک ہو جانا ناجائز ہے کیونکہ دلوں کی ملکیت مال کی ملکیت سے بڑھ کر ہے۔ بعض کا قول ہے کہ جب کوئی تجھے کہے کہ تو اچھا آدمی ہے اور یہ قول تجھ کو بہ نسبت اس قول کہ تو برا آدمی ہے اچھا معلوم ہو تو بخدا تو برا آدمی ہے۔ جندبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شہرت کی خاطر کوئی عمل کرتا ہے تو (روز قیامت) اللہ اس شخص کو (لوگوں کے سامنے) ذلیل فرمائے گا (کہ اس نے اس نیت سے عمل کیا تھا) اور جو دکھلاوا کرتا ہے تو اللہ اسے (لوگوں کو) دکھلا دے گا (کہ یہ شخص ریا کار ہے)۔'' (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 5316)

ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے سامنے کسی کی مدح کی گئی آپ خاتم النبیین ﷺ نے مادح کو ارشاد فرمایا تیرا برا ہو تو نے اپنے ممدوح کی کمر توڑ دی (اگر وہ اس پر راضی ہوا) تو قیامت تک فلاح نہ پا سکے گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ'' تم آپس میں ایک دوسرے کی منہ پر مدح و تعریف کرنے سے بچو، کیونکہ اس طرح تعریف کرنا گویا ذبح کرنا ہے''۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 3743)

''ریا'' کے اصلی معنی یہ ہیں کہ لوگوں کو اچھی خصلتیں دکھا کر ان کے دلوں میں اپنا مقام بنایا جائے۔ واضع رہے کہ ریا حرام ہے اور ریا کار اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (سورۃ الماعون آیت نمبر 5 - 4)

فويل للمصلين الذين هم عن صلوتهم ساهون

ترجمہ: ''سو خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں''۔

حضرت مجاہدؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ ریا کار لوگوں کے لیے کہا گیا ہے۔

محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ نبی خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تمہارے متعلق شرک اصغر کا سب سے زیادہ اندیشہ ہے۔'' انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! شرک اصغر سے کیا مراد ہے؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''ریا کاری۔'' (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 5334)

ایک اور حدیث میں یوں وارد ہوا ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ کانپتی تھی، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کر کے زمین کے لیے میخیں بنا دیا۔ فرشتوں نے کہا" اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز پہاڑوں سے زیادہ سخت نہیں بنائی" (یعنی پہاڑ قوی تر مخلوق ہیں) اللہ تعالیٰ نے لوہے کو پیدا کیا، لوہے نے

پہاڑوں کو کاٹ ڈالا، فرشتوں نے کہا "لوہا قوی تر مخلوق ہے"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا کیا، آگ نے لوہے کو پگھلا دیا، فرشتوں نے کہا "آگ قوی تر مخلوق ہے"، اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا، پانی نے آگ کو بجھا دیا، فرشتوں نے کہا "پانی قوی تر مخلوق ہے"، اللہ تعالیٰ نے ہوا کو پیدا کر دیا، ہوا نے پانی میں ہلچل مچا دی، فرشتوں نے کہا "ہوا قوی تر مخلوق ہے"۔ اب فرشتوں میں اختلاف پیدا ہوا "قوی تر مخلوق کون سی ہے"؟ پھر جب آپس میں جواب طے نہ کر سکے تو رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے "باری تعالیٰ تیری قوی تر مخلوق کون سی ہے؟ تو نے اپنی مخلوق میں قوی تر مخلوق کس کو بنایا ہے"؟ ارشاد ہوا کہ ''میرے نزدیک قوی تر مخلوق اس آدم کا دل ہے جو خیرات دائیں ہاتھ سے کرتا ہے اور بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔ اس سے زیادہ قوی تر مخلوق میں نے نہیں بنائی''۔ (ترمذی، کتاب التفسیر، باب 95)

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''دو بھوکے بھیڑیئے جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچائیں گے جتنا نقصان آدمی کے مال و جاہ کی حرص اس کے دین کو پہنچاتی ہے''۔ (جامع ترمذی، حدیث نمبر 2376)

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تم میں سے کوئی شخص جب اپنے اسلام کو عمدہ بنالے (یعنی نفاق اور ریا سے پاک کر لے) تو ہر نیک کام جو وہ کرتا ہے اس کے عوض دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر برا کام جو کرتا ہے تو وہ اتنا ہی لکھا جاتا ہے (جتنا کہ اس نے کیا ہے)"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 42)

عبداللہ بن عمروؓ نے کہا: "اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! مجھے جہاد اور غزوہ کے بارے میں بتایئے"، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اے عبداللہ بن عمرو! اگر تم صبر کے ساتھ ثواب کی نیت سے جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں صابر اور محتسب (ثواب کی نیت رکھنے والا) بنا کر اٹھائے گا، اور اگر تم ریا کاری اور فخر کے اظہار کے لیے جہاد کرو گے تو اللہ تمہیں ریا کار اور فخر کرنے والا بنا کر اٹھائے گا، اے عبداللہ بن عمرو! تم جس حال میں بھی لڑو یا شہید ہو اللہ تمہیں اسی حال پر اٹھائے گا"۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 2519)

عباد بن تمیمؒ اپنے چچا (عبداللہ بن زید بن عاصمؓ) سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں "اے عرب کے لوگو! اے عرب کے لوگو! (تین مرتبہ) مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف ریا اور پوشیدہ شہوت (خواہش) کا ہے"۔ (السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 1427)

ابن الادرعؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ایک رات میں نبی خاتم النبیین ﷺ کا پہرہ دے رہا تھا، آپ کسی ضرورت سے باہر نکلے۔ آپ نے مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ ہم چلتے ہوئے ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا تھا اور بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ نبی خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ممکن ہے یہ ریا کاری کر رہا ہو"۔ میں نے کہا

"اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! یہ تو صرف بلند آواز سے قرآن پڑھ رہا ہے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے میرا ہاتھ جھٹک دیا پھر فرمایا "تم اپنے آپ پر غلبہ پا کر اس معاملے کی حقیقت تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے"۔ پھر ایک رات آپ خاتم النبیین ﷺ اپنی کسی ضرورت سے نکلے، میں آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا ہم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو نماز میں قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ میں نے کہا "ممکن ہے یہ ریا کاری کر رہا ہو"۔ نبی خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہرگز نہیں، یہ تو مناجات کرنے والا ہے"۔ میں نے دیکھا تو وہ عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ (منتظم اور مشکلات سر کرنے والا) تھے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 2472)

ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہمارا رب (روزِ قیامت) اپنی پنڈلی ظاہر کرے گا تو ہر مومن مرد اور مومنہ عورت اس کے لیے سجدہ ریز ہو جائیں گے، صرف وہی باقی رہ جائے گا جو دنیا میں ریا اور شہرت کی خاطر سجدہ کیا کرتا تھا، وہ سجدہ کرنا چاہے گا لیکن اس کی کمر تختہ بن جائے گی (اور وہ سجدہ کے لیے جھک نہیں سکے گی)۔'' (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 5542)

ام معبدؓ بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے، میرے عمل کو ریا سے، میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھوں کو خیانت سے پاک کر دے، کیونکہ تو خیانت کرنے والی آنکھوں کو جانتا ہے اور جو کچھ سینے (دل) چھپاتے ہیں (تو اسے بھی جانتا ہے)۔'' (مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 2501)

روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک شخص کو گردن جھکائے دیکھا تو فرمایا "اپنی گردن اٹھا خشوع (عاجزی) گردن میں نہیں ہے بلکہ دلوں میں ہے"۔ حضرت ابو امامہ باہلیؓ نے ایک دن ایک شخص کو مسجد میں روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا "اگر تو اپنے گھر میں (چھپ کر) روتا تو تیرے لیے بہت اچھا تھا"۔

حضرت علیؓ نے فرمایا "ریا کار کی تین علامتیں ہیں۔ جب اکیلا ہو تو سست ہو، جب مجمع میں ہو تو خوش اور اپنی تعریف سن کر زیادہ عمل کرنا شروع کردے"۔

ایک شخص نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے سوال کیا "اگر میں تلوار سے اللہ کی راہ میں لڑوں اور نیت رضائے الٰہی اور لوگوں کے تعریف کی ہو تو کیا ایسا ممکن ہے"؟ آپ نے فرمایا "تجھے کچھ نہ ملے گا (یعنی اس ریا پر کوئی اجر نہیں ملے گا)" اس شخص نے تین بار یہ سوال کیا اور آپؓ نے تینوں بار یہی جواب دیا۔

ایک شخص نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے پوچھا "ہم میں سے بعض آدمی نیکی کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ لوگ بھی تعریف کریں اور ثواب بھی پائیں"۔ آپ نے پوچھا "کیا تمہیں یہ منظور ہے کہ اللہ کا غضب تم پر ہو"؟ کہا "نہیں" فرمایا "پھر جو عمل اللہ کے واسطے کرو اس کو اخلاص کے ساتھ بس اسی کے لیے کرو"۔

حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ ''یہ نہیں کہنا چاہیے کہ عمل میں نے رضائے الٰہی اور تمہاری رضا کے واسطے کیا ہے یا رضائے اہل قربت کے لیے'' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو درہ مارا پھر فرمایا "تو مجھ سے اس کا عوض لے لے (یعنی غلطی سے مار دیا ہے)" اس نے عرض کیا "میں نے آپ کے لیے اور اللہ کے لیے آپ کو معاف کیا"۔ آپؓ نے فرمایا کہ ''یہ تو کچھ بھی نہ ہوا یا تو تُو اس کو میری خاطر معاف کر مجھ پر احسان کر یا پھر اللہ کی خاطر معاف کردے اور اللہ کو راضی کر''۔ اس نے عرض کیا "میں نے اللہ کی خاطر معاف کیا"۔ آپؓ نے فرمایا "اب ٹھیک ہے"۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں "میں ایسے لوگوں کے ساتھ رہا ہوں کہ ان کے دل میں حکمت کی ایسی باتیں گزرتی تھیں کہ اگر ان کو زبان پر لاتے تو ان کے ساتھیوں کے لیے مفید ہوتیں مگر شہرت کے ڈر کی وجہ سے نہیں کہتے تھے۔ ریا کار قیامت میں چار ناموں سے پکارا جائے گا۔

(1) اے ریا کار (2) او زیاں کار (3) او مکار (4) او بدکار، جا جس کے لیے عمل کیا کرتا تھا اس سے اجرت لے لے ہمارے پاس تیرے واسطے کچھ نہیں ہے"۔

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ بندے کی نیت پر اتنا دے گا کہ اتنا عمل پر نہیں دے گا اس لیے کہ نیت میں ریا نہیں ہوتا (دکھاوا)۔"

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ فرماتے ہیں "جس نے مشہور ہونا چاہا اس نے اللہ تعالیٰ کا تقدس نہیں کیا"۔

اوصاف عبادت میں ریا کے تین درجے ہیں:

پہلا درجہ یہ ہے کہ ایسے فعل میں ریا کرے جس کے چھوڑنے میں نقصان عبادت کا ہو۔ مثلاً کوئی شخص قصد کرے کہ جلدی سے نماز ادا کر لیتا ہوں اور اس قصد میں رکوع، سجدہ، اور قیام میں تخفیف کرے مگر جب لوگ دیکھتے ہوں تو رکوع، سجدہ اور قیام اچھی طرح کرے، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص اپنے رب کی حقارت کرتا ہے۔

2۔　دوسرا رکن ریا کاری کا جس کے واسطے ریا کرتا ہے۔ کیونکہ ریا کاری کا کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہوتا ہے۔ خواہ مال، خواہ جاہ، مثلاً کوئی شخص عبادت وتقوی کثرت نوافل میں ریا اس واسطے کرے کہ لوگوں میں امین مشہور ہو کر اوقاف یا کسی ادارے یا یتیموں کے مال یا زکوۃ وصدقے کی تقسیم پر مقرر کر دیا جاؤں۔

3۔　تیسرا درجہ یہ ہے کہ ریا سے نہ معصیت مقصود ہے نہ مال کا لینا اور نہ کوئی اور قرض لیکن اظہار عبادت اس لیے کرے کہ کوئی حقارت کی نظر سے نہ دیکھے۔ سب عزت کریں اور لوگ اس کو عام کی مانند نہ جانیں بلکہ اپنے آپ کو خواص میں ظاہر کرے اور زاہدوں میں کہلانا پسند کرے۔ جب تک آدمی اپنے دل میں انسان اور حیوان کے مطلع ہونے میں عبادات میں فرق سمجھے گا، تب تک جان لیں کہ اس میں ایک شاخ ریا کی موجود ہے۔ پس اگر عمل میں مخلص ہو گا تو اللہ کے علم پر قانع ہو کر بندوں میں سے عقلاً کو بھی حقیر جانے گا اور ان کی بھی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔ جیسے کہ بچوں اور دیوانوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسے ہر دم یہ خیال رہے کہ میرا رزق میری موت میرے ثواب کا بڑھانا اور عذاب کا کم کرنا بھی بندوں کے اختیار میں نہیں ہے اور جس طرح بچے اور دیوانے ان اشیاء پر اختیار نہیں رکھتے ویسے ہی عاقل شخص بھی اگر ایسا نہ جانے گا تو ریائے خفی کی آمیزش اس کے اندر ہوگی۔ یعنی وہ ریا سے خالی نہ ہوگا۔ ایک شخص نوافل ادا کرتا ہے۔ اس وقت اس کے پاس تماشائیوں کا گذر ہوتا ہے یا کوئی بادشاہ چلا آتا ہے اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ میری طرف دیکھے یا نماز کے دوران کوئی چیز اپنے حال میں سے یاد آتی جس کو بھولا ہوا تھا اور اس کی تلاش کی خواہش کی اگر آدمی نہ ہوتے تو نماز توڑ کر اس کو ڈھونڈ تا لیکن آدمیوں کی مذمت اور خوف سے نماز پوری کی تو ایسی صورت میں ثواب باطل ہو گیا اور یہ حال اگر فرض نماز میں واقع ہوا ہے تو فرض کو از سر نو ادا کرنا ہوگا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ جو کوئی اپنے عمل میں ایک ساعت ریا کرے اس کے تمام عمل باطل ہو جائیں گے اور یہ نماز کے لیے ہے۔ صدقہ خیرات پر صادق نہیں ہے اس لیے کہ صدقہ خیرات کی ہر چیز الگ الگ ہے جس چیز میں ریا کی جائے گی اس کا باقی حصہ بھی ضائع ہو جائے گا روزہ اور حج نماز کے بھی یہی مسائل ہیں۔ بنی تمیم کے ایک شاعر نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے سامنے عرض کیا ''یعنی میری تعریف آدمی کی زینت ہے اور میرا برا کہنا اس کے حق میں معیوب'' آپ خاتم النبیین

ﷺ نے اس کا یہ ارشاد سن کر فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے۔ یہ شان اس معبود کی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ یعنی اللہ کی تعریف کرنا زینت ہے اور اس کے برا کہنے سے بے شک عیب لگتا ہے۔ آدمی کی تعریف اور مذمت سے کچھ نہیں ہوتا۔ مثلاً آدمی اگر اللہ کے نزدیک برا ہے تو لوگوں کے اچھا کہنے سے کیا اچھا ہو جائے گا؟ اور اگر آدمی اللہ کے نزدیک اچھا ہے تو لوگوں کے برا کہنے سے کیا برا ہو جائے گا؟

روایت ہے کہ ابی حفص آہنگرؒ کے مریدوں میں سے کسی نے ان کے جلسے میں دنیا کی مذمت کی انہوں نے فرمایا کہ تو نے وہ بات ظاہر کردی جس کو خفیہ رکھنا چاہیے تھا اس لیے کہ دنیا کی مذمت کے پیچھے تیرے زہد کا دعویٰ پایا جاتا ہے۔

ریا کے خطرات تین ہیں۔ بعض اوقات تو سب کے سب ایک ساتھ ہی آتے ہیں۔ گویا ایک خطرہ معلوم ہوتا ہے اور بعض اوقات ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔

1۔　اپنے اعمال کی اطلاع لوگوں کو معلوم ہونے کی آرزو کرنا۔

2۔　اپنے نفس کی تعریف کو پسند کرنا

3۔　خود اپنے آپ کو اچھا جاننا

ایک شخص نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے سوال کیا" مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ باری تعالیٰ بھی مجھے اچھا جانے اور خلق بھی مجھے محبوب سمجھے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''دنیا میں زہد اختیار کر اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا اور دنیا کو لوگوں کی طرف پھینک دے خلق خدا تجھ سے محبت کرنے لگے گی''۔ لوگوں کی محبت اپنے ساتھ کبھی مباح (جائز) کبھی اچھی ہوتی ہے کبھی بری۔ اچھی تو اس صورت میں ہے کہ تو لوگوں کی محبت کو اس لیے محبوب جانے کہ ان کی وجہ سے تصور محبت الٰہی ساتھ رہتا ہے اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو بندوں کے دلوں میں اس کو محبوب بنا دیتا ہے اور مذموم (بری) اس صورت میں ہے کہ تو خود یہ چاہے کہ تیری نماز روزہ اور تیرے حج پر لوگ تیری تعریف کریں اور یہ اس لیے بری ہے کہ اطاعت الٰہی پر سوائے اللہ کے ثواب کے دوسروں کی مدح کا خواستگار ہوا اور مباح (جائز) یہ صورت ہے کہ لوگوں کی محبت کا خواہاں ہو۔ دلوں کی محبت کا حکم مثل محبت حال کے ہے کیونکہ لوگوں کے دلوں میں جگہ کرنی اور جاہ کی محبت اور فضیلت ہر فساد کی جڑ ہے۔ مال اور جاہ دنیا کے دو رکن ہیں۔ مال کے معنی یہ ہیں کہ نفع بخش چیزوں کا مالک ہو جائے اور جاہ کے معنی یہ ہیں کہ جن دلوں میں اپنی تعظیم اور اطاعت مطلوب ہے ان کا مالک ہو جائے۔ مال دار غنی کہلاتا ہے اور روپیہ پیسہ پر قدرت رکھتا ہے اسی طرح صاحب جاہ وہ شخص کہلاتا ہے جو لوگوں کے دلوں کو اس طرح قابو میں رکھے کہ جو مطلب اور حاجت ان سے چاہے وہ ان سے حاصل کر سکے اور جیسے مال کی محبت رکھنے والا یہ چاہتا ہے کہ میرے پاس غلام، لونڈی زر سب کچھ ہو ایسے ہی طالب جاہ یہ چاہتا ہے کہ سب لوگ میری غلامی کریں اور ان کے دلوں پر مجھے کلی اختیار ہو۔ بلکہ طالب جاہ تو اس سے بھی بڑھ کر بہت کچھ چاہتا ہے۔ اسلیے کہ مالدار تو لونڈی، غلام زر کا زبردستی مالک ہوتا ہے اور لوگ اپنی طبعیت سے ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم کسی کے زرخرید ہوں اور اگر ان کو اختیار دے دیا جائے تو ہرگز ہرگز مالکوں کے پاس رہنا گوارہ نہ کریں۔ بخلاف صاحب جاہ کے کہ لوگ اس کی اطاعت خوشی سے کرتے ہیں اور آزاد شخص اپنی طبیعت کی خواہش سے اس کے غلام بنتے ہیں۔ جب دل کسی کے وصف کے معتقد ہوتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا عالم وفاضل ہے تو زبان خود بخود اس کی ثنا میں کھلتی ہے۔ بہت سے مخلص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے اخلاص کا سبب یہی ہوا کہ انہوں نے کسی ریاکار کی اقتدا کی گو وہ اللہ کے نزدیک ریاکار تھا مگر اس کی اقتدا سے دوسروں کو فائدہ ہو گیا۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کا کام ایسے لوگوں سے بھی لے لیتا ہے جن کا اپنا دین میں کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ (استغفر اللہ)

حکم یہ ہے کہ جس شخص کا دل قوی اور اخلاص کامل ہو اور آدمی اس کی نظروں میں حقیر اور ان کی تعریف اور مذمت اس کے نزدیک مساوی ہو اور اظہار بھی ایسے لوگوں میں کرے جن سے توقع اقتدا کی اور رغبت خیر کی معلوم ہوتی ہو تو عبادت کا اظہار جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ بشرطیکہ نیت صاف اور سب آفات سے سالم ہو۔ اس واسطے کہ اظہار میں خیر کی ترغیب ہے اور خیر کی ترغیب بھی ایک ''امر خیر'' ہے چنانچہ حضرت سعید بن معاذؓ کا قول ہے کہ میں نے شروع اسلام سے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں نماز میں سوائے نفس کے کسی اور چیز کا خطرہ ہوا ہو۔ اور کسی ایسے جنازے میں نہیں گیا جس میں منکر نکیر کے سوال و جواب کے سوا دھیان کسی اور طرف گیا ہو اور جب بھی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی کوئی بات سنی اسی وقت یقین ہو گیا کہ یہی حق ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں" مجھے اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کہ میں تونگر ہو گیا ہوں یا مفلس اس لیے کہ مجھے یہ تو معلوم ہی نہیں کہ تونگری یا مفلسی میں سے میرے حق میں کیا بہتر ہے"؟

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں" میرے اوپر کوئی ایسا حال نہیں گزرا کہ میں نے یہ تمنا کی ہو کہ مجھ پر کوئی دوسرا حال ہوتا تو اچھا تھا"۔ ایک شخص نے حضرت عمرؓ

سے پوچھا ''امیر المومنین اگر آپؓ اجازت دیں تو میں صبح کے وقت وعظ سنا دیا کروں''۔ آپؓ نے اسے منع کر دیا اس نے عرض کیا کہ آپ مجھے لوگوں کو نصیحت کرنے سے روکتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں تو پھول کر آسمان پر نہ پہنچ جائے اور یہ اس لیے فرمایا کہ آپ نے اس شخص میں علامات رغبت جاہ اور قبول خلق کی دیکھیں کچھ لوگوں کا وعظ اچھا اور خود بظاہر اچھے ہوتے ہیں لیکن دل میں محبتِ جاہ کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اس لیے علم کے فتنوں سے بچنے کے لیے کہا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ ''اے برے عالموں، تم روزہ نماز، صدقہ بجالاتے ہیں اور جس کام کو لوگوں کو کہتے ہو وہ خود نہیں کرتے۔ لوگوں کو نصیحت کرتے اور خود عمل نہیں کرتے ہو اور ہوائے نفس کو اپنائے ہوئے ہو۔ بدن کو صاف کر لیا اور دل ناپاک رہا۔ سچ کہتا ہوں کہ تم چھلنی کے موافق ہو کہ اچھا آٹا نیچے گر پڑے اور بھوسی اندر رہ جائے۔ یہی حال تمہارا ہے کہ منہ سے حکمت کی باتیں نکالتے ہو اور سینے میں کدورت بھری ہوئی ہے۔ اے دنیا کے بندو بھلا وہ شخص کیسے آخرت کو پائے گا جس سے نہ دنیا کی شہوت منقطع ہو نہ دنیا کی رغبت؟ میں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے دل تمہارے اعمال پر روتے ہیں۔ دنیا کو تم نے اپنی زبان میں رکھا ہوا ہے اور عمل کو پاؤں تلے دنیا کی بہتری سے آخرت کو بگاڑا۔ تمہارے نزدیک دنیا کا سنورنا آخرت کے سنورنے سے زیادہ محبوب ہے اگر غور کرو تو تم سے زیادہ کمینہ کوئی نہیں۔ تمہارا برا ہو کب تک اندھیرے میں چلنے والوں کو راستہ بتاؤ گے اور خود اندھیرے میں کھڑے رہو گے؟۔ گویا ارباب دنیا سے تمہاری یہ غرض ہے کہ وہ تمام دنیا تمہارے لیے چھوڑ دیں بس کرو۔ بس کرو تم نہیں جانتے کہ اگر چراغ چھت پر رکھ دیا جائے تو گھر کے اندھیرے کے لیے کیا فائدہ؟ اسی طرح اگر نور علم تمہارے منہ میں ہو اور دل اجڑے اور تاریک رہیں تو تم کو ایسے علوم سے کیا فائدہ؟ اے دنیا کے بندو تم متقی بندے نہیں ہو کیا عجب ہے کہ دنیا تم کو جڑ سے اکھاڑ دے اور منہ کے بل گرا دے پھر نتھنوں کے بل اوندھے ہو جاؤ اور تمہارے گناہ تمہارے ماتھے کے بال پکڑیں اور پیچھے سے علم تم کو تھکا دے اور اس حال میں تم کو ننگے سر اور ننگے پاؤں بادشاہ حقیقی کے سامنے لے جائیں اور وہ بے نیاز تمہاری خطاؤں پر واقف ہو کر تم کو تمہارے اعمال بد کی سزا دے۔'' (احیاء العلوم-امام غزالی)

بحر حال جن لوگوں کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ ان کو دکھلانا مقصود نہیں ہے بلکہ اللہ کی محبت اور اخلاص باعث واعظ ہے تو ایسے لوگوں کو سنا چاہیے۔

حضرت ابودرداؓ فرماتے ہیں کہ اگر مجھ کو پچاس ہزار دینار ہر روز آمدنی ہو اور میں ان کو دمشق کی مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑا ہو کر تقسیم کروں تو یہ بات مجھے پسند نہیں ہے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے ساتھ رہوں جن کی شان میں یہ آیت اتری ہے۔

ترجمہ: ''نہیں غافل کرتی ان کو سوداگری نہ بیچنا اللہ تعالیٰ کی یاد سے''۔ (سورہ نور، آیت نمبر 37)

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹےؒ کو نصیحت کی کہ ''اپنا خوف خدا لوگوں کو اس غرض سے نہ دکھانا کہ لوگ تیری تعظیم کریں''۔ (سورہ لقمان، آیت نمبر 18) اسی طرح لمبی سانس بھرنا، ذکر یا تلاوت کے وقت لوگوں کے سامنے رونا، جس سے لوگ یہ خیال کریں کہ یہ شخص ہر وقت آخرت کے غم میں رہتا ہے یہ ریا ہے اور ایسا بندہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو گا۔ کبھی آدمی میں خوف الٰہی کا غلبہ اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ اس سے اپنا نفس قابو میں نہیں رہتا لیکن عین اسی وقت وسوسہ ریا بھی پیش آتا ہے اور انسان اس کو قبول کر کے آواز کو اور زیادہ دردناک بنا لیتا ہے یا آنسوؤں کو منہ پر ہی رہنے دیتا ہے کہ کوئی دیکھے کہ آنسو خوف الٰہی سے نکلے ہیں۔ کبھی یوں ہوتا ہے کہ زوال عقل اور حالت شدید کے ساتھ گر جاتا ہے مگر جلد افاقہ ہو جاتا ہے لیکن لوگوں کے دکھلاوے کو نہیں اٹھتا تو یہ تمام باتیں شیطان کے فریب اور نفس کے وسواس میں داخل ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس طرح کے سب اعمال منافقوں کے ہوتے ہیں اور

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ''نعوذ باللہ من خشوع النفاق''

ترجمہ: ''نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ''۔ (سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

نفاق کا خشوع یہ ہے کہ بظاہر اعضاء خشوع کریں لیکن باطن میں خشوع نہ ہو۔ یہ جان لینا چاہیے کہ بندے کا عمل ظاہر جس سے لوگوں کو فریب دیا کرتا ہے ایک دن ختم ہو جائے گا۔ صرف اور صرف امر باطن پر جزا دی جائے گی اسی وجہ سے بعض اکابر تو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ الٰہی میں اس بات کی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ لوگ مجھے جانیں کہ میں تجھ سے ڈرتا ہوں جبکہ تو مجھ سے ناراض ہو''۔

حضرت امام زین العابدینؒ یوں دعا مانگا کرتے تھے ''الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس امر سے کہ لوگوں کی نظروں میں تو میرا ظاہر اچھا ہو اور ان سے الگ ہو کر تیرے لیے میرا باطن برا ہو لوگوں کے دکھاوے کو تو اچھے عمل کروں اور تیرے لیے برے عمل پیش کروں۔ حسنات (نیکیاں) سے لوگوں کا تقرب چاہوں تیرے پاس سیات (گناہ) لے کر آؤں اور تیرے غصے اور ناراضگی کا باعث بنوں اے میرے پروردگار عالم ان باتوں سے مجھ کو پناہ دے''

حضرت ایوبؑ سے ایک شخص نے کہا تھا "ایوبؑ جو لوگ اللہ سے حاجت مانگتے وقت اپنے ظاہر کی حفاظت اور باطن کی بربادی کرتے ہیں ان کے منہ سیاہ ہوں گے"۔

یہ ہیں آفات ریا کی۔ بندے کو چاہیے کہ دل کی خوب حفاظت کرے تاکہ آفات پر مطلع ہو جایا کرے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "ریا" کے ستر دروازے ہیں اور ان میں بعض پوشیدہ تر بعض سے ہیں"۔ یہاں تک کہ کچھ چیونٹی کی چال کے موافق ہیں اور کچھ اس سے بھی پوشیدہ اور ظاہر ہے کہ جو اس قدر پوشیدہ چیز ہو۔ اس کو بغیر زبردست شدت تلاش کے معلوم نہیں کیا جا سکتا اور کوشش کے بعد بھی اگر معلوم ہو جائے تو غنیمت ہے۔

سلامتی یہ ہے کہ عابد آدمی اور جانور عبادت کرتے وقت ایک سے معلوم ہوں۔ یعنی عبادت پر کسی کے مطلع ہونے سے اسے کوئی فرق نہ پڑے۔ ایسا وہی کرے گا جس کے دل میں جما ہوا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور عمل اس طرح کرے کہ گویا زمین پر اکیلا ہی ہے۔ کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔ تو ایسے شخص کے دل میں خلق کا خطرہ اول تو ہوتا ہی نہیں اور اگر ہوتا بھی ہے تو بہت کم کہ جس کا دور کرنا اس کے لیے مشکل نہیں ہوتا۔ غرضیکہ شیطان کے مکروفریب ریا کے معاملے میں اتنے ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے اور ایک انسان کو ان سے جبھی نجات ملتی ہے جبکہ اللہ کے سوا ہر چیز کو دل سے نکال دے۔ پھر اول اول جب آدمی مشقت اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کی مدد فرماتے ہیں اور کام کو آسان کر دیتا ہے۔ گرانی اور مشقت کو دور فرما کر صبر کرنا سہل اور طاعت کو محبوب کر دیتا ہے۔ اس کے بعد طاعات و مناجات کی وہ لذت عنایت فرماتا ہے جس سے تمام لذتیں بھول جاتی ہیں۔ اس کے بعد شہوات کے فنا کرنے کی طاقت دے دیتا ہے بلکہ خود ان کو دبا دینے کا کفیل ہو جاتا ہے اور مدد پر مدد پہنچائے جاتا ہے۔ اس لیے کہ کریم اپنے امیدوار کی کوشش کو ضائع نہیں کیا کرتا اور نہ اپنے محب کو اس کی آرزو سے محروم کرتا ہے۔ وہ خود ارشاد فرماتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہوا کہ "جب بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور جب بندہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ بڑھتا ہوں اور جب بندہ میری طرف دو ہاتھ بڑھتا ہے تو میں چار ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور جب بندہ میری طرف چار ہاتھ آتا ہے تو میں اس کا ہاتھ پیر بن جاتا ہوں یعنی وہ کام کرتا ہے تو میں کام کر رہا ہوتا ہوں وہ بات کرتا ہے تو میں بات کر رہا ہوتا ہوں وہ چلتا ہے تو گویا میں چل رہا ہوتا ہوں اور فرماتا ہے کہ نیک بندوں کا شوق میری ملاقات کے لیے زیادہ ہوتا ہے۔ سبحان اللہ۔ (احیاء العلوم-امام غزالی)

اسی لیے بندے کو چاہیے کہ شروع میں اپنی سخت کوشش اور صدق و اخلاص کر گزرے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے جود و کرم اور رحمت کا نظارہ کرے کہ باری تعالیٰ اسے کیسے کیسے نوازتا ہے؟۔

عالم کا عجب ہے نظارہ
دامان نگاہ ہے پارہ پارہ
مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے
مومن کا مقام ہر کہیں ہے

****

حسد

حسد کی تعریف:

حسد یہ ہے کہ کسی صاحب نعمت سے زوال نعمت کی آرزو کی جائے خواہ وہ نعمت دینی ہو یا دنیاوی۔یعنی کسی کو کھاتا پیتا اور آسودہ حال دیکھ کر اپنا دل جلانا۔اور اُس کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا۔اِس خراب جذبے کا نام حسد ہے۔

قرآن پاک سورۃ النساء آیت نمبر 54

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

ترجمہ:" کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اُس نعمت پر جو عطا فرمائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے "۔

حسد کا شر اتنا خطرناک ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو بھی تلقین کی گئی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اس کے شر سے پناہ مانگیں۔

سورہ فلق آیت نمبر 5

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

ترجمہ:"اور (آپ خاتم النبیین ﷺ کہیے کہ میں پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے حسد سے "۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:"حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اِس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو یا فرمایا جیسے آگ گھاس کو"۔(ابوداؤد)

حسد کی قباحت:

حسد باطنی بیماری ہے کہ اس کا بیمار دنیا میں تو چین پاتا ہی نہیں ہے آخرت میں بھی برباد ہوتا ہے۔یعنی اپنی اِس بیماری سے اپنی آخرت کو بھی خراب کر لیتا ہے۔

قرآن پاک کے بیان کردہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا گناہ جو آسمان میں کیا گیا اور سب سے پہلا گناہ جو زمین میں کیا گیا وہ حسد ہی کی وجہ سے ہوا -

(احیاء العلوم وتفسیر معارف القران 845/8 بحوالہ تفسیر قرطبی)

آسمان پر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا۔کہ میں آدم سے بہتر ہوں اور آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مردود اور ملعون قرار دیا گیا۔زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا یہ اِس دنیا میں پہلا قتل تھا۔اِس کا قصہ یوں ہے کہ حضرت حوا علیہ السلام ہر مرتبہ دو جڑواں بچے جنم دیا کرتیں تھیں۔اِس طرح ایک وقت میں ایک ساتھ پیدا ہونے والے بچے سگے بہن بھائی ہوا کرتے تھے۔اِس لیئے ان کی آپس میں شادی نہیں ہوسکتی تھی۔اِس حساب سے قابیل کے ساتھ ہونے والی لڑکی اُس کی سگی بہن تھی اور اُس کی شادی قابیل سے نہیں ہوسکتی تھی۔ہابیل نے اپنی شادی کا ارادہ قابیل کے ساتھ ہونے والی لڑکی سے کیا۔تو قابیل نے کہا کہ اس سے میں شادی کروں گا۔ہابیل نے کہا کہ یہ گناہ ہے اُس لڑکی کی شادی تم سے نہیں ہوسکتی۔وہ لڑکی بے حد حسین تھی۔قابیل کو حسد نے مارا کہ اتنی خوبصورت لڑکی ہابیل کو نہیں ملنی چاہیے اور اس نے ہابیل کو قتل کر دیا۔حسد اور حرص میں انسان اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے۔شیطان جب ان دونوں میں سے کسی ایک یا دونوں کا احساس کسی کے دل میں پاتا ہے تو اُسے اس دل کے تباہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور ایسے انسان کے دل کو گناہوں میں گھسیٹ لیتا ہے۔روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جب چلنے کو تیار ہوئی تو اُن کی نظر شیطان پر پڑی وہ بھی کشتی میں سوار ہو گیا تھا۔حضرت نوح علیہ السلام نے اُس سے کہا" تو یہاں کیوں آیا ہے"؟ شیطان نے کہا اس لیئے کہ یہ لوگ دل میں میرے ہمنوا رہیں یعنی باطن میں میرے کہنے پر عمل کریں اور ظاہر میں آپ کا کلمہ پڑھیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا:

"نکل مردود کہیں کے"

شیطان نے کہا:

"سنو میں تمہیں بتاتا ہوں (کام کی بات) دنیا میں لوگ پانچ عادات سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔اُن میں سے تین میں آپ کو ابھی بتائے دیتا ہوں۔فوراً وحی آئی

"شیطان سے دو باتیں پوچھ لیں۔ باقی تین آپ کے لیے غیر متعلق ہیں"۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا:

"دو باتیں بتا دو"۔

شیطان نے کہا:

" کہ ان میں سے ایک حسد ہے۔ یہ حسد ہی تھا جس کی وجہ سے میں بارگاہ الٰہی سے مردود اور ملعون ہوا۔ اور دوسری چیز حرص ہے۔ اگر آدم علیہ السلام جنت میں ہمیشہ رہنے کی حرص نہ کرتے تو انہیں جنت سے نہ نکالا جاتا"۔

حاسد اور کینہ رکھنے والا شخص ہنر مند کے کام میں نقص نکال کر اپنے دل کو سکون پہنچاتا رہتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک خشک دماغ آدمی ایک صاحب مرتبہ کی برائیاں بیان کر رہا تھا۔ قریب ہی ایک صاحب دل بھی تشریف فرما تھے۔ صاحب دل نے خشک دماغ آدمی سے کہا "اے دوست! اگر آپ بد بخت ہیں تو اِس میں اُس نیک بخت انسان کا کیا قصور ہے"؟ یہ جملہ سنتے ہی وہ منہ بناتا اور بڑبڑاتا ہوا اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔

حاسد دوسروں کو اپنے سے کمتر دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ کسی کا اچھا حال یا بلند اقبال دیکھ کر کبھی خوش نہیں ہوتا۔

ایک بادشاہ اپنے ایک سپاہی کے بیٹے کو بہت پسند کرتا تھا۔ وہ اپنی عقل، سمجھ، دانائی اور ذہانت میں بے مثل تھا۔ چھوٹی سی عمر میں اُس میں بزرگی کی علامات نظر آتی تھیں۔ اُس کی ہوش مندی کی صفت سے اُس کی پیشانی درخشاں تھی ان اوصاف کی وجہ سے یہ لڑکا بادشاہ کی نظر میں بہت عزیز و مقرب ہو گیا۔ بادشاہ کے باقی ملازمین اور درباری اِس لڑکے کی قدر و منزلت دیکھ کر اُس سے بہت حسد کرتے تھے۔ انہوں نے موقعہ دیکھ کر ایک دن اُس لڑکے پر بد دیانتی کا الزام لگایا اور اُس کو قتل کروانے کی کوشش کی۔ بادشاہ معاملے کو بھانپ گیا اور لڑکے سے اِس کی وجہ دریافت کی۔

لڑکے نے جواب دیا:

" عالی جاہ اللہ آپ کی بادشاہی کو سلامت رکھے۔ میں تو ہر طرح سے ان کو راضی رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن یہ مجھ سے راضی ہی نہیں ہوتے۔ دراصل یہ میرے اور آپ کے نزدیک ہونے سے حسد کرتے ہیں۔ آپ کے انعامات کی بارش جو آپ مجھ پر کرتے رہتے ہیں ان کو نہیں بھاتیں۔ عالی جاہ! یہ حاسد مجھ سے اس وقت راضی ہوں گے جب آپ مجھ سے یہ نعمتیں اور انعامات واپس لے لیں گے۔ میں تو دعا کرتا رہتا ہوں کہ میری وجہ سے کسی کو کوئی تکلیف کوئی رنج نہ پہنچے۔ لیکن میں ان حاسدوں کا کیا کروں جو بذات خود ہر وقت رنج میں مبتلا رہتے ہیں یہ لوگ تو مرنے تک میری خوشحالی کے دکھ سے رہائی نہیں پا سکتے کیونکہ حسد کی بیماری سے موت کے سوا چھٹکارا نہیں ہوتا۔ یہ بد بخت یہ تمنا کرتے ہیں کہ بلند نصیب والوں کی نعمتیں اور ان کے مرتبے ان سے چھن جائیں۔ بادشاہ سلامت اگر اندھوں کو دن کی روشنی نظر نہ آئے تو اس میں آنکھوں والوں کا کیا قصور"؟ بادشاہ غور سے اِس لڑکے کی باتیں سنتا رہا اور پھر مسکرا کر اُس کو جانے کا اشارہ کر دیا (یعنی جاؤ اپنا کام جاری رکھو)

حسد اور کینہ رکھنے والا آدمی ہنر مند کے کام میں نقص نکال کر اپنے دل کو سکون پہنچاتا ہے۔ حاسد اپنی آگ کا ایندھن خود ہوتا ہے۔ جسے وہ خود اندر ہی اندر بھڑکاتا رہتا ہے۔

سلطان محمود غزنوی کے محبوب وزیر ایاز نے اپنے پرانے کپڑے اور جوتے ایک کمرے میں رکھے ہوئے تھے۔ وہ روزانہ اِس کمرے میں جاتا۔ اپنے پرانے کپڑوں اور جوتوں کو دیکھتا اور کہتا "اے ایاز قدر خود بشناس"

ترجمہ: "اے ایاز اپنی قدر پہچان، بادشاہ کی خدمت میں آنے سے پہلے تیری یہ اوقات تھی۔ یہ جوتے اور پیوند لگے کپڑے تو پہنتا تھا اپنے موجودہ مرتبہ پر نازاں ہو کر اپنی اصل کو نہ بھول جانا"

محمود غزنوی کے دربار کے بہت سے درباری اور ملازمین ایاز سے حسد کرتے تھے۔ ایاز کا روزانہ صبح یا شام کو اِس کمرے میں جانا ان ملازمین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکا۔ انہوں نے آپس میں کہنا شروع کیا کہ یہ دیکھا جائے کہ یہ وہاں کیوں جاتا ہے؟ کسی نے کہا ہو نہ ہو دربار کی کوئی نہ کوئی چیز اٹھا کر وہاں جمع کر رہا ہے۔ شاہی خزانے کے جواہر چرا چرا کر وہاں رکھ رہا ہوگا۔ بحر حال انہوں نے ایک دن محمود غزنوی کو بتایا " کہ ایاز شاہی خزانے کی کچھ چیزیں فلاں کمرے میں جمع کر رہا ہے"۔

بادشاہ کو ایاز کی وفاداری اور پاکبازی کا پورا یقین تھا۔لیکن یہ سچ ہے کہ انسان کے ساتھ شیطان بھی لگا ہوا ہے۔اُس کے دل میں خیال آیا کہ کمرے کو کھلوا کر دیکھ لینے میں کیا حرج ہے؟ اُس نے حکم دیا کہ کمرے کو کھولا جائے۔ بادشاہ کا حکم پاتے ہی حاسدین نے قفل کو توڑ دیا۔اور یوں اندر گھسے جیسے گندگی میں مکھی اور مچھر گھس جاتے ہیں انہوں نے کوٹھری کا گوشہ گوشہ چھان مارا۔انھیں وہاں سوائے بوسیدہ کپڑوں اور جوتوں کے کچھ نہ ملا۔آپس میں کہنے لگے ایاز بہت چالاک ہے۔ضرور اُس نے زرو جواہرات دفن کر دیئے ہیں۔انہوں نے کدالیں اور پھاوڑے لے کر تمام فرش اکھاڑ دیا۔مگر کچھ ہاتھ نہ آیا تو جھنجھلا کر کوٹھری کی دیواریں توڑنے لگ گئے کہ شاید وہ خزانہ اینٹوں کے اندر چھپا ہوا ہو ہر اینٹ سے لاحول کی آواز آنے لگی۔آخر ندامت اور پشیمانی کا پسینہ اُن کی پیشانیوں سے بہہ بہہ کر چہرے پر آنے لگا۔اُن کے حسد کا ثبوت وہ گڑھے اور ٹوٹی ہوئی دیواریں تھیں جنہیں حاسدین نے اپنے حسد کی آگ میں اندھے ہو کر گرایا تھا۔اِس بے ہودہ کاروائی کے بعد اب اُنہیں یہ خوف ہوا کہ بادشاہ کو کیا بتائیں گے؟ آخر روتے ہوئے چہروں کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے کہا یہ تمہیں کیا ہوا ہے تمہارے چہروں پر یہ وحشت کیوں برس رہی ہے؟ حاسدین بادشاہ کے قدموں میں گر گئے اور معافی مانگنے لگے۔ بادشاہ نے ان تمام کو واپس چلے جانے کا اشارہ کیا اور پھر ایاز کی طرف دیکھ کر کہا" ایاز تم روزانہ کبھی صبح اور کبھی شام کو اُس کمرے میں جا کر کیا کرتے ہو؟ اُن پیوند لگے کپڑوں اور اُن بوسیدہ جوتوں کو کمرے میں رکھنے کا مقصد کیا ہے؟ کیا وہ قمیض حضرت یوسف علیہ السلام کا پیرہن ہے؟ یا وہ جوتے کسی عظیم ہستی کے ہیں"؟

ایاز کی آنکھوں سے موتیوں کی لڑی جاری ہو گئی۔عرض کیا" عالی جاہ میرا موجودہ مرتبہ آپ ہی کے لطف وکرم کا مرہون منت ہے۔ورنہ میں تو حقیقت میں ایک مسکین اور بے نوا آدمی ہوں۔اور یہی پرانے کپڑے اور جوتے پہننے کے لائق ہوں۔ بادشاہ سلامت یہ میرے پرانے دِنوں کی یادگار ہیں ان کی حفاظت کرنے سے میری غرض یہ ہے کہ میں اپنے بلند مرتبہ اور شان پر مغرور ہو کر کہیں اپنی حقیقت کو نہ بھول جاؤں۔اصل میں مَیں ان چیزوں کی حفاظت نہیں کرتا بلکہ اپنی اصلیت کی حفاظت کرتا ہوں"۔

بادشاہ نے کہا:"افسوس! حاسدین سرخرو نہ ہو سکے"

حاسد ہمیشہ دوسرے کے نقصان کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔حاسد دوسروں کے لیئے بددعا کرتا ہے۔حاسد کو بددعا دینے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ خود ہی اپنی لگائی ہوئی آگ میں جل بُھن جاتا ہے۔

ایک بیوپاری کو ایک ہزار دینار کا خسارہ ہوا۔اُس نے یہ بات بیٹے سے کہی اور یہ بھی کہا کہ بیٹے یہ بات کسی کو نہ بتانا۔ بیٹے نے کہا کہ ابا جان میں یہ بات کسی کو نہیں بتاؤں گا۔لیکن مجھے یہ بتائیں کہ اِس بات کو چھپانے میں کیا خوبی ہے؟ اس کے باپ نے کہا" بیٹا بتانے سے مصیبت دوہری ہو جائے گی ایک تو ہمارا نقصان ہوا ہے دوسرے حاسدین خوش ہوں گے اور لاحول بھی پڑھیں گی"۔

حاسد اللہ تعالیٰ کی نعمت پر بخل کرنے والا ہوتا ہے۔وہ خواہ مخواہ بندوں سے دشمنی کرتا رہتا ہے۔حاسد پر ہزار احسان کرو لیکن وہ پھر بھی دل سے دشمن ہی رہتا ہے۔ حاسد کا دشمن اُس کا اپنا حسد ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنے دشمن حسد کے ہاتھوں گرفتار رہتا ہے۔حاسد دراصل وہ بدبخت ہے جو اپنے کیئے کی سزا خود ہی کو دے رہا ہوتا ہے۔

اکثر اوقات انسان کی ذہانت فطانت، امانت، دیانت اور کامل وفاداری ہی اُس کی دشمن بن جاتی ہے۔محمود غزنوی کے غلام ایاز کی انہی خوبیوں نے اس کے بے شمار دشمن اور حاسدین پیدا کر دیئے تھے۔ بلکہ انہی خوبیوں کی وجہ سے سلطان محمود غزنوی ایاز کو اپنے قریب رکھتا تھا اور اس پر پورا اعتماد کرتا تھا۔ایک دن سلطان محمود کے ایک دوست نے ایاز کے بارے میں کہا" آپ ایک ادنیٰ غلام ایاز کو اپنے باقی تیس درباریوں کے مقابلے میں زیادہ اچھا کیوں سمجھتے ہیں"؟ آخر ایسی کونسی خوبی اُس میں ہے۔ سلطان اُس وقت خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا۔ پھر ایک دن سلطان نے اپنے اُس دوست کو ساتھ لیا اُن تیس درباریوں اور ایاز کو بھی ساتھ لیا اور شکار کے ارادے سے جنگل کی طرف روانہ ہوئے۔راستے میں ایک قافلہ نظر آیا۔ سلطان نے ایک درباری کو بلایا اور حکم دیا" وہ قافلے کے پاس جائے اور ان سے معلوم کرے کہ وہ کہاں سے آرہے ہیں"؟ درباری قافلے والوں کے پاس گیا اور تھوڑی دیر کے بعد آکر بتایا" قافلہ شہر سے آرہا ہے"۔ سلطان نے پوچھا" قافلے والوں نے جانا کہاں ہے"؟ وہ درباری اِس سوال کا جواب نہ دے سکا کیونکہ اُس نے قافلے والوں سے یہ پوچھا ہی نہیں تھا۔

پھر سلطان نے دوسرا درباری روانہ کیا" وہ معلوم کر کے آئے کہ قافلے والوں کی منزل کہاں ہے"؟ دوسرا امیر بھی کچھ دیر کے بعد جواب لے کر آ گیا" قافلہ یمن

جانے کا ارادہ رکھتا ہے"۔ سلطان نے پوچھا"ان کے پاس سامان سفر کیا ہے"؟امیر جواب نہ دے سکا اِس لیئے کہ یہ بات اُس نے قافلے والوں سے پوچھی ہی نہ تھی۔ سلطان نے تیسرے درباری کو بُلا کر کہا" دیکھ کر آؤ ان کے پاس سامان کتنا ہے"؟امیر فوراً ہی جواب لے کر آ گیا"ان کے پاس ضرورت کا ہر سامان موجود ہے"۔ سلطان نے کہا" قافلہ شہر سے کب روانہ ہوا تھا"؟اِس پر درباری خاموش ہو گیا اِس لیئے کہ یہ بات اُس نے قافلے والوں سے معلوم ہی نہ کی تھی۔

مختصر یہ کہ سلطان نے اپنے تمام درباریوں کو قافلے کے پاس بھیجا اور وہ سب صرف اُس سوال کا جواب لاتے رہے جو سلطان نے معلوم کرنے کے لیئے بھیجا تھا۔اَب سلطان نے اپنے دوست کے سامنے ایاز کو بلایا اور قافلے والوں کے پاس روانہ کیا" معلوم کر کے آؤ کہ وہ کہاں سے آ رہے ہیں"؟اس وقت تمام درباریوں کو بھی اپنے پاس ہی روکے رکھا ایاز قافلے والوں کے پاس سے واپس آیا تو جو جوابات وہ تیس درباری تیس چکروں میں لے کر آئے تھے ایاز ایک ہی چکر میں لے آیا اور آ کر سلطان اُس کے دوست اور اُن درباریوں کے سامنے قافلے سے متعلق مکمل معلومات پیش کر دیں۔ سلطان نے اپنے دربایوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا" ایاز سے حسد کرنا بند کرو" اور پھر اپنے دوست کو مخاطب کرتے ہوئے کہا" اَب آپ سب کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں ایاز کی اتنی قدر و منزلت کس وجہ سے کرتا ہوں"؟ سب لوگ خاموش ہو گئے سلطان کے دوست نے ایاز کی تعریف کی۔لیکن ایاز کے ساتھ باقی تمام درباریوں کا حسد کبھی ختم نہ ہوا۔

حاسد ایسے دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہے (حسد کے ہاتھوں) کہ وہ کہیں بھی چلا جائے اُس کے عذاب سے نجات نہیں پائے گا۔ دنیا کے کسی حصّہ میں بھی چلا جائے۔ وہ چین پا ہی نہیں سکتا۔ اُسے اپنے سوا ہر انسان میں عیب نظر آتا ہے اور کسی کی خوشی اُسے نہیں بھاتی۔ حاسد ہمیشہ غیبت سے کام لیتا ہے اِس لیئے کہ اس کی زبان مقابلہ کرنے میں گونگی ہوتی ہے۔

مختصر یہ کہ حسد دل کی بیماریوں میں سب سے خبیث بیماری ہے۔ یہ نہایت ہی بُری بلا اور عظیم گناہ ہے۔حسد کرنے والے کی ساری زندگی جلن اور گھٹن کی آگ میں جلتی رہتی ہے۔ اُسے چین اور سکون نصیب نہیں ہوتا۔

حاسد کی نظر بھی بہت بُری ہوتی ہے:

حدیث:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا:

ترجمہ:"اے محمد (خاتم النبیین ﷺ) کیا آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو (بیماری کی) شکایت ہے"؟ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا" میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔ ہر اُس شے سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے۔ اور ہر نفس اور ہر حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ خاتم النبیین ﷺ کو شفاعطا فرمائے۔ میں اللہ کے نام سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو دم کرتا ہوں"۔ (مسلم)

حدیث:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:" ایک دوسرے کے ساتھ بغض نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے دشمنی کرو اور نہ قطع تعلق کرو۔ اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلمان کے لیئے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع رکھے"۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک سورہ الاحزاب آیت نمبر 58 میں فرماتا ہے:

ترجمہ:" اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذاء دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں"۔

سورہ الحجرات آیت نمبر 10 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:" بیشک تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں"۔

سورہ المائدہ آیت نمبر 56 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: "اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر (خاتم النبیین ﷺ) اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ خدا کی جماعت میں داخل ہوگا اور) خدا کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے"۔

مندرجہ بالا تمام آیات مبارکہ سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ایک دوسرے کے ہمدرد ایک دوسرے کے دکھ درد میں ساتھ دینے والے اور ایک دوسرے کے مددگار رہوتے ہیں۔ اور یہ تمام باتیں ایک مومن کو حسد سے دور رکھتی ہیں۔ اور ایسا نہیں ہے تو پھر غور کرتے رہنا چاہیے کہ کہیں میں اپنے مومن بھائی سے حسد تو نہیں کرتا؟ اور پھر اس کا مدارک کرنے کی کوشش کرلے۔

اَب اگر ذرا سا بھی غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ قرآن پاک سورہ النساء آیت نمبر 54 میں فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ: " کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اُس نعمت پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کو دی ہے"۔

حسد اِس لیئے بہت بڑا گناہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ کے دینے پر اعتراض کر رہا ہے کہ تو نے اُسے نعمت کیوں دی؟ وہ آدمی تو اِس نعمت کے قابل ہی نہ تھا۔ یہ تو ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی حکمت پر اعتراض ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حکمت پر اعتراض بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ یہ گناہ عظیم ہے۔ یعنی کبیرہ گناہ "۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے)

حسد کا علاج:

1۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حسد کا علاج استغفار کا ورد فرمایا ہے (طبرانی) یعنی جب کسی کی طرف سے جلن محسوس کرے تو فوراً اُسے رد کرنے کے لیئے استغفار کہے اور اس خیال کو دل سے نکال دے۔

2۔ امام غزالیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ حسد قلب کی بیماریوں میں سے سب سے بڑی بیماری ہے۔ اور اس کا علاج یہ کہ حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے کہے کہ میرے حسد کرنے سے اُس کا کچھ بگڑ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ میرے حسد کرنے کا نقصان دین اور دنیا میں مجھ ہی کو پہنچ رہا ہے۔ اور میں خواہ مخواہ ہی دل کی اِس جلن میں مبتلا ہوں۔ میں حسد کرتا ہوں اور قیامت کے دن میری نیکیاں اُس کو مل جائیں گی جس سے میں حسد کر رہا ہوں۔ تو میری تمام نیکیاں توبرباد ہوگئیں۔ پھر یہ خیال کرے کہ میں جس پر حسد کر رہا ہوں یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اُسے دی ہیں تو کیا میں اللہ تعالیٰ کے دینے پر ناخوش ہوں یا اُس کے دینے پر اعتراض کر رہا ہوں یا اُس کی بانٹ مجھے پسند نہیں؟ اگر اُس کے دینے پر اعتراض کر رہا ہوں تو اس طرح تو میں اپنا دین اور ایمان خراب کر رہا ہوں۔ یہ سوچ کر پھر اپنے دل میں اِس خیال کو جمائے کہ اللہ تعالیٰ علیم اور حکیم ہے جو شخص جس چیز کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ وہی چیز اُس کو عطا فرماتے ہیں۔ جس سے میں حسد کر رہا ہوں چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان نعمتوں کا اہل تھا اِس لیئے اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں اُسے عطا فرما دی ہیں۔ اور میں چونکہ ان نعمتوں کا اہل نہیں تھا۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمتیں نہیں دی ہیں اِس طرح حسد کا مرض دل سے نکل جائے گا اور حاسد کو حسد کی جلن سے نجات مل جائے گی۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 196)

****

سحر (جادو)

سحر کی تعریف:

لغوی اعتبار سے جادو کے لئے سحر کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کی تعریف علماء نے یوں کی ہے:

1۔ اللیثؒ کہتے ہیں:

''سحر وہ عمل ہے جس سے پہلے شیطان کا قرب حاصل ہوتا ہے اور پھر اس سے مدد لی جاتی ہے''۔

2۔ الازھریؒ کہتے ہیں

''سحر دراصل کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دینے کا نام ہے''۔

3۔ ابن منظورؒ کہتے ہیں

''ساحر باطل کو حق بنا کر پیش کرتا ہے اور گویا وہ اسے دینی حقیقت سے پھیر دیتا ہے''۔

4۔ حضرت ابن فارسیؒ کا قول ہے

''سحر کسی چیز کو اس کی حقیقت سے ہٹا کر سامنے لاتا ہے گویا باطل کو حق کی شکل میں پیش کرتا ہے''۔

5۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے

"عربوں نے جادو کا نام سحر اس لئے رکھا ہے کہ یہ تندرستی کو بیماری میں بدل دیتا ہے''۔

سحر شریعت کی اصطلاح میں:

شرعی اصطلاح میں سحر کی تعریف کچھ اس طرح سے کی گئی ہے:

شریعت کے عرف میں سحر ہر اس کام کے ساتھ مخصوص ہے، جس کا سبب مخفی ہو، اسے اس کی اصل حقیقت سے ہٹا کر پیش کیا جائے اور دھوکہ دہی اس میں نمایاں ہو۔

2۔ امام ابن قیمؒ کہتے ہیں:

''جادو ارواح خبیثہ کے اثر و نفوذ سے مرکب ہوتا ہے، جس سے بشری طبع ضرور متاثر ہوتی ہیں''۔

غرض سحر: جادوگر اور شیطان کے درمیان ہونے والے ایک معاہدے کا نام ہے، جس کی بناء پر جادوگر کچھ حرام اور شرکیہ امور کا ارتکاب کرتا ہے اور شیطان اس کے بدلے میں جادوگر کی مدد کرتا ہے اور اس کے مطالبات کو پورا کرتا ہے۔

شیطان کا قرب حاصل کرنے کے لئے جادوگروں کے بعض طریقے:

شیطان کو راضی کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے جادوگروں کے مختلف وسائل ہیں: چنانچہ بعض جادوگر اس مقصد کے لئے قرآن مجید کو اپنے پاؤں سے باندھ کر بیت الخلاء میں جاتے ہیں، اور بعض قرآن مجید کو گندگی سے لکھتے ہیں، اور بعض اسے حیض کے خون سے لکھتے ہیں۔ (استغفر اللہ)

بعض قرآنی آیات کو اپنے پاؤں کے نچلے حصے میں لکھتے ہیں، کچھ بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہیں، کچھ ہمیشہ حالت جنابت میں رہتے ہیں۔ کچھ شیطان کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں، جانور بسم اللہ کے بغیر ذبح کیا جاتا ہے اور کسی ویران جگہ پر پھینک دیا جاتا ہے۔ (اسی لئے کچھ جادوگر جانور لانے کو کہتے ہیں)

بعض جادوگر ستاروں کو سجدہ کرتے ہیں اور ان سے مخاطب ہوتے ہیں۔ اور بعض کو شیطان کے حکم پر اپنی ماں یا بیٹی سے زنا کرنا پڑتا ہے۔ اور کچھ کو عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں ایسے الفاظ لکھنا پڑتے ہیں، جن میں کفریہ معانی پائے جاتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ:

شیطان جادوگر سے پہلے کچھ حرام کام کرواتا ہے اور پھر اسکی مدد اور خدمت پر آمادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جادوگر جتنا بڑا کفریہ کام کرے گا شیطان اتنا ہی زیادہ اس کا فرمانبردار ہوگا، اور اس کے مطالبات کو پورا کرنے میں جلدی کرے گا اور جب جادوگر شیطان کے بتائے ہوئے کفریہ کاموں کو بجالانے میں کوتاہی کرے گا شیطان بھی اس

کی خدمت کرنے سے رک جائے گا، اور پھر اس کا نافرمان بن جائے گا۔

جادوگر اور شیطان ایسے ساتھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے میں آپس میں معاہدہ کر لیتے ہیں۔ اور پھر اندر ہی اندر شیطان ایسے لوگوں کو بے سکون کر دیتا ہے۔

سچ فرمایا اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 124 میں

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا

ترجمہ: "اور جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی"۔

جادو قرآن اور سنت کی روشنی میں:

1۔جنوں اور شیاطین کے وجود پر دلائل:

جن، شیطان اور جادو کے درمیان بہت گہرا تعلق ہے کیونکہ جادو کی بنیاد ہی جنات اور شیطان ہیں۔ بعض لوگ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس بنیاد پر جادو کی تاثیر کے قائل نہیں، اس لئے یہاں جنات اور شیاطین کے وجود پر دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

قرآنی دلائل:

ترجمہ: ''اور یاد کیجئے جب ہم جنوں کو تیرے پاس پھیر کر لائے''۔ (سورۃ الاحقاف آیت 29)

2۔''جنوں اور انسانوں کیا تمہارے پاس تم میں سے پیغمبر نہیں آئے جو، میری آیات تم کو پڑھ کر سناتے اور اس دن کے سامنے آنے سے تم کو ڈراتے؟''۔ (سورۃ الانعام آیت 130)

3۔''کہہ دیجئے کہ مجھے وحی آتی ہے کہ جنات میں سے چند شخصوں نے (مجھ سے قرآن) سنا پھر کہنے لگے ہم نے ایک عجیب کلام قرآن سنا''۔ (سورہ الجن آیت 1)

4۔''اور (ہوا یہ کہ) بعض آدم زاد لوگ کچھ جنوں کی پناہ لیتے ہیں جن سے ان کا دماغ اور چڑھ گیا''۔ (سورۃ الجن آیت 6)

5۔''شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے سے تم میں آپس میں دشمنی اور کینہ پیدا کر دے، اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے باز رکھے تو اب بھی تم باز آتے ہو کہ نہیں؟''۔ (سورۃ المائدۃ آیت 91)

6۔ترجمہ: "اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو"۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 208)

7۔ترجمہ: "شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے"۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 268)

حدیث سے چند دلائل:

1۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ:

رسول پاک خاتم النبیین ﷺ ایک رات کو اچانک غائب ہو گئے چنانچہ ہم ان کو وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کرنے لگے، اور آپس میں سوچنے لگے کہ شاید آپ خاتم النبیین ﷺ کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ وہ رات انتہائی پریشانی میں گزری، صبح ہوئی تو ہم نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو غار حرا کی جانب سے آتے ہوئے دیکھا، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''میرے پاس جنات کا ایک نمائندہ آیا تھا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ اور جا کر انہیں قرآن پاک پڑھ کر سنایا''، پھر آپ خاتم النبیین ﷺ ہمیں لے کر اس جگہ پر گئے اور ان کے نشانات اور ان کی اُنگیٹھیوں کی علامتیں دکھائیں۔ اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "جنوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے کچھ مانگا" تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا، "ہر ایسی ہڈی تمہاری غذا ہے جس پر بسم اللہ کو پڑھا گیا ہو اور ہر گوبر تمہارے جانوروں کا کھانا ہے"۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ ہم سے کہنے لگے "لہٰذا تم ہڈی اور گوبر سے استنجا نہ کیا کرو کیونکہ وہ تمہارے جن بھائیوں کا کھانا ہے"۔ (صحیح مسلم، جلد 2، حدیث نمبر 1007)

2۔حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں بکریوں اور جنگل میں رہنا پسند ہے۔ اس لیے جب تم جنگل میں اپنی بکریوں کو لیے ہوئے موجود ہو اور نماز کے لیے اذان دو تو تم بلند آواز سے اذان دیا کرو۔ کیونکہ جن وانس بلکہ تمام ہی چیزیں جو مؤذن کی آواز سنتی ہیں قیامت کے دن اس پر گواہی دیں گی"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 609)

3۔حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: ''کہ فرشتوں کو نور سے، جنوں کو آگ سے اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا ہے جو تمہارے لیے بیان کر دی گئی'' (یعنی مٹی) (صحیح مسلم، حدیث نمبر 7495)

4۔حضرت صفیہؓ سنت حی سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

ترجمہ: "بیشک شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے''۔ (سنن ابی داوٗد، جلد 4، حدیث نمبر 4719)

5۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: "تم میں سے کوئی جب کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے، اور جب پانی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے"۔ (سنن ابی داوٗد، جلد 3، حدیث نمبر 3776)

6۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: ''جو بچہ پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے، جس سے وہ بچہ چیخ اُٹھتا ہے، سوائے حضرت مریمؑ علیہ السلام اور ان کی ماں کے "۔ (صحیح بخاری شریف، حدیث نمبر 3431)

7۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے سامنے ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح دیر تک سویا رہا اور فرض نماز کے لئے بھی نہیں اٹھا۔ تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''کہ یہ وہ شخص ہے، جس کے کانوں میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے"۔ (صحیح بخاری شریف، حدیث نمبر 1144)

8۔حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: "اچھا خواب اللہ کی طرف سے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ جو شخص خواب میں ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ اپنی بائیں طرف تین بار آہستہ سے تھوک دے۔ اور شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرے، ایسا کرنے سے بُرا خواب اس کے لئے نقصان دہ نہیں ہوگا"۔ (صحیح بخاری شریف، حدیث نمبر 3292)

9۔حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے:

ترجمہ "تم میں سے جب کوئی ایک جمائی لے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھے کیونکہ ایسا نہ کرنے سے شیطان منہ میں داخل ہو جائے گا"۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 7491)

جادو کے وجود پر قرآنی دلائل:

فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ ":اور سلیمان کی بادشاہت میں جو شیطان پڑھا کرتے تھے وہ لوگ اس کی پیروی کرنے لگے''۔ حالانکہ سلیمانؑ کافر نہ تھے البتہ یہ شیطان کافر تھے۔ جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے، اور وہ باتیں جو شہر بابل میں دو فرشتے ہاروت اور ماروت پر اتاری گئیں تھیں، اور وہ دونوں کسی کو جادو نہیں سکھاتے تھے (بلکہ منع کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ کون کونسی باتیں جادو میں شامل ہیں) جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم آزمائش ہیں۔ پس آپ کافر نہ ہوں، اس پر بھی وہ ان سے ایسی باتیں سیکھ لیتے جن کی وجہ سے وہ خاوند اور بیوی میں جدائی کروا دیتے "اور در اصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے''۔ اور ایسی باتیں سیکھ لیتے جن میں کچھ فائدہ نہیں، نقصان ہی نقصان ہے۔ (حالانکہ) یہودیوں کو یہ معلوم ہے کہ جو کوئی جادو کرے یا سیکھ لے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اگر وہ سمجھتے ہوتے تو جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا اسکا بُرا بدلہ ہے"۔ (سورۃ البقرۃ آیت 102)

2) ترجمہ: "موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم سچ بات کو جب وہ تمہارے پاس آئی ایسی بات کہتے ہو بھلا یہ کوئی جادو ہے؟ اور جادوگر تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے"۔ (سورۃ یونس آیت 77)

3) ترجمہ: "اور جب انہوں نے اپنی (لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں، تو موسیٰؑ نے کہا کہ یہ جو تم لے کر آئے ہو وہ تو جادو ہے، اور بے شک اللہ تعالیٰ اس کو باطل کر دے گا۔ کیونکہ اللہ شریر لوگوں کا کام بننے نہیں دیتا اور اپنی باتوں سے اللہ حق کو دکھائے گا اگر چہ نافرمان لوگ برا مانیں"۔ (سورۃ یونس آیت 81)

4) ترجمہ: "موسیٰؑ اپنے دل ہی دل میں سہم گیا ہم نے کہا ڈر نہ۔ بے شک تو ہی غالب رہے گا، اور جو عصا تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسکو (میدان) میں ڈال دے، انہوں نے جو ڈھونگ رچایا ہے یہ اس کو ہڑپ کر جائے گا۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ پس جادو کا تماشا ہے اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا"۔

(سورۃ طٰہٰ آیت 67-69)

5) ترجمہ:"اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ تو بھی اپنا عصا ڈال دے،سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے ان کے بنائے ہوئے سارے کھیل کو نگلنا شروع کر دیا،پس حق ظاہر ہو گیا اور جو کچھ انہوں نے بنایا تھا سب جاتا رہا۔پس وہ لوگ ہار گئے اور خوب ذلیل ہو کر پھرے۔اور وہ جو جادوگر تھے سجدہ میں گر گئے اور کہنے لگے، "ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کا رب ہے"۔(سورۃ الاعراف آیت 117-122)

حدیث نبوی سے چند دلائل:

حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں:

قبیلہ بنو زریق سے تعلق رکھنے والے ایک شخص (لبید بن الاعصم کہا جاتا ہے) نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ پر جادو کر دیا۔جس سے آپ خاتم النبیین ﷺ متاثر ہوئے، چنانچہ آپ خاتم النبیین ﷺ خیال کرتے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ وہ کام آپ خاتم النبیین ﷺ نے نہیں کیا ہوتا تھا۔یہ معاملہ ایسے ہی چلتا رہا یہاں تک کہ ایک رات آپ خاتم النبیین ﷺ میرے پاس تھے اور بار بار اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے۔پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے مجھ سے فرمایا:"اے عائشہ ؓ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی ہے،میرے پاس دو آدمی آئے تھے جس میں سے ایک میرے سر کی طرف اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا،پھر ایک نے دوسرے سے پوچھا"انہیں کیا ہوا ہے"؟ دوسرے نے جواب دیا"ان پر جادو کیا گیا ہے"۔" کس نے کیا ہے"؟"لبید بن الاعصم نے"۔" کس چیز میں کیا"؟" کنگھی، بالوں اور کھجور کے خوشے غلاف میں"۔"جس چیز میں جادو کیا گیا وہ کہاں ہے"؟"بیر زروان میں (کنویں کا نام)"چنانچہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اپنے کچھ صحابہ اکرام ؓ کے ساتھ اس کنویں پر گئے (اسے نکالا اور پھر واپس آ گئے) اور فرمانے لگے،"اے عائشہ ؓ اس کنویں کا پانی انتہائی سرخ ہو چکا تھا،اور ان کھجوروں کے سر ایسے ہو گئے تھے جیسے شیطان کے سر ہوں (یعنی وہ انتہائی بدشکل تھیں)"میں نے عرض کیا"اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ نے جادو اس کنویں سے نکالا"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دی۔اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے اسے کنویں سے نکالنے کا حکم دیا اور پھر اسے زمین میں دبا دیا گیا"۔(بخاری،حدیث نمبر 5766،6063-مسلم،حدیث نمبر 5703)

شرح حدیث:

1) یہودیوں نے لبید بن الاعصم (جو ان میں سے بڑا جادوگر تھا) کے ساتھ یہ بات طے کر لی تھی کہ وہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ پر جادو کرے گا اور وہ اسے اس کے بدلے میں تین دینار دیں گے۔چنانچہ اس بدبخت نے یہ کام اس طرح کر ڈالا کہ ایک چھوٹی بچی کے ذریعے جو آپ خاتم النبیین ﷺ کے گھر میں آتی جاتی تھی ،آپ خاتم النبیین ﷺ کے چند بال منگوا لیے اور ان پر جادو کر کے انہیں بیر زروان میں رکھ دیا۔

اس حدیث کی مختلف روایات کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس جادو کا اثر آپ خاتم النبیین ﷺ پر یہ تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ یہ خیال کرتے کہ میں نے فلاں کام کر لیا ہے جبکہ وہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے نہیں کیا ہوتا تھا بس اس کا آپ خاتم النبیین ﷺ پر یہی اثر تھا اس کے علاوہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی عقل اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی تصرفات جادو کے اثر سے محفوظ تھے۔اس جادو کی مدت میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ بعض نے چالیس دن اور بعض نے کوئی اور مدت بیان کی ہے۔

اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اس کی کتنی مدت تھی۔پھر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا کی اور اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی،اور دو فرشتوں کو آپ خاتم النبیین ﷺ کے درمیان اتار دیا۔جن کے درمیان مکالمہ ہوا اس سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو معلوم ہوا کہ جادو کس نے کیا؟ اور وہ اس وقت کہاں ہے؟

آپ خاتم النبیین ﷺ پر کیا گیا جادو انتہائی شدید تھا،اس سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو قتل کرنا مقصد تھا،لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو بچا لیا اور اس کا اثر صرف اتنا ہوا جس کا ذکر پہلے کر دیا گیا ہے۔

2) حضرت ابوہریرہ ؓ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو"،صحابہ اکرام ؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ وہ سات کام کونسے ہیں"؟،آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

1۔"اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا

2۔جادو کرنا

3۔کسی شخص کو ناحق قتل کرنا

4۔سود کھانا

5۔یتیم کا مال کھانا

6۔جنگ کے دن پیٹھ پھیر دینا

7۔اور پاک دامن عورت پر بہتان لگانا"- (صحیح مسلم، حدیث نمبر 262 - سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 2874)

3) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:"وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے جادو کیا یا اس کے لئے جادو کیا گیا یا کہانت کی یا اس کے لئے کہانت کی گئی، یا بدشگونی لی یا اس کے لئے بدشگونی لی گئی"۔(السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 1089)

جادوگر جنوں کو کیسے حاضر کرتا ہے:؟

جادوگر اور جنوں کے درمیان طے پانے والا معاہدہ:

جادوگر اور جنوں کے درمیان اکثر وبیشتر ایک معاہدہ طے پایا جاتا ہے، جس کے مطابق جادوگروں کو کچھ شرکیہ اور کفریہ کام چھپ کر یا علی الاعلان کرنے ہوتے ہیں۔اور اس کے بدلے شیطان کو جادوگر کی خدمت کرنی ہوتی ہے یا اس کے لئے خدمت گاہ مہیا کرنی ہوتی ہیں۔کیونکہ جس شیطان کے ساتھ جادوگر معاہدہ طے کرتا ہے وہ جنوں اور شیطان کے کسی ایک قبیلے کا سردار ہوتا ہے، چنانچہ وہ اپنے قبیلے کے کسی بے وقوف کو احکام جاری کر دیتا ہے کہ وہ اس جادوگر کا ساتھ دے اور اس کی ہر بات تسلیم کرے۔

چاہے وہ واقعات کی خبریں لانے کا کہے (اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن واقعات کی خبریں بھی لا کر دے دیتے ہیں کہ کہاں پر کیا ہو رہا تھا) یا دو آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنے یا ان میں محبت پیدا کر دینے کا حکم دیا، یا خاوند کو اس کی بیوی سے الگ کر دینے کا آرڈر جاری کر دے۔اس طرح جادوگر اس جن کو اپنی پسند کے برے کاموں کے لئے استعمال کرتا ہے، اگر جن اس کی نافرمانی کرے تو جادوگر اس کے قبیلے کے سردار سے رابطہ کرتا ہے۔اور اس کو مختلف تحائف پیش کر کے اس کو یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس سردار کی تعظیم کرتا ہے اور اس کو اپنا مددگار تصور کرتا ہے۔

چنانچہ وہ سردار اس جن کو سزا دیتا ہے اور اسے جادوگر کی خدمت کرنے یا مددگار مہیا کرنے کا حکم صادر کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جادوگر اور اس کی خدمت کے لئے مقرر کئے گئے اس جن کے درمیان نفرت ہوتی ہے۔اور جن خود جادوگر اور اس کے گھر والوں کو پریشان کئے رکھتا ہے۔چنانچہ جادوگر ہمیشہ بے خوابی کا شکار رہتا ہے اور رات کے وقت اس پر گھبراہٹ طاری رہتی ہے۔بلکہ گھٹیا قسم کے جادوگر اپنی اولاد سے بھی محروم رہتے ہیں کیونکہ ان کے خدمت گار جن ان کی اولاد کو ان کی ماں کے پیٹ میں ہی مار دیتے ہیں، اور یہ بات خود بھی جادوگر اچھی طرح جانتے ہیں۔اور کئی جادوگر تو صرف اس لئے جادو کا پیشہ چھوڑ دیتے ہیں کہ ان کو اولاد کی نعمت عطا ہو۔

جادوگر کو پہچاننے کی نشانیاں:

مندرجہ بالا علامات میں سے اگر کوئی ایک علامت اگر کسی علاج کرنے والے شخص کے اندر پائی جاتی ہے تو یقین کر لینا چاہئے کہ یہ جادوگر ہے۔

1۔جادوگر مریض سے اس کا اور اس کی ماں کا نام پوچھتا ہے۔

2۔جادوگر مریض کے کپڑے میں سے کوئی کپڑا مثلاً قمیض، ٹوپی رومال وغیرہ منگواتا ہے۔

3۔جادوگر جانور طلب کرتا ہے اور اس کو بسم اللہ پڑھے بغیر ذبح کرتا ہے اور اس کا خون مریض کے جسم پر ملتا ہے، پھر جانور کو غیر آباد جگہ پر پھینک دیتا ہے (اپنے شیطان جنوں کو کھلانے کے لئے)

4۔جادو والے طلسم کا لکھنا۔

5۔جادو والے طلسم کو پڑھنا جو کسی عام آدمی کی سمجھ بوجھ سے بالاتر ہوتا ہے۔

6۔مریض کو ایسے تعویذ دینا جس میں مربعات (ڈبے) بنے ہوئے ہوں اوران کے اندر چند حروف یا نمبر لکھے ہوں۔

7۔مریض کو یہ حکم دینا کہ وہ لوگوں سے الگ تھلگ ہوکر ایک معینہ مدت کے لئے کسی ایسے کمرے میں چلا جائے جہاں سورج کی روشنی نہ پہنچے۔

8۔مریض سے کبھی اس بات کا مطالبہ کرنا کہ وہ ایک معینہ مدت جو کہ چالیس دن کی ہوتی ہے پانی کو ہاتھ نہ لگائے اور یہ علامت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جادوگر جس جن سے خدمت لے رہا ہے وہ عیسائی ہے۔

9۔مریض کو کچھ ایسی چیزیں دینا جنہیں زمیں میں دفن کرنا ہوتا ہے۔

10۔مریض کو کچھ ایسے کاغذ دینا جنہیں جلانا ہوتا ہے، مریض کو کچھ ایسے کاغذ دینا جنہیں جلا کر دھونی لینی ہو۔

11۔مریض کو کچھ ایسے کاغذ دینا جنہیں جلاتے وقت کسی خاص کام کے کرنے کا تصور کرنا یا منہ سے بولنا۔ جیسے فلاں فلاں میں جدائی ڈال دے، فلاں فلاں آپس میں کبھی نہ ملیں، فلاں فلاں جگہ نہ جا سکیں۔اس طرح کے اپنے مقصد کے کلمات کے کاغذ کو جلاتے وقت بولنا یا ایسے کلمات کے ساتھ بڑبڑانا جسے سمجھا نہ جا سکے، یا جلاتے وقت کسی کے لئے یہ دعا کرنا مثلاً فلاں اور فلاں کی دوستی اور محبت ختم ہو جائے۔

12۔جادوگر مریض کو اس کا نام، اس کے شہر کا نام اور جس جگہ سے وہ اس کے پاس آتا ہے اس کے متعلق آتے ہی اسے بتا دیتا ہے۔

13۔جادوگر مریض کو کاغذ میں یا پکی ہوئی مٹی کی پلیٹ میں چند حروف لکھ کر دیتا ہے جنہیں پانی میں ملا کر پلانا ہوتا ہے۔

اگر ان علامت میں سے آپ کو کوئی ایک علامت کسی شخص میں نظر آئے تو یقین کر لیجئے کہ وہ جادوگر ہے۔ پھر اس کے پاس کبھی مت جایئے ورنہ آپ پر نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کا یہ فرمان صادق آجائے گا۔

''جو آدمی کسی نجومی کے پاس آیا اور اس نے اس کی باتوں کی تصدیق کی اس نے محمد خاتم النبیین ﷺ پر نازل کئے گئے دین سے کفر کیا''۔(جامع الترمذی، حدیث نمبر 135)

شریعت اسلامیہ میں جادو کی سزا:

شریعت میں جادوگروں کے متعلق فیصلہ:

1۔امام مالکؒ فرماتے ہیں:

جادوگر جو جادو کا عمل کرتا ہے اور جس نے کسی پر جادو کیا ہو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

''ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں'' سو میری رائے یہ ہے کہ وہ جب جادو کا عمل کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔

جادوگر کی حد قتل ہے اور یہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، ابن عمرؓ، حفصہؓ، حضرت جندبؓ بن عبداللہ، جندب بن مکعبؓ، قیس بن سعیدؓ، عمر بن عبداللہ رضوان اللہ علیہ اجمعین سے بھی یہی مروی ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا مذہب ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے عاملین کو خط لکھا تھا کہ ہر جادوگر مرد اور عورت کو خط لکھو، چنانچہ ہم نے تیس جادوگروں کو قتل کیا (صحیح بخاری)

اور اس طرح حضرت حفصہؓ ام المومنین کے متعلق یہ مروی ہے کہ ایک لونڈی نے ان پر جادو کیا تو انہوں نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

امام احمدؒ کہتے ہیں کہ جادوگروں کو قتل کر دینا تین صحابہ کرامؓ سے صحیح ثابت ہے۔

6۔حافظ بن حجرؒ کہتے ہیں کہ:

امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ جادوگر کا حکم زندیق (واجب القتل) کے حکم کی طرح ہے لہٰذا اگر اس کا جادو کرنا ثابت ہو جائے تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اسے قتل کر دیا جائے گا اور یہی مذہب امام احمد بن حنبلؒ کا بھی ہے۔

جبکہ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ:

صرف ثبوت سے اسے قتل نہیں کیا جائے گا ہاں اگر وہ اعتراف کرے کہ اس نے جادو کر کے کسی کو قتل کیا ہے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔

کیا جادو کا علاج جادو سے کیا جاسکتا ہے:؟

1۔امام ابن قدامہؒ کہتے ہیں:

جادو کا توڑ اگر قرآن سے کیا جائے یا ذکر واذکار سے یا ایسے کلام سے کیا جائے جس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، اگر جادو کا علاج جادو سے کیا جائے تو اس کے بارے میں احمد بن حنبل نے توقف فرمایا (یعنی خاموش رہے)

2۔حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ:

رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ (النشرۃ من عمل شیطان) جادو کا توڑ شیطانی عمل ہے (جادو جادو سے توڑا جائے تو)

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جادو کا علاج اگر خیر کی نیت سے ہو تو درست ورنہ درست نہ ہوگا۔

جادو کے علاج کی دو قسمیں ہیں:

جائز علاج:

جو کہ قرآن مجید اور مسنون اذکار اور دعاؤں سے ہوتا ہے۔

ناجائز علاج:

جو کہ شیطان کا تقرب حاصل کر کے اور انہیں مدد کے لئے پکار کے جادو ہی کے ذریعے ہوتا ہے۔

اور یہی علاج مذکورہ حدیث سے مراد ہے، اور ایسا علاج کس طرح سے درست ہو سکتا ہے جبکہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے جادوگروں کے پاس جانے اور ان کی تصدیق کرنے کو کفر قرار دیا ہے۔

امام ابن قیمؒ نے بھی جادو کے علاج کی یہی دو قسمیں بیان کی ہیں اور ان میں سے پہلی کو جائز اور دوسری کو ناجائز قرار دیا ہے۔

کیا جادو کا علم سیکھنا درست ہے:

1۔ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں سورۃ البقرۃ آیت 102 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اِنَّمَا نَحۡنُ فِتۡنَةٌ'' فَلَا تَكۡفُرۡ''

ترجمہ: "ہم تو بے شک آزمائش ہیں پس کفر مت کرو"۔

میں اس بات کی دلیل ہے کہ ''جادو کا علم سیکھنا کفر ہے''

2۔ابن قدامہؒ کا کہنا ہے کہ،

''جادو سیکھنا اور سکھانا حرام ہے''

اور اس میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ اس کے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، خواہ وہ اس کی تحریم کا عقیدہ رکھے یا اباعت کا (یعنی خواہ جادو کے جائز ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو یا اس کے ناجائز ہونے کا)

صحیح مسلم میں رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا فرمان یوں مروی ہے:

''جو بھی کسی جادوگر یا نجومی کے پاس آیا اس نے شریعت محمدی خاتم النبیین ﷺ سے کفر کیا''۔ (صحیح مسلم)

جادو کی اقسام:

جادو کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں

سحر تفریق:

جدائی ڈالنے والا جادو

1) جدائی ڈالنے کی کئی شکلیں ہیں مثلاً ماں اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالنا

2) باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالنا۔

3) دو بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنا۔

4) دو دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنا۔

5) دو شریکوں کے درمیان جدائی ڈالنا۔

6) خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا۔

یہ آخری شکل زیادہ خطرناک ہے یعنی خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا۔

سحر تفریق کی علامات: (جدائی کے لئے جادو)

یعنی جب دو فریقوں کے درمیان جادو کیا جاتا ہے، ان کو جدا کرنے کے لئے تو کون کون سی علامات پیدا ہوتی ہیں۔

1۔ محبت اچانک بغض میں اور نفرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

2۔ دونوں کے درمیان بہت زیادہ شکوک وشبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔

3۔ دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کا عذر نہیں مانتا۔

4۔ حقیر سے سبب اختلاف کو بڑا سمجھ لیا جاتا ہے۔

5۔ بیوی خاوند کو بد شکل اور خاوند بیوی کو بد شکل نظر آنے لگتا ہے جبکہ وہ دونوں خوبصورت ہیں۔

(اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ شیطان جس کو جادوگر اپنی خدمت کے لئے استعمال کرتا ہے، وہی عورت کے چہرے پر بد شکل بن کر آ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ خاوند کو نہیں بھاتی۔ اور اس طرح خاوند کے چہرے پر بھی وہ خوفناک شکل میں آ جاتا ہے جس سے وہ اپنی بیوی کو نہیں بھاتا۔

6۔ جس پر جادو کیا جاتا ہے وہ اپنے قریب ترین رہنے والے بندے سے نفرت کرنے لگتا ہے اور اس کے ہر کام کو ناپسند کرتا ہے۔

7۔ جس پر جادو کیا جاتا ہے اسے اپنے گھر میں شدید گھٹن محسوس ہوتی ہے۔

سحر امراض (علامات):

1۔ کسی ایک عضو میں دائمی درد۔

2۔ مرگی کا دورہ۔

3۔ اعضائے جسم میں سے کسی ایک عضو کا بے حرکت ہو جانا۔

4۔ پورے جسم کا بے حرکت ہو جانا۔

5۔ حواس خمسہ میں سے کسی ایک کا بے عمل ہو جانا۔

یہاں ایک تنبیہ کرنا ضروری ہے، اور وہ یہ ہے کہ مذکورہ علامات چند جسمانی بیماریوں کی علامات سے بھی ملتی جلتی ہیں۔ جادو اور جسمانی بیماری میں فرق صرف اتنا ہوگا کہ مریض پر دم کر کے دیکھیں اگر دوران قرآن اس کے جسم میں کوئی تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

مثلاً سر کا چکرانا، سر درد، ہاتھ پاؤں کا سن ہو جانا تو یقینی طور پر جادو کا اثر ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو اسے جسمانی بیماری ہے، جس کے علاج کے لئے اسے ڈاکٹروں سے رجوع کرنا ہے۔

سحر تفریق کا علاج:

مریض کے کانوں میں ان آیات کی تلاوت کریں۔

سورہ فاتحہ۔

سورہ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات۔

سورہ بقرہ آیت 102 بار بار پڑھیں۔

سورہ بقرہ آیت 163 تا 164، سورہ بقرہ کی آخری 2 آیات اور آیت الکرسی۔

سورۃ الاعراف کی آیت 117 تا 122 ان آیات کو خاص طور پر پڑھیں خاص طور پر وَ اُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ (سورۃ الاعراف 7:120)۔

سورہ یونس کی آیت نمبر 81،82 بار بار پڑھیں۔

اور ان تمام چیزوں کو شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھیں۔

سحر امراض کا علاج:

ایک کیسٹ میں درج ذیل سورتیں ریکارڈ کر کے مریض کو دیں جسے وہ روزانہ تین بار سنے،

سورہ فاتحہ، آیت الکرسی، سورہ دخان، سورہ جن، چاروں قُل۔

درج ذیل دم کلونجی کے تیل پر دم کریں جسے وہ صبح شام اپنی پیشانی اور متاثرہ عضو پر ملتا رہے۔

سورہ فاتحہ، سورہ فلق، سورہ الناس اور (وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ) (سورۃ بنی اسرائیل 17:82)

ترجمہ: "اور ہم قرآن میں وہ نازل فرماتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے"۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْھِبِ الْبَاسَ، وَاشْفِ اَنْتَ شَافِی لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا

ترجمہ: ''اے اللہ تو لوگوں کا پروردگار ہے تکلیف دور فرما، اور شفاء بخش کیونکہ تو شفاء بخشنے والا ہے، تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفاء نہیں ایسی شفاء عطا فرما جو بیماری کو جڑ سے اکھاڑ دے''۔

مریض مندرجہ بالا تمام علاجوں پر ساٹھ دن تک عمل کرے اور اگر آرام آجائے تو ٹھیک ورنہ اگلے ساٹھ دنوں کے لئے دوبارہ شروع کرے۔

اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ ہمیں جادو کرنے، جادوگر کے پاس جانے، ان کی باتوں کی تصدیق کرنے اور جادوگر کے کیے ہوئے کسی بھی جادو کے پرچے پر عمل کرنے کی بھی طاقت اور توفیق نہ عطا فرمائے، اور ہمیشہ اپنے حفظ و امن میں رکھے۔ (امین)

آمین یا رب العالمین۔

و آخر دعوانا عن الحمدللہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و سلم اجمعین۔

****

مُصَنِّفہ کی تمام کُتُب

خاتم النبیین ﷺ مِحبُوبِ ربُّ العٰلمین	خاتم النبیین ﷺ مُحسنِ اِنسانیت	مقصدِ حیات	عبدیّت کا سفر ابدیّت کے حصُول تک
تعلُّق مع اللہ	مُختصراً قُرآنِ پاک کے علُوم	راہِ نجات	فلاح
اہلِ بیت اور خاندانِ بنُو اُمیّہ	ثواب و عتاب	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۱)	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۲)
مُختصرِتذکرئہ انبیاءکرامؑ، صحابہ کرامؓ و آئمہ کرامؒ	اولیاءکرامؒ	کتاب الصلوٰۃ وَ اوقاتُ الصّلوٰۃ	عشرہ مُبشرہؓ اور آئمہ اربعہؒ
حیاتِ طیّبہ	آگہی	اِسلام عالمگیر دِین	عقائد واِیمان
دِینِ اِسلام (بچّوں کےلئے)	کتابِ آگاہی (تصحیح العقائد)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۱)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۲)